

# السنن الکبریٰ کی تدوین میں امام بیہقی رحمۃ اللہ کا منہج تحقیقی جائزہ

[مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ]

(سیشن: 2006ء)



نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ قرآن و حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار

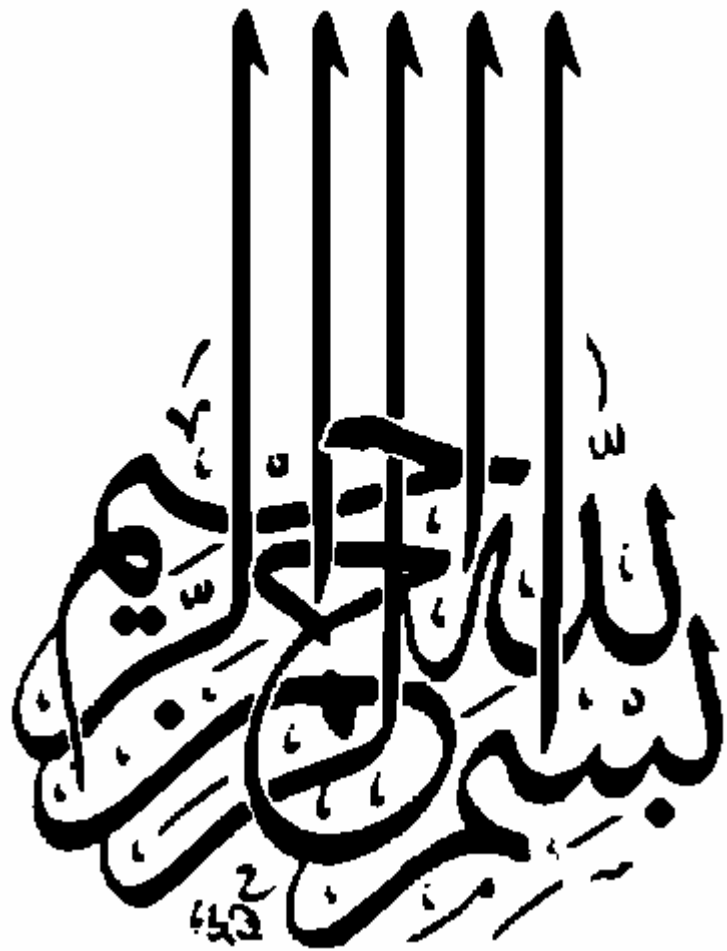
میمونہ اسلام

لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج فار وومن سرگودھا

V-767268

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(1431ھ / 2010ء)



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ  
تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾  
وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۖ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ  
الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ  
فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۖ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشْدُونَ ﴿٧﴾

(سورة الحجرات)

## **FORWARDING SHEET**

The thesis entitled:

السنن الکبریٰ کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج

ایک تحقیقی جائزہ

by Mamoonah Islam Partial fulfillment of the requirement for M.Phil. degree in Islamic studies has been completed under my guidance and supervision. I am satisfied with the quality of student's research work and allowed her to submit her thesis.

### **Signature**

**Prof. Dr. Abdu ul Hameed Khan Abasi**

Department of Quran o Hadith  
Allama Iqbal Open University, Islamabad



## ***APPROVAL SHEET OF THE COMMITTEE***

**Title of Thesis:** السنن الکبریٰ کی تدوین میں امام بیہقی کا منہج۔ ایک تحقیقی جائزہ

**Name of student:** Mamoonah Islam.

Accepted by the faculty of Arabic & Islamic studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, for partial fulfillment of the M. Phil. degree in Islamic studies.

Viva voice committee:

### **Signature**

**Prof. Dr. Abdu ul Hameed Khan Abasi**  
Department of Quran o Hadith  
Allama Iqbal Open University, Islamabad

### **Signature**

Internal Examiner

### **Signature**

External Examiner

## **DECLARATION CERTIFICATE**

I Mamoonah Islam Roll No V-767268 a student of M.Phil. Islamic Studies in Allama Iqbal Open University Islamabad do hereby solemnly declare that the thesis entitled

السنن الکبریٰ کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج - ایک تحقیقی جائزہ

submitted in partial fulfillment of M.Phil. Islamic studies degree, is my original work and has not been submitted by me for obtaining any degree from this or another University or Institution.

### **Signature**

Mamoonah Islam

Roll No : V- 767268

Dated: 4-01-2011

## انساب

والدین کے نام

کہ جن کی شفقت، علمی راہنمائی اور پر خلوص دعاؤں نے مجھے اس

مقام پر پہنچایا۔

میمونہ اسلام

## اظہارِ تشکر

میں سب سے پہلے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یہ ہدیہ شکر پیش کرتی ہوں کہ جس کی بے پایاں عنایتوں ہی سے اس تحقیقی کام کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

اس مقالہ کے مشرف جناب محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی کی بے حد ممنون ہوں کہ جن کی قدم قدم پر علمی راہنمائی، شفقت اور نگرانی نے مقالہ کے اختتام کی راہ سمجھائی اور جناب محترم ملک کامران طاہر مدیر معاون ماہنامہ 'محدث' کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ناصرف مقالہ سے متعلقہ بنیادی کتب و مصادر کی نشاندہی و فراہمی کا بندوبست کیا بلکہ اپنا قیمتی وقت نکال کر مقالہ کی نظر ثانی کی۔ اسی طرح مقالہ سے متعلق کے لئے مکتبہ رحمانیہ ادارہ محدث 99 / جے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کے عملہ کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر طرح سے تعاون فرمایا۔

اور ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کی لائبریری، لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور بھی قابل تحسین ہے کہ مجھے اپنے مصادر کے سلسلہ میں کبھی وہاں جانا پڑا تو مایوس نہیں ہوئی۔

باقی اس مقالہ کی کمپوزنگ اور سیٹنگ کرنے والے حضرات کی ممنون ہوں کہ جنہوں نے مقالہ کی سیٹنگ کی اور اس کو احسن طریقہ سے تکمیل تک پہنچایا۔

آخر میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ جن لوگوں نے بھی مقالے کے سلسلے میں کوئی بھی تعاون کیا۔ اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

میمونہ اسلام



## السنن الکبریٰ کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج

[تحقیقی جائزہ]

اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامی کو محفوظ و معنوں رکھنے کے لئے ایسے انتظامات کا انتظام فرمادیا کہ شریعت کے اولین ماخذ ”قرآن“ کی حفاظت اپنے بندوں کے سینوں میں کندہ اور نقش کر کے فرمائی جبکہ دوسرے ماخذ حدیث جو کہ قرآن کی تعبیر و تبیین ہے جس کو ایسے حافظ اور ماہر محدثین کی ذریعے محفوظ کیا کہ انہوں نے حدیث کی صحت حفاظت کے ایسے کڑے اصول وضع کیے کہ جعلی روایات گھڑنے والوں کے تمام راستوں کو مسدود کر دیا اور ان اصولوں پر اخبار کو پرکھ کر ہمیں وہ نکھری ہوئی روایات سے متعارف کروایا جن کو اللہ کے نبی ﷺ کی طرف حقیقتاً منسوب کیا جاسکتا تھا۔ اور یہ کام دوسری تیسری صدی ہجری میں ہو چکا تھا۔ اس کے بعد فن اصول حدیث میں مزید نکھار آتا گیا اور اس میں مزید وضاحتیں اور پہلوؤں کو سامنے لایا گیا۔ امام بیہقی اسی قافلہ باصفا کے راہ رو تھے کہ جنہوں نے السنن الکبریٰ جیسی کتاب تصنیف فرما کر علوم حدیث میں گرانقدر اضافہ کیا۔

السنن الکبریٰ پانچویں صدی ہجری سے لے کر آج تک علماء کے ہاں ایک عظیم مقام رکھتی ہے۔ اس کی شہرت کی بنیاد اس کی یہ خاصیت تھی کہ اس میں علوم و معارف کا خزانہ پنہاں ہے اور یہ حدیث کے میدان میں بالعموم اور ”سنن“ کے طریقہ تصنیف کے متعلق بالخصوص بہت سے نئے علمی فوائد فراہم کرتی ہے اور اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں پائی جانے والی تمام نصوص میں نقد کی روح نظر آتی ہے۔

الغرض یہ کتاب بلاشبہ احادیث احکام اور علل کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے اور اس کا مطالعہ تحقیق حدیث کا کام کرنے والے ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ حدیث و فقہ کے مسائل کا احاطہ کرنا چاہتا ہو یا احکام شرعیہ کے اصولوں کو وسیع پیمانے پر جاننے کا خواہاں ہو یا نقد کے طرق اور باریکیوں سے آگاہی کا متمنی ہو۔

علماء نے اس کتاب کی قدر و منزلت کا ادراک کیا اور اس کے لائق شان اس کی تعریف کی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

”ایسی تصنیف کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔“<sup>(۱)</sup>

امام سبکی رحمہ اللہ کا قول ہے:

”علم حدیث میں عمدہ انتخاب و ترتیب کے حوالے سے سنن الکبریٰ جیسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔“<sup>(۲)</sup>

ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امام بیہقی رحمہ اللہ کی ”سنن کبیر“ کے متعلق کوئی شخص بھولانہ رہے کیونکہ ہم نے اس میدان میں اس جیسی کتاب آج تک نہیں

① سیر النبلاء لذہبی: 18 / 166

② طبقات الشافعیہ لسبکی: 9 / 4

دیکھی۔“ (۱)

امام بیہقی رحمہ اللہ تمام علوم اسلامیہ میں بالعموم اور علوم حدیث میں بالخصوص نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ ان کی یہ کتاب حدیث کا ایک جامع اور بنیادی مصدر ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام و مرتبہ کی حامل ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کی سب سے اہم اور ضخیم تصنیف ہے اور یہی کتاب ان کی شہرت و پہچان کی بنیاد بنی۔ اور اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے نئی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی کتاب میں پائے جانے والی نصوص کی چھان بھٹک اور دلائل و علل بیان کر کے اس پر نقد کا بھی خاص اہتمام کیا ہے۔ اگرچہ امام صاحب کی دوسری تصنیفات پر اور امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات و واقعات پر بہت کام ہو چکا ہے۔ لیکن السنن الکبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے منہج پر کوئی ایسا مقالہ سامنے نہ آیا کہ جس میں السنن الکبریٰ میں اختیار کیے گئے اصولی منہج کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا۔ لہذا ضرورت اس بات کی تھی کہ السنن الکبریٰ کے امتیازات و خصائص کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے اور اس عظیم سعادت کی ذمہ داری میرے حصہ میں آئی۔

اگرچہ اس گراں بار ذمہ داری کی سبکدوشی سہل نظر نہیں آتی تھی تاہم شوق خدمت دین اور تحقیقی ذوق کو بروئے کار لاتے ہوئے اور اللہ سے توفیق طلب کرتے ہوئے اس کام کو قبول کیا۔ اور پھر اللہ کی مدد اور ذوق تحقیق سے اس مقالہ کی تکمیل ہوئی۔ مقالہ کی ترتیب میں اسے چار ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے اسی طرح ہر باب کی اس کی مناسبت سے فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلا باب امام بیہقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار پر مشتمل ہے کہ جس میں امام صاحب کے حالات زندگی، علمی مراحل و اسفار، تلامذہ اور ان کی تصنیفات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب دوم السنن الکبریٰ کا منہج اور خصائص کے نام سے ہے جس میں علوم حدیث سے متعلقہ کتب کا تعارف پیش کر کے السنن الکبریٰ کا ان کتب میں مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح کتاب ہذا میں استعمال کی گئی حدیث سے متعلقہ اصطلاحات کو بالترتیب بیان کرتے ہوئے منہج بیہقی کے بارے کتابوں میں بکھرے موتیوں کو جمع کر کے کتاب کا تنظیمی منہج واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ باب سوم کے نام سے ہے جس میں حدیث مرفوع، موقوف اور مقطوع کی تعریفات امام صاحب کا ان کے بارے اسلوب نگارش ان کے ہاں مذکورہ احادیث کی اقسام اور موقوف حدیث سے متعلق امام صاحب کا امتیازی موقف بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح السنن الکبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے استعمال کردہ درایتی اصول اور تعریفات کو ان کی تقسیم مثلاً غریب، منکر اور معلل وغیرہ کو بالترتیب درج کر دیا گیا۔

باب چہام السنن الکبریٰ کی ترتیب و تدوین میں نقد کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے جو کہ اس مقالہ کے عنوان سے متعلقہ مرکزی باب ہے اس میں صحابہ اور ان کے احوال پر بحث کی گئی ہے۔ مختلف، متشابہ، مبہم اور ضعیف رواۃ کو ذکر کیا گیا ہے۔ سند پر نقد کے ساتھ ساتھ متن پر نقد سے متعلقہ اباحت کو بھی نقل کیا گیا ہے جس میں نقد متن کے معیارات، وسائل اور ترجیح متن کے آلات کا ذکر ہے اسی طرح اس میں السنن کے منہج نقد کے عمومی خصائص کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں منہج نقد کا معنی و مفہوم اور امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے نزدیک اس کا دائرہ کار پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ آئندہ کے تقلیدی متابعات کے لانے سے پرہیز اور نقدی عبارات کی درستگی قائلین کی

طرف سے نسبت کا ذکر کیا گیا ہے اور آخر میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس سارے نقدی عمل کے دوران کسی موقع پر بھی علمی آداب کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

اس مقالے کی بحث کا موضوع چونکہ السنن الکبریٰ ہے اس لیے سب سے زیادہ اعتماد اسی پر ہی کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے مقالہ کے ابواب میں السنن الکبریٰ سے ہی شواہد بکثرت پیش کیے گئے ہیں نیز علوم حدیث کی کتب میں موجود مسائل کے تکرار سے حتی المقدور اجتناب کیا گیا ہے اور مقصد اول یہ بنایا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی سنن اور ان کے منہج سے استفادہ کیا جائے اور اس کے علاوہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی دیگر کتب کو بھی مصادر کے طور پر شامل کیا گیا ہے جن میں معرفۃ السنن والآثار، دلائل النبوة سے بھی بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و تسبیح کرتی ہوں کہ جس نے میرے اوپر احسان کرتے ہوئے اس مقالے کی تکمیل کی توفیق بخشی۔

**میمونہ اسلام**

رول نمبر: V-767268



## تفصیلی فہرست مضامین

○ مقدمہ

39-1

○ **باب اوّل:** امام بیہقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار

20-2

**فصل اوّل:** امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات زندگی

- امام بیہقی رحمہ اللہ کا نام و نسب
- امام بیہقی رحمہ اللہ کا تعلیم و تربیت
- امام بیہقی رحمہ اللہ کا عقیدہ و فقہی مسلک
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی صفات حمیدہ
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی اولاد
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی وفات
- امام بیہقی رحمہ اللہ کے علمی اسفار اور ان کا مقام و مرتبہ
- حفاظ حدیث سے ملاقات
- امام بیہقی رحمہ اللہ کے علمی اسفار
- نیشاپور
- استر باذ
- اسد آباد
- خراسان
- دامغان
- طاہران
- طوس
- قرمسن
- مہرجان
- نوقان
- ہمدان
- بغداد
- کوفہ

- شط الفرات
- رئے
- مکہ مکرمہ
- المدینۃ المنورہ
- بیہق کی طرف رجوع اور مستقل قیام
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی توثیق میں آئمہ کے اقوال اور علمی

## فصل دوم: امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ 39-21

- امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ کی تفصیلی فہرست
- امام ابو علی اسماعیل بن احمد بن حسین خسرو جرد شافعی
- امام ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الکریم بن ہوازن قشیری نیشاپوری
- امام ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن احمد فراوی نیشاپوری شافعی
- امام ابو المظفر عبد المنعم بن عبد الکریم بن ہوازن قشیری
- امام ابو الحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد بیہقی
- امام ابو القاسم تمیم بن ابی سعید ابی العباس جرجانی
- ابو بکر عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بحری نیشاپوری
- ابو نصر علی بن مسعود بن محمد شجاعی نیشاپوری
- ابو الفتح ناصر بن محمد بن عبد اللہ عیاضی
- ابو محمد مہتہ اللہ بن سہل بن عمر سعیدی
- مصنفات امام بیہقی رحمہ اللہ
- علوم القرآن
- احکام القرآن
- جامع ابواب قرآن القرآن
- الحدیث وعلومہ
- الاجزاء الکنجود وذیات
- احادیث الشافعی
- بیان خطا من اخطا علی الشافعی
- تخریج احادیث الامام
- رسالہ فی حدیث الجویباری
- السنن الصغری

- السنن الكبرى
- مختصر السنن الكبرى
- المدخل الى السنن الكبرى
- المدخل الى دلائل النبوة ومعرفة احوال صاحب الشريعة
- معالم السنن
- معرفة السنن والآثار
- معرفة علوم الحديث
- عقائد
- اثبات عذاب القبر
- الاسماء والصفات
- الاعتقاد والهداية الى سبيل الرشاد على مذهب اهل السنة والجماعة
- كتاب الايمان
- البعث والنشور
- حياة الانبياء في قبورهم
- كتاب الرؤية واشتات الرؤية
- القضاء والقدر
- اصول الفقه
- نتائج الاصول
- الفقه
- الخلافات بين الشافعي والبي حنفية
- القراءة خلف الامام
- كتاب الاسرى
- المبسوط
- نصوص الشافعي
- اللغة
- الرد على الانتقاد على الشافعي في اللغة
- الزهد والرقائق
- الترغيب والترهيب
- الزهد الصغير

- الزهر الكبير
- التاريخ وتراجم
- فضائل الصحابة
- السير
- الجامع في الخاتم (خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم)
- دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة
- كتاب أيام أبي بكر الصديق
- مختصر دلائل النبوة
- مناقب الامام احمد بن حنبل
- مناقب الامام الشافعي
- آداب وفضائل
- الآداب
- الاربعون الصغرى
- الاربعون الكبرى
- الدعوات الصغرى
- الدعوات الكبرى
- شعب الايمان
- فضائل الاوقات
- المنوعات
- رسالية البيهقي إلى أبي محمد الجويني
- رسالية البيهقي إلى عبد الملك
- العيون في الرد على أهل البدع

57-40

46-41

## ○ باب دوم: السنن الكبرى کا منہج وخصائص

### فصل اول: کتب حدیث میں السنن الكبرى کا مقام

- کتابت حدیث
- تدوین حدیث
- تصنیف حدیث
- جوامع

- سنن
- مصنفات
- مشہور مصنفات یہ ہیں
- مسانید

■ کتب سنن میں ’السنن الکبریٰ‘ کا مقام

53-47

**فصل دوم:** السنن الکبریٰ کے مراحل تالیف اور موضوع و اصطلاحات

- السنن الکبریٰ کی تصنیف کی تاریخ
- السنن الکبریٰ کو تصنیف کرنے کے اسباب
- السنن الکبریٰ کا موضوع
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی ’السنن الکبریٰ‘ میں خاص اصطلاحات
- السنن الکبریٰ پر تنقید کا سلسلہ

57-54

**فصل سوم:** السنن الکبریٰ کا منہج

- امام بیہقی رحمہ اللہ اور منہج کتاب
- السنن الکبریٰ کا منہج
- تنظیمی منہج
- متون میں الفاظ کی مختلف حالتوں کے معانی سے وضاحت
- متون کے موضوعات کی فقہی ترتیب
- حدیث کی صحت کی وضاحت
- حدیث کو مکرر لانا
- نقدی منہج
- معلل ابواب کی تنقیدی وضاحت
- تطبیقی منہج

○ **باب سوم:** السنن الکبریٰ میں حدیث کے روایتی و درایتی اصولوں کا استعمال 85-58

71-59

**فصل اول:** روایتی اصول

- مرفوع اور اس کے متعلقات
- مرفوع کی تعریف
- مرفوع میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت

- اولاً: مرفوع قولی
- ثانیاً: مرفوع فعلی
- ثالثاً: مرفوع تقریری
- رابعاً: مرفوع وصفی
- الف: وصف خلقی
- ب: وصفی خلقی
- ج: نبی کریم ﷺ کا طبعی و فطری وصف
- د: وصف خاص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
- موقوف اور اس کے متعلقات
- تعریف اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا اہتمام
- حدیث موقوف
- السنن الکبریٰ میں موقوف کے نام کا استعمال
- السنن الکبریٰ میں موقوف کا فن
- السنن الکبریٰ میں موقوف حدیث کی اقسام
- الف: موقوف صحیح
- ب: موقوف حسن
- ج: موقوف ضعیف
- موقوف حدیث کا حکم
- مقطوع اور اس کے متعلقات
- تعریف
- السنن الکبریٰ میں مقطوع کا فن
- باب کی حدیث کو مضبوط اور قوی کرنے میں مقطوعات کا استعمال
- مقطوعات کی اقسام
- الف: مقطوع قولی
- ب: مقطوع فعلی

- غریب کی تعریف اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا اہتمام
- لغوی معنی
- اصطلاحی معنی
- امام بیہقی رحمہ اللہ کا غریب حدیث پر متنبہ کرنا
- امام بیہقی رحمہ اللہ کا بعض احادیث میں غرابت کے وہم کو دور کرنا
- السنن الکبریٰ میں غریب الحدیث کا فن
- منکر اور اس کے متعلقات
- منکر کی تعریف اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا موقف
- لغوی معنی
- اصطلاحی معنی
- نکارت جانچنے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت
- امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں حدیث پر نکارت کا حکم لگانے کے اسباب
- معلل اور اس کے متعلقات
- معلل کی تعریف
- لغوی تعریف
- اصطلاحی تعریف
- حدیث معلل کے متعلق امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت
- پہلی وجہ
- دوسری وجہ
- اسناد حدیث میں واقع ہونے والی علت کا بیان
- متن میں واقع ہونے والی علت کا بیان

131-86

## ○ باب چہارم: السنن الکبریٰ کی ترتیب و تدوین میں نقد حدیث

109-87

### نصل اول: السنن الکبریٰ میں نقد رواۃ

- السنن الکبریٰ میں راویوں کا تعارف
- صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف اور ان کے احوال
- صحابہ کا تعارف

- صحابہ اور تابعین کے درمیان فرق کرنا
- السنن الکبریٰ میں اسمائے رواۃ اور ان کی کیفیات کے درمیان امتیاز
- السنن الکبریٰ میں مختلف الاسماء راویوں کی نشاندہی
- السنن الکبریٰ میں مشتبہ راویوں کی نشاندہی
- السنن الکبریٰ میں مبہم رواۃ کی نشاندہی
- السنن الکبریٰ میں جرح و تعدیل
- جرح کا لغوی معنی
- عدالت کا لغوی معنی
- تعریف عدل بقول ابن اثیر
- جرح و تعدیل کی اصطلاحی تعریف
- محدثین کے منہج کے تین اساسی اصول ہیں
- اول: السنن الکبریٰ میں راویوں کے مراتب
- پہلا مرتبہ: اہل عدالت
- ثقات
- الف: صحابہ رضی اللہ عنہم
- ب: تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ
- دوسرا مرتبہ: وہ ضعیف جن کی حدیث اعتبار کے لئے لکھی جاتی ہے
- تیسرا مرتبہ: متروک اور مردود الحدیث راویوں کا
- دوم: السنن الکبریٰ میں جرح و تعدیل کے بارے میں اہم تشبیہات
- عبارات تنقیدیہ کا جرح و تعدیل کے مقامات سے متعلقہ ایک خاص تعلق
- مراتب الجرح والتعدیل
- جرح و تعدیل میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں مراتب رواۃ
- تعدیل سے متعلقہ دونوں مراتب کے مابین تفاوت ہے
- ضعیف رجال کا مرتبہ
- تیسری بات: امام بیہقی رحمہ اللہ کی جداگانہ تنقیدی اصطلاحات
- فیہ نظر
- چہارم: جرح و تعدیل میں منہج اور سنن بیہقی کے خصائص



- راوی کے ہمہ جہت پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے قوی جرح کو خفیف جرح پر مقدم کرنا
- راوی پر ناقدین کے حکم کے موافق جرح کو تعدیل پر مقدم کرنا
- اقوال ائمہ کے مطابق کسی راوی پر حکم لگانا
- اقوال ائمہ کی وضاحت اور اس کا مقصودی معنی بیان کرنا
- صاحب قول کی طرف اس کے تنقیدی قول کی نسبت کرنا
- راویوں پر تنقید کے حوالے سے گراں قدر قواعد وضع کرنا
- استعمال سے قبل ناقدین کے اقوال کی تحقیق
- جرح و تعدیل کے خاص احکام بیان کرنا

124-110

### فصل دوم: السنن الکبریٰ میں نقد متن

- نقد متن
- نقد متن کی حدود
- ناقد متن کی شروط
- نقد متن کی معیارات
- الف: نقد متن میں تاریخ کا استعمال
- ب: نقد متن میں استعمال عقل
- ثبوت اور صدق کے لحاظ سے اثبت چیز متن کے خلاف ہو
- ادراج
- متن پر اس کی شکل کے اعتبار سے نقد
- سنن کبریٰ میں نقد کی اقسام
- الف: نقد سالب
- ب: نقد موجب
- الف: الفاظ متن کی حفاظت
- ب: متون کے معانی کی حفاظت
- ج: متون کا دفاع
- متن میں ترجیح
- متن اور اسلوب متن کی طرف لوٹنے والے اعتبارات

- عمدہ سیاق
- ترجیح میں حسن سیاق سے قریب
- روایت میں ترتیب اور عدم ترتیب سے ترجیح
- اضطراب سے خالی ہونا
- معنی کی طرف لوٹنے والے مختلف اعتبارات
- اثبات ( ثابت کرنا یعنی مثبت ہونا )
- تمامیت ( حدیث )
- البیان ( وضاحت )
- یقین
- خارجی دلائل کی طرف لوٹنے والے اعتبارات
- اجماع علما

131-125

**فصل سوم: منہج نقد میں 'السنن الکبریٰ' کے عمومی خصائص**

- دیگر کتابوں میں روح نقد پھیلاؤ
- تقلیدائے سے ہٹ کر تحقیق روایات
- نقدی عبارات کی درستگی اور ان کے قائلین کی طرف نسبت
- نقد کو علمی ادب سے متصف کرنا

134-132

○ **خلاصہ بحث**

155-135

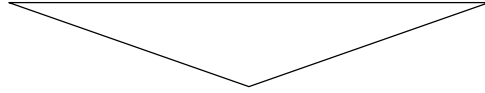
○ **فہارس**

- فہرست آیات
- فہرست احادیث
- فہرست اعلام
- فہرست مصادر و مراجع

①

## باب اول

امام بیہقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار



فصل اول امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات زندگی

فصل دوم امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ اور تصنیفات

1

## فصل اول

امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات زندگی

## امام بیہقی رحمۃ اللہ کے احوال و آثار

### امام بیہقی رحمۃ اللہ کا نام و نسب

آپ کا اسم گرامی ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ خسرو جردی، بیہقی، خراسانی ہے۔<sup>(1)</sup>

آپ شعبان 384ھ میں خسرو جرد نامی بستی میں پیدا ہوئے جو بیہق (نیشاپور) کے نواح میں واقع ہے۔ آپ نے بیہق میں پرورش پائی۔ بیہقی نیشاپور کے نواح کا ایک بہت بڑا علاقہ ہے جو کہ اس وقت علم کا گہوارہ مانا جاتا تھا اور علمی شہرت کی وجہ سے ہر جگہ سے شائقین علم یہاں تحصیل علم کی خاطر آتے تھے۔

نیشاپور بھی ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا جہاں علم حدیث کے اساطین موجود تھے خصوصاً عالی اسناد کے اعتبار سے یہ علاقہ مصروف تھا حتیٰ کہ امام سخاوی اسے ”دار السنۃ والعوالی“ کہتے تھے۔<sup>(2)</sup>

نیشاپور کی علمی تحریک کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ یہاں بے شمار نابغہ روزگار علماء، فقہاء اور محدثین تیار ہوئے جن کا تذکرہ امام ابو عبد اللہ حاکم نے اپنی کتاب ”تاریخ نیشاپور“ میں کیا ہے۔ ان علماء کی تعداد 1375 بتائی جاتی ہے۔

تیسری صدی ہجری میں یہاں آنے والے علمائے کرام کی تعداد 1135 ہے جو پانچویں صدی کی نسبت کم ہے جبکہ چوتھی صدی ہجری میں امام ابو عبد اللہ حاکم کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔<sup>(3)</sup>

نیشاپور کا دور اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اسی طرح جاری ساری رہا۔ یہ مدارس کے قیام میں بغداد سے سبقت لے گیا یہاں 14 سے زائد علمی دانشگاهیں قائم تھیں۔ علمی تحریک کو پھیلانے اور بڑھانے میں مدارس کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی خصوصاً علم حدیث میں یہاں بہت زیادہ کام ہوا ہے حتیٰ کہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں نیشاپور کو علم حدیث میں بغداد سے بھی زیادہ اہمیت حاصل

① الأنساب لأبی سعد عبدالکریم بن محمد سمعانی: 2/ 381، معجم البلدان لیاقوت حموی: 1، 2/ 538، 380، اللباب فی تہذیب الأنساب لعلی بن محمد بن ابن الأثیر: 1/ 202، وفیات الاعیان و أنباء الزمان لأبو عباس أحمد بن محمد ابن خلکان: 1/ 75-76، المختصر فی أخبار البشر لأبوالفداء الملک المویذ إسماعیل صاحب حماة: 2/ 1132-1135، تذکرۃ الحفاظ لشمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان ذہبی: 2/ 1132-1135، تصحیح: عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی، دول الاسلام لذہبی: 1/ 269، العبر فی خبر من غبر لذہبی: 242-43، تحقیق: صلاح الدین المنجد، فواد سید، طبقات الحفاظ لجلال الدین سیوطی: 433-434، تحقیق: محمد علی عمر، شذرات الذہب فی أخبار من ذہب لأبی الفلاح عبدالحی بن أحمد ابن عماد: 3/ 304-305

② الإعلان بالتویخ لمحمد بن عبد الرحمن سخاوی: ص 666، مطبوع ضمن، علم التاریخ عند المسلمین بیروت 1403ھ

③ سیر النبلاء لذہبی: 17/ 163

تھی البتہ خراسان کے دیگر شہروں مثلاً ہمدان، اصبہان، رے، مرو، بلخ اور قزوین میں علمی سرگرمیاں نیشاپور کی نسبت کافی کم تھیں۔ الارشاد از امام ابو یعلیٰ خلیلیا ور، تاریخ قزوین از امام رافعی میں کبار علماء کی کثیر تعداد کا ذکر ملتا ہے جو ان بلاد سے تعلق رکھتے تھے اس سے ان شہروں کی علمی نشاطات کا اندازہ ہوتا ہے۔

### امام بیہقی رحمہ اللہ کا تعلیم و تربیت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان شہروں میں پرورش پائی جہاں ایک فکری عروج اور بہت وسیع علمی تحریکیں موجود تھیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کو بچپن سے ہی بہترین علمی ماحول میسر آ گیا تھا اس بات کی تائید امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ :

”میں نے 389ھ میں کتابت حدیث شروع کر دی تھی اور بعض مشرقی اہل علم ابن اعرابی، الصفار، الراز، الاصم اور ابن اخرم سے بھی ملاقات کر لی تھی۔“ (1)

جس وقت امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتابت حدیث کا آغاز کیا اور علماء سے فیض حاصل کرنا شروع کیا اس وقت ان کی عمر بمشکل 15 سال تھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہتے ہیں :

”وسمع وهو ابن خمس عشرة سنة“ (2)

اس دور کی عمومی عادت یہ تھی کہ وہ بچوں کو چھوٹی عمر میں کتابوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ قرأت قرآن اور کتابت میں بچے پختہ ہو جاتے اور اس طرح محدثین و فقہاء کے حلقات کی طرف جانے سے پہلے ہی حفظ حدیث کا شوق ان کے سینوں میں جاگزیں ہو جاتا۔ اس دور میں بھی حلقات حدیث کی مرحلہ وار اس طرح درجہ بندی ہوتی تھی جیسے ہم آج کے دور میں اعدادیہ، ثانویہ اور ابتدائیہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

شاید کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا یہی وہ لڑکپن کا زمانہ ہے جس میں انہوں نے مستقل مزاجی کے ساتھ شیوخ کی مجالس میں حاضری کا اہتمام شروع کر دیا تھا۔ یہ وہی علمی مرحلہ ہے جس کی طرف امام بیہقی رحمہ اللہ نے خود اشارہ کیا وہ بیان کرتے ہیں :

”میں نے جب سے علم پڑھنا شروع کیا ہے میں نبی مکرم ﷺ کی حدیث کو لکھتا ہوں صحابہ جو دین کے روشن مینار تھے ان کے آثار کو جمع کرتا ہوں۔ جس نے بھی ان کو یاد کیا ہوتا ہے اس سے سماعت کرتا ہوں اور احوال رواۃ کا حفاظ حدیث سے تعارف حاصل کرتا ہوں اور اس کی صحت و سقم، مرفوع و موقوف، موصول و مرسل میں تمیز کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔“ (3)

① بیان خطأ من أخطأ علي الشافعي لأحمد بن حسين بيهقي، تحقيق تاليف دسيس، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة

الأولى 1402ھ 1983م

② سير النبلاء لذهبي: 18/ 164

③ معرفة السنن والآثار للبيهقي: 1/ 140-141

امام بیہقی رحمہ اللہ کے کلام سے یہ آشکار ہوتا ہے کہ ان کی نشو و نما انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی تھی جس سے ان کے اندر یہ شوق پیدا ہوا کہ علم کے مراتب کو پہچانے اور اس بات پر ادراک حاصل کریں کہ سب سے پہلے کن علوم کو اخذ کرنا ہے جس سے مزید اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے لڑکپن میں ہی دفاتر علم کو تھام لیا تھا۔

اس اندازے کو یہ بات مزید تقویت بخشتی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو عبد اللہ سے مرویات کی بھاری تعداد اخذ کی جو تقریباً دس ہزار روایات تک پہنچی ہیں اور امام حاکم سے اخذ روایات کے وقت بمشکل پندرہ یا سولہ برس کے تھے۔

جس سے ہمارے لیے یہ اندازہ لگانا درست ہو گا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری پانچ سال میں حدیث کی کثیر تعداد ان سے لے لی تھی۔ امام حاکم رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے اور نیشاپور میں علم حدیث میں ان کا سب سے اونچا مقام تھا یہ اپنے حلقہ درس کے لیے ایسے طلبہ کا انتخاب کرتے جو اعلیٰ درجے کے ذہین، شریف النفس، سماع روایت کے شوقین اور ان سے عالی اسناد کے سننے میں بے چین رہتے تھے ایسے حضرات ان کے پاس پورے عالم اسلام سے آئے ہوتے تھے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ امام بیہقی کو اس صغر سنی میں سماع حدیث کا موقع فراہم کریں اور ان میں یہ اعلیٰ صفات موجود نہ ہوں۔

لازمی ہے کہ ان میں ایسے خاص اسباب موجود ہوں جن پر قناعت کرتے ہوئے امام حاکم رحمہ اللہ نے اس قدر اپنی عنایتوں کے دروازے ان پر کھول دیے اور اپنی پوری توجہات تنہا اس طالب علم پر مرکوز کر دیں یقیناً انہوں نے ان کی اہلیت کو جانچ لیا تھا۔ ان کے حسن استعداد، بلند ہمتی، اعلیٰ ذہانت، بہترین ذکاوت کا ان کو اندازہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی جمع مرویات اس مختصر مدت میں ان کو سنادی تھیں۔

چھوٹی عمر میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی علمی سرگرمیوں کو بہترین انداز سے مربوط کرنے میں دیگر بہت سارے کبار محدثین و فقہاء کا ہاتھ تھا جس سے ان دنوں نیشاپور بھرا ہوا تھا اسی تربیت نے امام بیہقی رحمہ اللہ میں یہ ہمت بھر دی کہ وہ طلب حدیث کے لیے لمبے لمبے اسفار کریں۔ شیوخ سے علم حاصل کریں اور عالی اسناد کی تحصیل کریں اور متعدد فنون میں مہارت حاصل کریں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی پوری جوانی انہی رحلت علمیہ میں صرف کر دی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دو مرتبہ حج کیا۔ پہلی مرتبہ چھوٹی عمر میں علمی اسفار کے زمانہ میں کیا اور دوسرا حج نیشاپور کے وزیر الکندری کے فتنہ کے بعد کیا۔ یہ فتنہ 441ھ میں شروع ہوا جس میں شیعہ اور معتزلہ متحد ہو کر اہلسنت کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ الکندری نے ان فتنہ پرور لوگوں کی قیادت کی اور کھلے عام منبروں پر امام عشری کو گالیاں نکالنے کا حکم دیا۔ فقہائے شافعیہ کو ان کی خدمات سے الگ کر دیا گیا خصوصاً وعظ و نصیحت اور تدریس و خطابت سے دور کر دیا گیا اور یہ فتنہ یہاں تک پہنچ گیا کہ امام الحرمین، امام بیہقی رحمہ اللہ، امام قشیری رحمہ اللہ کو نیشاپور سے نکال دیا گیا۔<sup>(1)</sup> انہوں نے اکٹھے حجاز کا رخ کیا اور اس سال دوسری مرتبہ فرضہ حج ادا کیا۔<sup>(2)</sup>

بالآخر یہ فتنہ الکندری کی وفات پر اس کے ساتھ ہی دفن ہو گیا۔ الپ ارسلان کی طرف سے کندری کی وزارت پر قبضہ کیا گیا۔ یہ

① طبقات الشافعية الكبرى لتاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين سبكي: 2/ 389

② طبقات الشافعية الكبرى: 2/ 38

نظام الملک کا وزیر تھا۔<sup>(1)</sup>

### امام بیہقی رحمہ اللہ کا عقیدہ و فقہی مسلک

امام بیہقی رحمہ اللہ اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ دلائل کے پیش کرنے میں سلف و صالحین کے طریقہ پر تھے۔ کبھی کبھی اجتہادی اور تحقیقی مسائل کے سلسلہ میں اخذ نتائج میں سلف کی مخالفت بھی کرتے نظر آتے ہیں۔<sup>(2)</sup>

فروع میں امام بیہقی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک پر تھے ان کا یہ مسلک شاید اپنے شیخ امام حاکم رحمہ اللہ کے زیر اثر تھا۔ کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے بلند پایہ شافعی امام تھے انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک طویل عرصہ غور و خوض کے بعد اختیار کیا۔ فرماتے ہیں:

”فوجدت الشافعي أكثرهم إتباعا وأقواهم إحتجاجا وأصحهم قیاما“<sup>(3)</sup>

### امام بیہقی رحمہ اللہ کی صفات حمیدہ

امام بیہقی رحمہ اللہ میں علمائے ربانین کی تمام صفات جمع تھیں۔ زہد عن دنیا آپ کا شوق، تھوڑے مال پر قناعت آپ کا شیوہ، کثرت عبادت<sup>(4)</sup>، ورع و تقویٰ<sup>(5)</sup> اور رجوع الی اللہ<sup>(6)</sup> مقصد زندگی تھا۔

اسی طرح عام اہل نیشاپور کی طرح آپ سیاسی قائد، حسن تدبیر کے مالک اور ہر ایک شے کو اسی کے موافق صحیح مقام دینے والے تھے۔<sup>(7)</sup> ان صفات سے آپ کی اعلیٰ پائے کی دانشمندی، تدبیر اور بہترین فکری قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔

### امام بیہقی رحمہ اللہ کی اولاد

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شادی کی اور اللہ رب العزت نے آپ کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا تھا جن میں بعض کا ذکر مصادر میں موجود ہے وہ یہ ہیں۔

اسماعیل بن احمد ابو سعید بن احمد، ابو عبد اللہ بن احمد ان میں سے اسماعیل بن احمد کے بارے میں مصادر میں نصاً موجود ہے کہ انہوں نے اپنے باپ امام بیہقی رحمہ اللہ سے سماعت کی البتہ ابو عبد اللہ اور ابو سعید کے بارے میں عام مصادر خاموش ہیں لیکن امام زبیدی رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ان کا تذکرہ بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے السنن الکبریٰ کے اس نسخہ پر دیکھا ہے جو

① طبقات الشافعية الكبرى: 2/ 389-393

② البیهقی وموقفه من الأهلایات لأحمد بن عطیہ غامدی: ص 331

③ معرفة السنن والآثار للبیہقی: 1/ 140-142

④ تبیین کذب المفتری فیما نسب إلى أبي الحسن الأشعري لأبی القاسم علي بن حسن ابن عساكر: ص 266

⑤ البداية والنهاية لعلماد الدين إسماعيل بن عمر ابن كثير: 12/ 64

⑥ طبقات الشافعية الكبرى لسبكي: 3/ 3

⑦ القصد والأهم في التعريف بأصول أنساب العرب والعجم ليوסף بن عبد الله ابن عبد البر: ص 31



انہوں نے اپنے باپ سے پڑھا تھا۔<sup>(1)</sup>

### امام بیہقی رحمۃ اللہ کی وفات

امام بیہقی رحمۃ اللہ کی بھرپور علمی زندگی جو کہ طلب علم کے سلسلہ میں اسفار، حصول علوم میں محنت اور تعلیم دین اللہ و تصنیف کتب میں صرف ہوئی ہے گزارنے کے بعد نیشاپور میں آخری دنوں میں شدید علیل ہو گئے اور اسی مرض میں فرشتہ اجل نے آپ کے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے 10 جمادی الاول 458ھ کو 74 سال کی عمر میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔<sup>(2)</sup> آپ کو غسل دیا گیا پھر کفن پہنایا اور ایک تابوت میں آپ کا جسد خاکی رکھ کر بیہقی لیجایا گیا جو کہ نیشاپور سے دودن کی مسافت پر ہے۔<sup>(3)</sup> جہاں آپ کی تدفین ہوئی رحمہ اللہ ورحمۃ واسعۃ۔

### امام بیہقی رحمۃ اللہ کے علمی اسفار اور ان کا مقام و مرتبہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ کی شخصیت کو نکھارنے میں انہیں اس اعلیٰ مرتبہ تک پہنچانے میں دو اشیاء کا خصوصی دخل ہے۔

1. امام بیہقی رحمۃ اللہ کو کبار شیوخ اور اعلیٰ درجہ کے نقاد سے شرف تلمذ حاصل ہونا۔

2. امام بیہقی رحمۃ اللہ کا اہم مراکز اسلامیہ کے اسفار کرنا۔

مذکورہ دونوں عوامل میں کامیابی کے لئے امام بیہقی رحمۃ اللہ کو بہترین مواقع ملے۔

### حفاظ حدیث سے ملاقات

امام بیہقی رحمۃ اللہ کی پرورش اور نشوونما نیشاپور جیسے علاقہ میں ہوئی جہاں علم اور علماء کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا جو کہ ایسے شہروں پر مشتمل تھا جہاں پر علوم شریعہ کے بارے میں خصوصاً اور دیگر علوم کے بارے میں عموماً ایک بہترین فکری ماحول پایا جاتا ہے۔

حصول علم میں امام بیہقی رحمۃ اللہ محدثین کے منہج پر چلے سب سے پہلے انہوں نے اپنے شہر کے علماء سے سماع حدیث کیا۔ شہر اور گرد و نواح حفاظ حدیث سے سماعت کے بعد آپ نے محدثین کی عام عادت کے موافق بلاد اسلامیہ کا سفر کیا۔<sup>(4)</sup>

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے اپنے شہر اور دیگر پڑوس شہروں سے اپنے مقصود کو پایا اور ان احادیث کو جو انہوں نے اخذ کیں۔ اس شہر میں موجود علماء کے ذریعے سے فوائد اخذ کرنا شروع کر دیے اور آپ کے شہر کے حفاظ حدیث علمی وسعت وقوت کے اعتبار سے بہت بڑا مقام رکھتے تھے اسی لیے ان کے پاس شائقین علم دور دراز کے سفر کر کے آتے تھے۔

اس بات کے دلائل میں یہ بھی قابل ذکر ہے:

① تاج العروس من جواهر القاموس لمحمد مرتضیٰ بن محمد زبیدی: 301 / 6

② معجم البلدان لیاقوت حموی: 538 / 1

③ سیر النبلاء لذهبی: 69 / 18

④ علوم الحدیث لأبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح، تحقیق نور الدین عتر: ص 246

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے جب رحلہ طلب علم کا عزم کیا تو اپنے شیخ برقانی سے مشورہ کیا کہ وہ سب سے پہلے مصر کی طرف سفر کریں یا نیشاپور کی طرف تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ

”إنك أن خرجت إلى مصر إنما تخرج إلى واحد فأتك رحلتك، وإن خرجت إلى نيسابور ففيها جماعة ان فاتك واحد أدركت من بقي“

خطیب فرماتے ہیں کہ پھر میں نیشاپور کی طرف عازم سفر ہوا۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے 399ھ میں اپنے آبائی شہر خسرو جرد سے سماع حدیث کا آغاز کیا۔ یہاں کبار علماء اور محدثین سے انہوں نے سماعت حدیث کی جیسا کہ انہوں نے السنن الکبریٰ میں ذکر کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ عموماً اپنی روایات کو مرتب کرتے ہوئے ترتیب دیتے ترتیب دیتے یا کم از کم مکان سماع کا ضرور تذکرہ کرتے ہیں۔

- وہ محدثین جن سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے خسرو جرد میں سماع کیا۔
- ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ بشیری، امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان سے بہت زیادہ سماع کیا<sup>(2)</sup> اور انہی کے طریق سے السنن سعید بن منصور روایت ہے۔
- امام ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم ہاشمی۔<sup>(3)</sup>
- ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن محمد سدیری بیہقی۔<sup>(4)</sup>
- ابوالحسن علی بن أحمد بن عمر حمای مفری۔<sup>(5)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے خسرو جرد میں دیگر شیوخ سے بھی سماعت فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنے نصف شیوخ کے مقام سماعت کا تذکرہ نہیں کیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کے بارے میں ہمارا ظن غالب یہ ہے کہ ان کی سماعت کا زیادہ تر حصہ نیشاپور سے ہی تعلق رکھتا ہے جو کئی بستیوں اور بے شمار شہروں پر مشتمل تھا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ خسرو جرد میں زیادہ وقت نہیں ٹھہرے انہوں نے وہاں کے شیوخ سے ملنے کے بعد جلد ہی بیہقی کا قصد کیا جو کہ نیشاپور کے نواح میں دودن کے سفر پر واقع ہے یہاں امام بیہقی رحمہ اللہ نے جلیل القدر علماء اور فضلاء سے احادیث جمع کیں۔<sup>(6)</sup>

آپ کو اسی شہر کی زندگی پسند آگئی اور آپ نے اس کے ہر سرد گرم سے واقفیت حاصل کر لی۔ اسی کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا جہاں سے

① سیر النبلاء لذہبی: 18/ 275

② السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 2/ 34

③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 6/ 77

④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 4/ 316

⑤ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 10/ 294

⑥ معجم البلدان: 1/ 537-538

آپ کی شہرت ہوئی اور اسی ہی کی طرف منسوب ہوئے۔ اس بات کو مزید تقویت اس بات سے مل جاتی ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ سے یہاں کے شیوخ سے سماعت کے علاوہ دیگر ان شیوخ سے سماعت کی بھی صراحت کی ہے جو دیگر بلاد سے یہاں تشریف لائے۔ بیہقی کی یہ اہمیت بلاشبہ اس کو ایک بلند مقام عطا کرتی ہے۔<sup>(1)</sup>

وہ علما جن سے امام بیہقی رحمۃ اللہ نے بیہق میں سماعت کیا۔

- ابو منصور ظفر بن محمد بن احمد علوی<sup>(2)</sup> ان سے امام بیہقی رحمۃ اللہ نے مسند احمد بن حازم الغفاری حاصل کی۔
- وہ علما جو بیہق میں دیگر بلاد سے تشریف لائے۔
- امام ابو بکر محمد بن ابراہیم فارسی<sup>(3)</sup> ان کے طریق سے بھی امام بیہقی رحمۃ اللہ نے کثرت سے روایات ذکر کی ہیں۔<sup>(4)</sup> خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ کی تاریخ البخاری الکبیر میں وہ انہیں کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔
- ابو بکر احمد بن ابراہیم بن محمود اصہبانی۔
- امام ابوالحسن علی بن احمد بن محمد البخاری زاہد۔<sup>(5)</sup>
- یہ حج کے سفر کے دوران بیہق تشریف لائے تھے۔<sup>(6)</sup>
- امام ابوالحسن علی بن محمد باستانی مزکی۔
- امام ابوالفضل عمر بن ابراہیم بن اسماعیل ہروی۔<sup>(7)</sup>
- مذکورہ تینوں آخری علماء حج سفر کے دوران بیہق تشریف لائے تھے۔

### امام بیہقی رحمۃ اللہ کے علمی اسفار

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے اپنے علمی رحال پر روانہ ہونے کے لیے صدر مقام کا درجہ بیہق کو دیا۔ ان مبارک اسفار کا امام بیہقی رحمۃ اللہ کی علمی چٹنگی میں ایک اہم حصہ ہے اور علوم دینیہ پر اس کا ایک اثر نظر آتا ہے خصوصاً روایات حدیثیہ جو کہ اصول شریعت کا مقام رکھتی ہیں اور انہیں پر ہی اکثر احکام شریعہ کی بنیاد پر ان اسفار کا ایک خاص اثر نمایاں ہوا۔

① سیر النبلاء لذہبی: 18/ 167

② السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 2/ 247

③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 7/ 4

④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 10/ 240

⑤ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 9/ 261

⑥ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 5/ 339

⑦ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 8/ 341

## 1. نیشاپور

نیشاپور عالم اسلام کے عظیم ترین شہروں میں سے ایک تھا جو عالم اسلام میں ممتاز تھا۔ یہ شہر فضلاء کی کان اور علماء کے چشمہ کے طور پر عالم اسلام میں معروف ہے۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی علمی زندگی کے ابتداء میں ہی نیشاپور تشریف لے گئے۔ یہ پانچویں ہجری کے شروع کے ایام ہیں جس کی تائید اس بات سے مزید واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے امام حاکم رحمہ اللہ سے بھی سماعت حدیث کا شرف حاصل کیا جو کہ 405ھ میں تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔<sup>(2)</sup>

آپ نے ان سے دس ہزار احادیث اخذ کیں اور ان کا بڑا حصہ بالمشافہ سنابلکہ بعض روایات تو کئی مرتبہ تکرار کے ساتھ سماعت فرمائیں۔ یہ چیز آپ کے طویل قیام اور شیخ سے دائمہ ملازمت کا تقاضا کرتی ہے۔ شیخ حاکم کی عمر کے آخری حصہ میں جس میں شائقین علوم کا کبار محدثین کے پاس عالی اسناد کے حصول کے لیے اژدحام رہتا تھا۔ جس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہے کہ شیخ کی تدریسی سرگرمیاں کس قدر زیادہ ہوں گی۔ ان حالات میں اس قدر زیادہ احادیث کا سماع یقیناً ایک لمبے وقت کا متقاضی ہے جو کہ کئی سالوں پر مشتمل ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی مسموعات کا ایک کثیر حصہ اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں جمع کر دیا ہے جن کی تعداد ان روایات 84910 بنتی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ سے دیگر کئی کتب کا سماع فرمایا۔

نیشاپور میں جن شیوخ سے سماع کیا۔

- امام ابو سعید یحییٰ بن محمد بن یحییٰ مہرجانی۔<sup>(3)</sup>
- امام ابو سہل بن نصر ویہ مروزی۔<sup>(4)</sup>
- امام ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصہبانی۔<sup>(5)</sup>
- امام ابو علی حسین بن محمد بن محمد روزباری<sup>(6)</sup> ان سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے طوس اور خراسان میں سماعت کی سعادت حاصل کی۔<sup>(7)</sup>

① معجم البلدان لیاقوت حموی: 5/ 331

② سیر النبلاء لذہبی: 17/ 163

③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 1/ 430

④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 4/ 321

⑤ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 4/ 32

⑥ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 1/ 165

⑦ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 5/ 247

- امام ابو بکر احمد بن حسن مقری قاضی۔<sup>(1)</sup>
- امام ابوالحسن علی بن حسین بن علی بیہقی۔ یہ مدرسۃ العلمیۃ نیشاپور کے متہم تھے۔<sup>(2)</sup>
- ابوالحسین علی بن محمد بن علی اسفرائینی۔<sup>(3)</sup>
- امام ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بستی قاضی۔ ان سے ملاقات ان کی نیشاپور آمد کے وقت ہوئی۔<sup>(4)</sup>
- امام ابو سہل محمد بن احمد مروزی۔<sup>(5)</sup>
- امام ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم۔<sup>(6)</sup> یہ بھی ان شیوخ میں شامل ہیں جن سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے کثیر فائدہ اٹھایا۔

## 2. استرباذ

آپ یہاں طلب علم کے لیے تشریف لائے اور امام احمد بن حسین بن علی بن محمد استرباذی سے سماع فرمایا۔<sup>(7)</sup>

## 3. اسد آباد

آپ ہمدان کے علاقہ اسد آباد میں بھی تشریف لے گئے اور امام احمد حسین بن علوسہ اسدی سے بھی سماع فرمایا<sup>(8)</sup> آپ کی اسناد عالی تھیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان کے واسطے سے 'السنن الکبریٰ' میں بعض سماعیات بھی بیان کی ہیں۔<sup>(9)</sup>

## 4. اسفرائین

اسفرائین بھی ان بلدان میں سے ہے جہاں جا کر امام بیہقی رحمہ اللہ نے بڑے بڑے نابغہ روزگار علماء سے استفادہ فرمایا۔ یہاں بڑے بڑے اساطین علم پیدا ہوئے ہیں۔

یہاں امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو حامد احمد بن علی بن احمد رازی حافظ اسفرائینی سے کافی استفادہ کیا۔<sup>(10)</sup> ان کے علاوہ درج ذیل

① السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 3/ 234

② السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 7/ 257

③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 3/ 40

④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 4/ 42

⑤ دلائل النبوة للبیہقی: 5/ 416

⑥ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 5/ 325

⑦ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 7/ 6

⑧ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 1/ 381

⑩ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 1/ 80

⑪ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 10/ 68-67-66

شیوخ سے بھی استفادہ فرمایا۔

- امام ابو حامد احمد بن ابی خلف صوفی اسفربینی۔<sup>(1)</sup>
- امام ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقرئ اسفربینی۔<sup>(2)</sup> ان سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاعتقاد اور معرفة السنن والآثار کا سماع کیا۔<sup>(3)</sup>
- امام ابوالحسن علاء بن محمد بن ابی سعد۔<sup>(4)</sup>
- امام ابوالحسن محمد بن محمد بن حم اسفربینی۔<sup>(5)</sup>
- امام ابوالحسن محمد بن ابی معروف فقیہ اسفربینی۔<sup>(6)</sup>
- امام ابو سعید شریک بن عبد الملک بن حسن اسفربینی۔<sup>(7)</sup>

## 5. خراسان

آپ خراسان تشریف لے گئے اور وہاں امام ابو علی حسین بن محمد بن روزباری سے سماع حدیث کیا۔<sup>(8)</sup>

## 6. دامغان

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دامغان میں امام ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری سے سماع حدیث کیا۔<sup>(9)</sup>

## 7. طبران

طبران میں امام بیہقی نے امام ابو نصر محمد بن احمد بن اسماعیل بزار طوسی طبرانی۔<sup>(10)</sup> انہوں نے کتاب الاعتقاد میں یہ صراحت کی

① السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 1/ 4

② السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 1/ 439

③ معرفة السنن والآثار للبيهقي: 1/ 153

④ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 1/ 290

⑤ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 5/ 285

⑥ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 3/ 305

⑦ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 8/ 265

⑧ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 6/ 9

⑨ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 5/ 62

⑩ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البیهقي: 1/ 16-99

ہے کہ میں نے طبران میں ان سے سماع کیا۔<sup>(1)</sup>

• امام ابوالحسن محمد بن یعقوب فقیہ -<sup>(2)</sup>

## 8. طوس

طوس میں ان کے شیخ امام ابو علی حسین بن محمد بن محمد روزباری تھے۔<sup>(3)</sup>

## 9. قرمیین

قرمیین میں آپ نے ابو جعفر محمد بن احمد بن جعفر قرمسی سے سماع کیا۔<sup>(4)</sup>

## 10. مہرجان

آپ نے یہاں کئی ایک محدثین سے سماع فرمایا:

- امام ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقرئ مہرجانی۔<sup>(5)</sup>
- امام ابوالحسن علاء بن محمد بن ابی سعید اسفرائینی مہرجانی۔<sup>(6)</sup> ان سے آپ نے اسفرائین میں ملاقات کی اور یہاں بھی سماع فرمایا۔<sup>(7)</sup>
- امام ابوالحسن محمد بن ابی معروف فقیہ مہرجانی۔<sup>(8)</sup>
- امام ابو سعید شریک بن عبد الملک بن حسن مہرجانی۔<sup>(9)</sup>

## 11. نوتقان

امام بیہقی رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے اور امام ابو بکر محمد بن احمد بن عبد اللہ نوتقانی سے سماع حدیث کیا۔<sup>(10)</sup>

① الإعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد للبيهقي: ص 237

② السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 84

③ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 5/ 247

④ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 8/ 223

⑤ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 2/ 288

⑥ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 450

⑦ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 3/ 81

⑧ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 159

⑨ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 90

⑩ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 305

## 12. ہمدان

اس شہر میں علمی تحریک عروج پر تھی۔ جس سے بیہقی نے بہت زیادہ استفادہ کیا یہاں آپ نے درج ذیل شخصیات سے سماع فرمایا۔

- امام ابو سعید عبدالرحمن بن محمد بن شبابہ شاہد<sup>(1)</sup> آپ نے ان سے ”کتاب اثبات عذاب القبر“ کا ہمدان میں سماع کیا۔<sup>(2)</sup>

- ابو طاہر حسین بن علی بن حسن ہمدانی۔<sup>(3)</sup>

- ابو محمد جعفر بن محمد بن حسین ابہری صوفی۔<sup>(4)</sup>

- امام ابو منصور محمد بن عیسیٰ ہمدانی۔<sup>(5)</sup>

- امام ابو العباس احمد بن ابراہیم بن جانجان۔ آپ نے دلائل النبوة میں ان سے سماعت کی نص بیان کی ہے۔<sup>(6)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کا نیشاپور کا سفر بہت زیادہ اہم تھا۔ کیونکہ یہاں امام حاکم رحمہ اللہ، ابو علی، ابو زکریا مزکی، ابو احمد اصبہانی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

## 13. بغداد

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے کامیاب پہلے علمی سفر کے بعد دوسرے سفر کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ کا اہم ترین علمی مرکز بغداد تھا۔

دنیا کا بڑا شہر تھا جس کا اندازہ خطیب بغدادی کی کتاب تاریخ بغداد سے کیا جاسکتا ہے۔<sup>(7)</sup>

بغداد کی یہ بھی خوبی ہے کہ یہ علم حدیث کا بہت بڑا مرکز ہونے کے علاوہ دیگر علوم سے بھی مالا مال تھا۔ یہاں مکاتب علمیہ کی کثرت تھی اور بے شمار علمی مدارس حدیث، فقہ، علوم القرآن کے لیے مخصوص تھے۔ بغداد میں کافی تعداد میں مساجد تھیں جہاں پر علمی حلقے قائم تھے۔<sup>(8)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بغداد میں محدثین کی کثیر تعداد سے سماع فرمایا جو بغداد میں علمی تحریک برپا کئے ہوئے تھے جن میں حافظ ابی

① السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 6/ 205

② إثبات عذاب القبر للبیہقی: ص 59

③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 2/ 7

④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 2/ 13

⑤ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 10/ 234

⑥ دلائل النبوة للبیہقی: 7/ 265

⑦ موارد الخطیب فی تاریخ بغداد لأکرم ضیاء عمری: ص 21-23

⑧ موارد الخطیب فی تاریخ بغداد لأکرم ضیاء عمری: ص 22



الحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بشران بھی شامل ہیں۔ بغداد میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے سب سے زیادہ ان سے تعلق رکھا<sup>(1)</sup> اور ان کے علم سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ صرف ’السنن الکبریٰ‘ میں ان سے روایت کردہ احادیث کی تعداد 1167 ہے اس کے علاوہ علی بن مدینی بعض تصنیفات ان کے طریق سے روایت کی ہیں۔<sup>(2)</sup>

وہ شیوخ جن سے آپ نے بغداد میں فائدہ اٹھایا۔

- امام ابی الحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان ان سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے کافی فائدہ اٹھایا۔<sup>(3)</sup> ’السنن الکبریٰ‘ میں ان سے روایت کردہ احادیث کی تعداد 647 تک پہنچتی ہے۔
- امام ابی محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری۔<sup>(4)</sup> اس سے آپ نے کافی احادیث روایت کی ہیں۔
- امام ابو بکر احمد بن محمد خوارزمی۔<sup>(5)</sup>
- امام ابی الحسن علی بن احمد بن عمر حمای مقری۔<sup>(6)</sup>
- امام ابی الحسن علی بن احمد بن محمد<sup>(7)</sup>۔
- امام ابی الحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم ہاشمی۔<sup>(8)</sup>
- امام ابی الحسن علی بن محمد بن مقرر مہرجانی۔<sup>(9)</sup>
- امام ابی الحسن محمد بن احمد بن حسن بزار۔<sup>(10)</sup>
- امام ابی عبد اللہ حسین بن حسن محمد غضائری۔<sup>(11)</sup>
- امام ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی طاہر دقاق بغدادی۔<sup>(1)</sup>

① السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 248، 246 / 2

② السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 167 / 10

③ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 37، 17، 4 / 1

④ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 9 / 1

⑤ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 311 / 2

⑥ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 382، 168، 48 / 2

⑦ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 16 / 2

⑧ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 82 / 2

⑨ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 196، 195، 165 / 1

⑩ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 209، 19 / 2

⑪ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 105 / 6

- امام ابی علی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان۔<sup>(2)</sup>
- امام ابی الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حنابلہ۔<sup>(3)</sup>
- امام ابی الفتح محمد بن احمد بن ابی فوارس۔<sup>(4)</sup>
- امام ابی محمد جناح بن نذیر بن جناح محاربی قاضی۔<sup>(5)</sup>

مذکورہ فہرست میں ان علماء کا ذکر ہے جن کا امام بیہقی رحمہ اللہ نے صراحتاً تذکرہ کیا ہے کہ ان سے بغداد میں سماع کیا ہے۔ جس سے ان علماء کی اور بغداد کی علمی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بغداد کے سفر نے امام بیہقی رحمہ اللہ میں یہ شوق پیدا کر دیا کہ وہ اس کے قریب جو دیگر علمی مراکز ہیں۔ ان میں بھی جائیں اور اپنی علمی پیاس بجھائیں لہذا انہوں نے درج ذیل شہروں کی طرف سفر کیا۔

### کوفہ

کوفہ میں بھی آپ کی کبار محدثین سے ملاقات ہوئی جن میں درج ذیل اصحاب علم شامل ہیں۔

- امام ابی الحسن محمد بن علی بن خشیش تمیمی مقری کوفی۔<sup>(6)</sup>
- امام ابی القاسم زید بن جعفر بن ہاشم علوی۔<sup>(7)</sup>
- امام ابی القاسم عبدالواحد بن محمد بن البخار مقری۔<sup>(8)</sup>
- امام ابی القاسم مجالد بن عبداللہ بن مجالد بجلی۔<sup>(9)</sup>
- امام ابی محمد جناح بن نذیر بن جناح محاربی قاضی۔<sup>(10)</sup>
- امام ابی منصور محمد بن عبداللہ بن نوح۔<sup>(11)</sup>

- ① السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 90 / 6
- ② السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 411 / 6
- ③ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 38-35 / 6
- ④ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 61 / 6
- ⑤ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 35-35 / 2
- ⑥ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 57 / 1
- ⑦ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 77 / 4
- ⑧ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 312, 86, 25 / 2
- ⑨ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 351 / 7
- ⑩ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 219 / 2
- ⑪ السنن الکبریٰ لأحمد بن حسین البیہقی: 209 / 2

- امام ابی الطیب احمد بن علی بن محمد جعفری۔<sup>(1)</sup>

### شط الفرات

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے شط الفرات کے راستے میں امام ابو عثمان سعید بن عباس بن محمد قرشی سے سماع کیا۔<sup>(2)</sup>

رے

یہاں امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو سعید یحییٰ بن احمد بن علی صانع سے سماع کیا۔<sup>(3)</sup>

### مکہ مکرمہ

پھر آپ نے حجاز کی طرف فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سفر کیا اور اس فرصت کو غنیمت جانا کہ یہاں ہر موسم میں حفاظ حدیث اور مشہور علمائے کرام کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سارے محدثین کرام ایسے بھی تھے جو مستقل یہاں مقیم تھے تو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس سفر میں کثیر علماء سے سماع فرمایا۔

وہ محدثین جن سے مکہ میں سماع فرمایا درج ذیل ہیں:

- امام ابو الحسن علی بن حسن بن علی۔<sup>(4)</sup>
- امام ابو العباس محمد بن علی بن حسن کسائی۔<sup>(5)</sup> ان سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے مسجد الحرام میں سماع کیا۔
- امام ابو اسامہ محمد بن احمد بن محمد مقری۔<sup>(6)</sup>
- امام ابو بکر محمد بن ابی سعید بن سخویہ السفری۔<sup>(7)</sup>
- امام ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن لطیف مصری۔<sup>(8)</sup>
- امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن مہدی باللہ عسبی۔<sup>(9)</sup>

① إثبات عذاب القبر للبيهقي: ص 66

② السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 3/ 364

③ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 80

④ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 4/ 274

⑤ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 3/ 206

⑥ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 1/ 457

⑦ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 4/ 6

⑧ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 5/ 197

⑨ السنن الكبرى لأحمد بن حسين البيهقي: 3/ 235

- امام ابو محمد الحسن بن احمد بن ابراہیم بن فراس مالکی۔<sup>(1)</sup>
- امام ابو العباس احمد بن علی براز مصری۔<sup>(2)</sup>
- امام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری۔<sup>(3)</sup>
- امام علی بن محمد بن بندار قزوینی۔<sup>(4)</sup>

### المدینۃ المنورۃ

اسی سفر حج میں امام بیہقی رحمہ اللہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور یہاں مسجد نبوی میں امام ابو عثمان سعید بن عباس بن محمد قرشی سے سماع فرمایا۔<sup>(5)</sup>

اسی طرح آپ نے امام ابی عبد اللہ احمد بن محمد بن مہدی باللہ عسبی سے بھی یہاں سماع فرمایا۔<sup>(6)</sup>  
یہ وہ شہر ہیں جن کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں ان کی طرف سفر کرنے کی تصریح فرمائی ہے اور ان کبار حفاظ حدیث سے سماع فرمایا۔

### بیہق کی طرف رجوع اور مستقل قیام

امام بیہقی رحمہ اللہ اس متعدد علمی رحال کے بعد دوبارہ اپنے شہر بیہق تشریف لے آئے اور یہاں تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ یہ پانچویں صدی ہجری کی چوتھی دہائی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے کے سال امام بیہقی رحمہ اللہ نے تحصیل علم میں صرف کئے تھے۔ پانچویں صدی کی چوتھی دہائی میں اللہ رب العزت نے آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمادیا تھا اور آپ کا شمار چند کبار حفاظ اور مشہور علما میں ہوتا تھا اور اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے استاد ابو محمد الجوبینی (ت 438ھ) نے ایک کتاب کی تالیف شروع کی جس کا نام المحیط رکھا جس میں انہوں نے کسی مذہب کی قید کے بغیر اتباع حدیث پر زور دیا جب اس کے تین اجزاء مکمل کر لیے تو انہوں نے اس کتاب میں موجود احادیث میں کئی اوہام پائے اور اس پر تنقیدی رسالہ لکھا اور اس میں انہوں نے کہا:

”علم الشیخ اشتغالی بالحدیث واجتہادی فی طلبہ“

امام جوینی رحمہ اللہ نے یہ دیکھ کر ان کے رسوخ فی العلم پر اطمینان کا اظہار کیا اور ان کی علمی تمکنت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد امام جوینی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تکمیل کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کے رسالہ کے بارے میں فرمایا:

① السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 3/ 60-65

② السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 10/ 98

③ إثبات عذاب القبر للبیہقی: ص 74

④ الزاهد الکبیر للبیہقی: رقم 148

⑤ السنن الکبری لأحمد بن حسین البیہقی: 3/ 42

⑥ مقدمة کتاب السنن والآثار لسید صقر: 1/ 1

هذه بركة العلم وأكثر الدعاء له<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس رسالہ سے جو انہوں نے اپنے استاد امام جوینی رحمہ اللہ کی طرف بھیجا تھا۔ اس کی قدر و منزلت واضح ہو گئی جس نے امام بیہقی رحمہ اللہ کو کبار شیوخ میں شامل کر دیا اسی طرح جب آپ نے 432ھ میں اپنی کتاب ”السنن الکبریٰ“ کی تکمیل فرمائی<sup>(2)</sup> تو اس کی وجہ سے بھی آپ نے بہت زیادہ علمی شہرت حاصل کی۔ اپنی علمی زندگی کے اس مرحلہ پر آکر امام بیہقی رحمہ اللہ نے دیگر کئی علوم مثلاً علوم الحدیث، فقہ، علل الحدیث اور الجمع بین الاحادیث جیسی کتب لکھی۔<sup>(3)</sup>

جب آئمہ عصر کو ان کی تصانیف کی اہمیت کا اندازہ ہوا تو ان کو بیہقی سے نیشاپور منتقل ہونے کا مشورہ دیا تاکہ ان کی کتب کا سماع کیا جائے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ ان کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ سے سماع کے لیے ایک مجلس کا انعقاد ہوا جہاں آپ نے اپنی کتاب ”معرفة السنن والآثار“ کا درس دیا آپ کی مجلس میں کئی آئمہ شریک ہوئے۔<sup>(4)</sup>

### امام بیہقی رحمہ اللہ کی توثیق میں آئمہ کے اقوال اور علمی مقام

امام بیہقی رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے اپنی وفات سے بیس برس قبل ہی بہت بڑا علمی مقام عطا کر دیا تھا۔ آپ کو امام المحدثین اور رئیس الحفاظ شمار کیا جاتا تھا۔

”وأحد زمانه في الحفظ، وفرد أقرانه في الإتيان والضبط“<sup>(5)</sup>

”آپ اپنے زمانے میں حفظ میں یکتا اور اپنے معاصرین میں حفظ و اتقان میں منفرد تھے۔“  
ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وہ وزیر الکندری کے فتنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس وقت امام بیہقی رحمہ اللہ بیہق میں تھے جب آپ تک خبر پہنچی تو آپ پر بہت گراں گزرا۔ آپ اپنے زمانہ کے محدث اور اپنے وقت کے شیخ تھے۔“<sup>(6)</sup>  
امام ابوالعالی الجوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مامن فقيه شافعي إلا وللشافعي عليه منة، إلا أبا بكر البيهقي فإن المنة له على الشافعي لتصانيفه“<sup>(7)</sup>  
فی نصرۃ منہبہ

① طبقات الشافعية للكبرى: 4/ 77

② السنن الكبرى للبيهقي: 1/ 2

③ سير النبلاء لذهبي: 18/ 167

④ سير النبلاء لذهبي: 18/ 167

⑤ سير النبلاء لذهبي: 18/ 167

⑥ طبقات الشافعية الكبرى لسبكي: 2/ 395

⑦ تبیین کذب المفتری لابن عساکر: ص 266

”کوئی بھی شافعی فقیہ نہیں ہے جس پر امام شافعی رحمہ اللہ کے احسانات ہیں سوائے ابو بکر بیہقی کے ان کے امام شافعی رحمہ اللہ پر احسانات ہیں کہ انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعے ان کے مذہب کی مدد کی۔“

امام ذہب رحمہ اللہ، امام جوینی رحمہ اللہ کے اس مقالہ کے بعد فرماتے ہیں:

”ولو شاء البيهقي أن يعمل لنفسه مذهبا يجهده فيه لكان قادرا على ذلك، لسعة علومه، ومعرفته بالاختلاف“ (1)

”اگر امام بیہقی رحمہ اللہ چاہتے تو خود وسعتی اور اطلاع اختلاف کی بنیاد پر اپنا ایک اجتہادی مذہب بنانے پر قادر تھے۔“

بہر حال امام بیہقی رحمہ اللہ ایک عالم باعمل، علوم شرعیہ کے ماہر اور وسیع اطلاع شخصیت تھے۔ آپ نے اپنی عمر کا نصف حصہ حصول علم پر باقی حصہ تصنیف و تالیف اور تدریس میں صرف کیا۔ عوام الناس اور علماء کے لیے پچاس کے قریب جلیل القدر تصنیفات رقم فرمائیں۔

2

## فصل دوم

امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ اور تصنیفات

## امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ اور تصنیفات

امام بیہقی رحمہ اللہ کے بعد ان کے علمی مقام، بے شمار علوم میں مہارت، وسعت علمی اور ان کے رسوخ فی العلم کی شہادت دینے والی بہت ساری اشیاء ہیں مثلاً ان کا بہت سارا علمی لٹریچر اور تلامذہ کی کثرت، علمی اور ثقافتی سرگرمیاں ہیں لیکن ان سب کا رخ دو چیزوں پر ہے۔

1. تلامذہ

2. تالیفات (تصنیفات)

ان کے گہرے اور تفصیلی اثرات ذیل میں ہیں:

### امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ

یہ بات مسلم ہے کہ کامیاب افراد تیار کرنا کسی طرح بھی تصنیف و تالیف سے اہمیت میں کم نہیں ہے بلکہ تلامذہ ہی کسی شیخ کی علمی شخصیت کے اجاگر کرنے کا سبب بنتے ہیں خصوصاً وہ دور کہ جس میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے علمی کارنامے انجام دیے۔ اس میں تو علماء کی تصنیفات رواج ہی اس طرح پاتی تھی کہ باقاعدہ ان کے سماع کے حلقہ قائم ہوں۔ جس قدر سماع کتب میں تلامذہ زیادہ ہوتے تھے۔ اس قدر ان مؤلفات کی تشہیر زیادہ ہوتی تھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد میں یگانہ دسترس رکھنے کی وجہ سے اس وقت کے طلباء دین کے اسفار کی منزل ہوا کرتے تھے تاکہ ان سے سماع کیا جائے اور ان کی لقاء سے بہرہ مند ہوا جائے یقیناً امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے محدث اعظم، شیخ السنۃ اور حفظہ و اتقان میں یکتا تھے۔<sup>(1)</sup>

اللہ رب العزت نے امام بیہقی رحمہ اللہ کو لمبی عمر سے سرفراز فرمایا تھا اس لیے ان کو بہت سے اہل علم تیار کرنے کا موقع میسر رہا ہے۔ آپ سے علم حدیث میں علماء کے ایک جم غفیر نے فراغت حاصل کی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے تقریباً ربع صدی بیہق میں بیٹھ کر علم کی روشنی کو پھیلایا ہے اور بے شمار تلامذہ نے آپ سے یہاں آکر علمی پیاس کو بجھایا ہے بعد ازاں آپ کو یہ درخواست کی گئی کہ آپ نیشاپور تشریف لے آئیں جسے آپ نے قبول فرمایا اور بے شمار آئمہ وقت کو ”معرفة السنن والآثار“ کا درس دیا۔<sup>(2)</sup>

آپ نے اپنی وفات تک علم حدیث کا درس دیا اسی لیے آپ کی زندگی کے آخری سال میں بھی کئی ایک تلامذہ نے سماع حدیث کیا

① طبقات الشافعية للكبرى لسبكي: 2/ 395

② تبين كذب المفرقي لابن عساكر: ص 266



جن میں امام ابو بکر بحری جیسے محدثین شامل ہیں۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ کی تفصیلی فہرست

### 1. امام ابو علی اسماعیل بن احمد بن حسین خسرو جردشافعی

یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں۔ علم و فضل کے منبع اور حسن سیرت سے متصف تھے۔ خوش بیاں و اعظا اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔<sup>(2)</sup>

فقہ، شیخ القضاة، درس و تدریس میں پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے، دین و مذہب کے جلیل القدر عالم و عارف تھے۔<sup>(3)</sup> آپ شہر بلخ میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں کے باسیوں نے آپ سے بیش بہا علمی استفادہ کیا۔<sup>(4)</sup>

### 2. امام ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الکریم بن ہوازن قشیری نیشاپوری

آپ کے والد گرامی نے آپ کو بچپن میں ہی میدان علم کا شہسوار بننے کی ترغیب و تحریص دلائی اور آپ کی تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ آپ کا علمائے تفسیر و نحو اور متکلمین میں شمار کیا جاتا ہے۔<sup>(5)</sup>

آپ نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے سماع و استفادہ کیا اور وعظ و تعلیم کے لیے بغداد اور نیشاپور کی طرف رخت سفر باندھا۔ آپ نے 514ھ میں رحلت فرمائی۔<sup>(6)</sup>

### 3. امام ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن احمد فراوی نیشاپوری شافعی

آپ گلستان فقہاء و مفتیان کا ایک پھول تھے اور آپ کو فقیہ حرم اور مستند خراسان کے القاب سے پکارا جاتا تھا۔<sup>(7)</sup> آپ نے بغداد اور مختلف بلاد میں علمی مجالس کا انعقاد کیا اور حرمین شریفین تک آپ کا علمی شہرہ تھا۔

آپ نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے سماع کی اور انہی سے وابستہ رہے لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے آپ کی متعدد کتب سے روایت کی مثلاً اسماء و صفات، دلائل النبوة، الدعوات الکبیر، البعث وغیرہ۔ آپ ان کو روایت کرنے میں منفرد ہیں۔<sup>(8)</sup>

① سیر النبلاء لذهبي: 2/ 156

② التحبير في معجم الكبير لأبو سعد عبد الكريم بن محمد سمعاني: 1/ 83

③ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 313-314

④ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 314

⑤ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 424

⑥ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 426

⑦ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 215

⑧ سیر النبلاء لذهبي: 19/ 616

آپ نے 530ھ میں وفات پائی اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے جوار میں مدفون ہوئے۔ آپ نے ہزار سے زائد علمی مجالس کا اہتمام فرمایا اور علو اسناد میں بھی منفرد تھے۔<sup>(1)</sup>

#### 4. امام ابوالمظفر عبدالمعین بن عبدالکریم بن ہوازن قشیری

آپ 445ھ میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی امام بیہقی رحمہ اللہ سے سماع اور علمی استفادہ کیا۔ معمر اور معتمد شیوخ میں آپ کا شمار کیا جاتا تھا۔ آپ ہر دم علم و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے علمی فوائد کو دس جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے۔<sup>(2)</sup> آپ حسن معاشرت سے متصف، ظرافت طبع کے مالک اور حلم و کرم سے مزین تھے۔

#### 5. امام ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد بیہقی

آپ امام بیہقی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ 449ھ میں پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں اپنے دادا امام بیہقی رحمہ اللہ سے سماع کیا بعد میں آپ کا نام بھی جلیل القدر شیوخ میں مرقوم ہوا۔ ابوالفتح مندائی نے آپ سے آپ کے جد امجد کی کتاب ”الاسماء والصفات“ کا سماع کیا۔ آپ 523ھ کو بغداد کی سر زمین میں خالق حقیقی سے جا ملے۔<sup>(3)</sup>

#### 6. امام ابوالقاسم تمیم بن ابی سعید بن ابی العباس جرجانی

آپ کی ولادت 540ھ کے بعد ہوئی اور امام بیہقی رحمہ اللہ سے ”معجم الحاکم“ کا سماع کیا۔<sup>(4)</sup> آپ ثقہ اور صالح انسان تھے۔ بچوں کو تعلیم و تادیب کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ آپ سے ابن عساکر رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور آپ کا آخری زمانہ 530ھ تھا۔<sup>(5)</sup>

#### 7. ابو بکر عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بنیحیری نیشاپوری

امام بیہقی رحمہ اللہ کی وفات سے قبل آپ نے سماع کیا۔ 453ھ میں ولادت ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کر لی تھی۔<sup>(6)</sup>

#### 8. ابو نصر علی بن مسعود بن محمد شجاعی نیشاپوری

① طبقات الشافعية للكبرى: 129 / 6

② سير النبلاء لذهبي: 624 / 19

③ سير النبلاء لذهبي: 305 / 19

④ التحبير لسمعاني: 145 / 1

⑤ سير النبلاء لذهبي: 22 / 20

⑥ سير النبلاء لذهبي: 156 / 20

آپ نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے ”رسالۃ الی ابی محمد الجوزی“ کا سماع کیا۔<sup>(1)</sup>

### 9. أبو الفتح ناصر بن محمد بن عبد اللہ عیاضی

امام بیہقی رحمہ اللہ سے مناقب الشافعی کا سماع کیا اور آپ سے ابو سعد سمعانی سے روایت کیا ہے۔<sup>(2)</sup>

### 10. أبو محمد ہبہ اللہ بن سہل بن عمر سیدی

آپ نے بھی امام بیہقی رحمہ اللہ سے کتاب ”مناقب الشافعی“ کا سماع کیا۔ آپ سے ابو سعد سمعانی نے اس کا درس لیا۔<sup>(3)</sup>

### مصنفاتِ امام بیہقی رحمہ اللہ

امام بیہقی رحمہ اللہ کے اجتہاد کا ثمر، ان کے عزم و ہمت اور آئمہ و مشائخ سے استفادہ کے شوق و رغبت کی دلیل ہے۔ انہوں نے جلیل القدر محدثین سے لقاء اور ان کی مجالس علمیہ کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تاکہ جمیع علوم و فنون کو اپنے ذہن و قلب میں سمو سکیں اور ان کی متبحر علمی کا ان کی مصنفات سے جھلکتی ہے۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ بہترین اور کثیر مصنفات کے مالک ہیں“<sup>(4)</sup>

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ نے اپنی مصنفات میں ایسی اشیاء کا احاطہ فرمایا کہ جو اس سے قبل کسی کتاب میں مذکور نہ تھیں مثال کے طور پر ”السنن الکبریٰ“

اور اس کے علاوہ بھی بہت سی چھوٹی موٹی تصانیف ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔<sup>(5)</sup>

امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”امام بیہقی رحمہ اللہ کی تصانیف بلند پایہ عظمت کی حامل اور کثیر فوائد سے بھری ہوئی ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوئے ہیں کہ جنہوں

نے آپ جیسی کوئی کتاب تالیف کی ہو۔ چنانچہ علماء کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان سے استفادہ کریں۔“<sup>(6)</sup>

ہر علم کے درس و تدریس میں ایک خلا واقع رہتا ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ کی مصنفات سے ہی پر ہوتا ہے کیونکہ آپ کی مصنفات اور آثار علوم کی جملہ انواع کو شامل ہیں البتہ علم حدیث غالب طور پر دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حدیث کے میدان میں زیادہ شہرت

① التحبیر لسمعانی: 1/ 591-592

② التحبیر لسمعانی: 2/ 356-360

③ التحبیر لسمعانی: 2/ 364-365

④ المنتظم من تاریخ الملوك والأمم: 8/ 242

⑤ البداية والنهاية لابن کثیر: 12/ 94

⑥ سير النبلاء لذہبی: 18/ 167

حاصل کی ہے اور اس کے لیے آپ نے عراق، حجاز، خراسان اور دیگر بہت سے دور دراز کے علاقوں کی طرف رخت سفر باندھا۔<sup>(1)</sup>  
امام بیہقی رحمہ اللہ کی تالیفات اس اعتبار سے دیگر سے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں کہ ان میں حدیث و فقہ کا علم، علل الحدیث کا بیان اور جمع بین الاحادیث کی وجوہات خاص طور پر ذکر کی گئی ہیں۔<sup>(2)</sup>

آپ کی تصانیف سے آپ کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے علماء سبھی نے استفادہ کیا ہے مشرق و مغرب کے بہت سے مسلمانوں نے ان سے اپنی علمی پیاس بجھائی ہے۔ تدریس و تعلیم اور علمی امور میں انہی کو مرجع و مصدر سمجھا جاتا ہے اسی طرح بہت سے علماء نے ان کی تخریج اور اختصار و تلخیصات کا بھی کام کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی علمی زندگی کے ابتدائی دور میں ہی تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا تھا اور آپ کا اول تصنیفی عہد 406ھ ہے<sup>(3)</sup> یعنی آپ کے شیخ امام حاکم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کا عہد کیونکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے صفر 405ھ میں وفات پائی تھی۔<sup>(4)</sup>  
امام بیہقی رحمہ اللہ انتہائی دقیق تحقیق اور خوب جانچ پڑتال کے بعد تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ وہ اپنے اسی اصول کے متعلق فرماتے ہیں:  
جب میں نے معرفۃ السنن والآثار تصنیف کرنا شروع کی تو اس کے ہر ہر جزو کو خوب جانچ پڑتال اور تحقیق و تنقید کے بعد شامل تصنیف کیا۔<sup>(5)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

میں نے اپنی اصول و فروع کی کتب میں ایک کسوٹی بنائی تھی کہ جس سے صحیح اور غیر صحیح کی تمیز کر سکوں اور پھر اس کے بعد صحیح اخبار کو اپنی تصانیف کا حصہ بنا سکوں۔<sup>(6)</sup>

## ❁ علوم القرآن

### 1. احکام القرآن

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ان اقوال کو جمع کیا ہے جو آیات احکام کے بیان یا ان کے دقیق معانی و مطالب میں ان سے وارد ہوئے ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ ”مجموعۃ کلام الشافعی فی احکام القرآن“ مدینہ منورہ میں موجود ہے۔<sup>(7)</sup>  
یہ شیخ محمد زاہد کوثری کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ عزت العطار نے 1371ھ/1951م میں طبع کیا اور اس کے بعد

① مرآة الجنان وعبرة اليقظان لعبد الله بن سعد يافعي: 3/ 81

② سير النبلاء لذهبي: 18/ 167

③ طبقات الشافعية لحسان الدين عبد الرحيم اسنوي: 1/ 199

④ سير النبلاء لذهبي: 17/ 171

⑤ سير النبلاء لذهبي: 18/ 167

⑥ دلائل النبوة للبيهقي: 1/ 47

⑦ تاريخ الأدب العربي لبروكلان: 6/ 233

دارالکتب العلمیہ بیروت نے 1395ھ میں دوبارہ نشر کیا۔

اور اسی طرح یہ شیخ عبدالغنی عبدالخالق کی تحقیق کے ساتھ 1371ھ میں مصر میں بھی طبع ہوا ہے۔

## 2. جامع أبواب قرأة القرآن

امام بغدادی رحمہ اللہ نے ”ہدیۃ العارفين“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔<sup>(1)</sup>

## ✽ الحديث و علومہ

### 1. الأجزاء الكنجر و ذیات

یہ حدیث کے مختلف اجزاء ہیں جنہیں امام بیہقی رحمہ اللہ نے منتخب کیا ہے اور حافظ ابو سعید محمد بن عبدالرحمن کنجر و ذی مسند خراسان کی حدیث سے ان کی تخریج کی ہے۔<sup>(2)</sup> کتابی نے ”الرسالة المستطرفة“ میں اس کو ذکر کیا ہے۔<sup>(3)</sup>

### 2. أحادیث الشافعی

اس کا نسخہ دارالکتب المصریہ میں دستیاب ہے۔<sup>(4)</sup>

### 3. بیان خطأ من أخطأ علی الشافعی

اس کا قلمی نسخہ ”عارف حکمت“ مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ یہ ڈاکٹر نایف دعیس کی تحقیق کے ساتھ موسسۃ الرسالۃ نے 1402ھ میں طبع کیا۔

اس کتاب میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس دعویٰ کا رد کیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے احادیث میں خطا کی ہے۔ اس میں انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ یہ امام شافعی کی خطا نہیں ہے بلکہ یہ فنون حدیث سے متعلق ایک اہم فن ہے جسے علم العلل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

### 4. تخریج أحادیث الأم

اس کا جزء اول لندن میں موجود ہے اس کے اوراق کی تعداد 148 اور اس کا دوسرا جزء دارالکتب المصریہ میں ہے اس کے اوراق کی تعداد 300 ہے۔ بروکلمان نے دارالکتب المصریہ کی ایک کتاب کے دو موضوع اور بھی ذکر کیے ہیں۔<sup>(5)</sup>

① ہدیۃ العارفين في أسماء المؤلفين وآثار المصنفين لإسماعيل باشا بن محمد بغدادی: 6/ 1726

② سير النبلاء لذہبی: 18/ 101-102

③ الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنۃ لمحمد بن جعفر کتابی: ص 93

④ سير النبلاء لذہبی: 18/ 167

⑤ تاریخ الأدب العربی لبروکلان: 6/ 233

## 5. رسالة في حديث الجوبيارى

یہ رسالہ چار اوراق سے زیادہ نہیں ہے۔ اس میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے جوبیارى کی حدیث کا ضعف ذکر کیا ہے جس میں اس نے نبی ﷺ کی سند بیان کی ہے کہ آپ سے ایک ہزار مسائل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اس میں صرف تین مسائل صحیح ہیں۔<sup>(1)</sup> اس کا ایک قلمی نسخہ استنبول کے مکتبہ احمد الثالث میں موجود ہے۔

## 6. السنن الصغرى

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ المتحف، استنبول میں ہے۔ اوراق کی تعداد 392 اور سائز [L:4 R:235] 515،25 ہے۔ امام ابوسعبد سمعانی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے کسی ایک سے اس کا سماع کیا۔<sup>(2)</sup>

## 7. السنن الكبرى

دوسری فصل میں اس کے متعلق بالتفصیل بحث ہوگی۔

## 8. مختصر السنن الكبرى

امام ابوسعبد سمعانی نے اپنی کتاب ”التحجير في المعجم الكبير“ میں اسے ذکر کیا اور فرمایا: ”میں نے آپ سے کتاب مختصر السنن الكبير کا سماع کیا۔“<sup>(3)</sup>

اگر اس کتاب کو ظاہر ادیکھا جائے تو یہ کتاب بیہقی میں سے ایک مستقل کتاب ہے جس کا ”السنن الكبير“ سے اختصار کیا گیا ہے یا فی نفسہ ایک سنن ہے۔

## 9. المدخل إلى السنن الكبرى

اس کا ایک ہی قلمی نسخہ ہے اور وہ مکتبہ الجمعية الآسيوية کلکتہ میں ہے اسی سے مرکز البحث العلمی جامعہ عبدالعزیز مکہ المکرمہ نے مائیکروفلم کاپی کروائی ہے اور اس کا نام مکمل نسخہ مکتبہ عبدالرحیم صدیقی میں بھی دستیاب ہے لیکن اس میں حدیث اور اصول حدیث متعلق اہم بحث مفقود ہے۔ اس کتاب کا امام بیہقی رحمہ اللہ سے ان کے تلمیذ ابوالمعالی الفارسی محمد بن اسماعیل نے سماع کیا۔<sup>(4)</sup>

① تاریخ الأدب العربي لبروکلان: 6/ 233

② التحجير في المعجم الكبير لأبو سعد عبد الكريم بن محمد سمعاني: 2/ 381

③ التحجير في المعجم الكبير: 2/ 425

④ سير النبلاء لذہبي: 20/ 93

امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ میں اس پر اعتماد کا اظہار کیا<sup>(1)</sup> اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا اختصار کیا ہے۔<sup>(2)</sup>  
 ۲۔ الذہبی ومنہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام۔ بشار عواد معروف، ص ۲۴۷، مطبعة عیسیٰ الحلبي القاہرۃ، الطبعة الاولى ۱۹۷۶م۔  
 یہ کتاب ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ دارالخلفاء کویت نے 1405ھ/1985م میں طبع کی اور یہ ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے۔

## 10. المدخل الى دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشريعة

مکتبہ احمدیہ حلب میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس کے سات اوراق ہیں۔

## 11. معالم السنن

بغدادی نے ”ہدیۃ العارفین“ میں اس کا ذکر کیا<sup>(3)</sup> اور امام فخر الدین ابوالحسن عیسیٰ بن ابراہیم نے اس کا اختصار کیا۔<sup>(4)</sup>

## 12. معرفة السنن والآثار

اس کا پہلا جزء قلمی ہے جو کہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں محفوظ ہے۔

اوراق کی تعداد 279 اور سائز 5، [L:4 R:235] 518، 26 ہے۔ 788ھ میں عمدہ خط نسخ میں اسے لکھا گیا اور جزء اول کا دوسرا نسخہ مکتبہ جارد اللہ میں ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد 246 اور سائز 5، [L:4 R:235] 517، 25 سم ہے۔  
 ایک اور نسخہ جو جزء رابع پر مشتمل ہے مکتبہ احمد الثالث میں ہے۔ اوراق کی تعداد 313 اور سائز 2719 سم ہے۔ 788ھ میں عمدہ خط نسخ میں لکھا گیا۔

ایک اور نسخہ جو تین اجزاء پر مشتمل ہے مکتبہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے اور اس کے اوراق کی تعداد 870 ہے اور اس کی ایک نقل جامعہ اسلامیہ میں بھی موجود ہے۔

دوسرے جزء پر مشتمل ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے جس کے اوراق کی تعداد 207 ہے اور اس کی بھی ایک نقل جامعہ اسلامیہ میں محفوظ ہے۔

ایک نسخہ مکتبہ بودلیان، آکسفورڈ میں ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد 247 ہے اور اس کی ایک مائیکروفلم کاپی بھی ہے۔  
 علاوہ ازیں اور بھی نسخے ہیں جن کا بروکلمان نے ذکر کیا ہے۔<sup>(5)</sup>

① سیر النبلاء لذهبي: 2/ 207

② الذہبی ومنہجہ فی کتابہ تاریخ الإسلام لبشار عواد معروف: ص 247

③ ہدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین و آثار المصنفین لإسماعیل باشا بن محمد بغدادی: 2/ 1726

④ أيضا

⑤ تاریخ الأدب العربی لروکلمان: 2/ 230

پہلا جزء سید صقر کی تحقیق کے ساتھ المجلس الاعلى للشئون الاسلامية قاہرہ نے 1389ھ/1969م میں طبع کیا۔  
 شیخ محمد زاہد کوثری نے اس کو ”السنن الوسطی“ کے نام ذکر سے کیا ہے۔<sup>(1)</sup>  
 امام بیہقی نے اس کا نام اختصار ”کتاب المعرفة“ ذکر کیا ہے۔<sup>(2)</sup>  
 امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
 ”سنن و آثار کی معرفت سے فقہیہ امام شافعی رحمہ اللہ مستغنی نہیں ہے۔“<sup>(3)</sup>

### 13. معرفة علوم الحديث

یا قوت حموی نے اس کا ذکر کیا ہے۔<sup>(4)</sup>  
 امام بغدادی رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی طرف ایک کتاب کو منسوب کیا جسے ”المحیط“ کے نام سے ذکر کیا ہے اور یہ کتاب علم حدیث سے متعلق ہے۔<sup>(5)</sup>



### 1. اثبات عذاب القبر

اس کا قلمی نسخہ ”عارف حکمت“ مدینہ منورہ میں موجود ہے۔  
 ایک اور نسخہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں موجود ہے۔ اور اق کی تعداد 45 اور سائز 5، [L:4 R:235] 2627 ہے۔  
 731ھ میں عمدہ خط نسخ میں اس کی کتابت کی گئی۔  
 دار الفرقان، اردن نے ڈاکٹر شرف محمود القضاة کی تحقیق کے ساتھ 1403ھ/1983م میں طبع کیا۔

### 2. الأسماء و الصفات

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ فیض الاسلام استنبول میں دستیاب ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد 305 اور سائز 5، [L:4 R:235] 516، 25 سم ہے۔ 577ھ میں اسے لکھا گیا۔ ایک اور نسخہ مکتبہ وقف آل بن یحیی۔۔۔ المخطوطات الیمنیہ، حضر موت میں ہے۔  
 ہندوستان میں یہ محمد محی الدین جعفری کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ انوار الاحمدی، الہ آباد کی طرف سے 1313ھ میں طبع کیا گیا۔

① مقدمة أحكام القرآن لمحمد زاہد کوثری: ص 17

② السنن الكبرى للبيهقي: 7/ 285

③ طبقات الشافعية الكبرى لسبكي: 4/ 9

④ معجم البلدان لياقوت حموي: 1/ 538

⑤ هدية العارفين في أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: 5/ 27



## 3. الاعتقاد و الهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب أهل السنة والجماعة

اس کا قلمی نسخہ لالہ لی کے مکتبہ میں موجود ہے۔ اورق کی تعداد 81 اور درمیانہ حجم ہے۔ 732ھ سے قبل بہت خوبصورت خط میں اس کی کتابت کی گئی۔

ایک اور نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ میں دستیاب ہے۔ یہ احمد عصام کاتب کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ دارالآفاق الجدیدہ، بیروت نے 1401ھ میں طبع کیا۔ امام برہان الدین ابراہیم بن عمر بقائی نے اس کا اختصار کیا ہے۔<sup>(1)</sup> امام ابوسعید سمعانی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے کسی تلمیذ سے اس کا سماع کیا۔<sup>(2)</sup>

## 4. کتاب الایمان

اس کا ذکر کرنے میں استاد سید صقر مفرد ہیں<sup>(3)</sup> اور انھوں نے اس بابت کوئی مصدر بھی ذکر نہیں کیا۔

## 5. البعث والنشور

اس کا قلمی نسخہ استنبول کے مکتبہ شہید علی میں موجود ہے۔ اوراق کی تعداد 121 اور حجم میں ضخیم ہے۔ 752ھ میں خط نسخ میں اس کی کتابت کی گئی۔ ایک نسخہ اس کا استنبول کے مکتبہ المتحف میں ہے۔ اور اس کا ایک نسخہ مکتبہ الموصل عراق میں ہے۔ ایک برلین میں ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔<sup>(4)</sup>

## 6. حياة الأنبياء في قبورهم

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں ہے۔ مطبعہ محمودیہ قاہرہ میں بھی 1357ھ کو یہ طبع ہوا۔ اور شیخ محمد خانجی ازہری نے اس پر تعلیق بھی لکھی ہے۔ اس طرح یہ 1349ھ میں قاہرہ طبع ہوا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الاعتقاد“ میں اس پر بحث کی ہے۔<sup>(5)</sup>

## 7. کتاب الرؤية أو اثبات الرؤية

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ محمد بن حسین، حیدرآباد میں موجود ہے مگر اس کا نام ”رسالۃ فی الرؤية“ ہے۔ شاید یہ ”الرؤية“ سے ہی

① كشف الظنون لحاجي خليفة: 2/ 1393

② الأنساب لسمعاني لسبكي: 2/ 381

③ مقدمة معرفة السنن والآثار لسيد صقر: 1/ 11

④ الذهبي ومنهجه في كتابه تاريخ الإسلام لبشار عواد معروف: ص 232

⑤ الاعتقاد للبيهقي: ص 305

مخرف ہے۔<sup>(1)</sup>

حاجی خلیفہ اور بغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے۔<sup>(2)</sup>

## 8. القضاء والقدر

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ شہید میں موجود ہے۔ مکتبہ سلیمانہ، استنبول نے تضمن کی۔ اوراق کی تعداد 110 ہے۔ اور 566ھ میں اس کی کتابت کی گئی۔ اس کی ایک نقل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں محفوظ ہے۔

امام ابوسعید سمعانی رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے کسی تلمیذ سے اس کا سماع کیا۔<sup>(3)</sup>

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا اختصار کیا ہے۔<sup>(4)</sup>

## ✽ أصول و الفقه

### 1. ینایع الأصول

امام بغدادی رحمہ اللہ نے ہدیۃ العارفین میں اس کا ذکر کیا ہے۔<sup>(5)</sup>

## ✽ الفقه

### 1. الخلافات بین الشافعی و أبی حنیفة

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ سلیم آغا میں موجود ہے اور وہ دو جز پر مشتمل ہے۔

اول: 172 اوراق میں ہے۔

دوم: 174 اوراق میں ہے۔ ان دونوں کی نقل معھ المخطوطات میں دستیاب ہے۔

ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے اور امام ابن فرج الثنبیلی نے اس کا اختصار کیا ہے۔<sup>(6)</sup>

اس کی مختصر تحقیق استاد دیاب عبدالکریم دیاب اردنی نے کی۔

① تاریخ الأدب العربی لروکلہان: 6/ 233

② كشف الظنون لحاجي خليفة: 2/ 1421

③ الأنساب لسمعاني: 2/ 381

④ الذهبي ومنهجه في كتابه تاريخ الإسلام لبشار عواد معروف: ص 246

⑤ هدية العارفين في أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: 5/ 78

⑥ شذرات الذهب لابن العماد: 5/ 443

## 2. القراءة خلف الإمام

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد الثالث، ترکی میں موجود ہے اور اس کا ایک تصویری نسخہ معہد المخطوطات میں ہے۔ دارالکتب العلمیہ، بیروت نے 1405ھ میں استاد محمد سعید زغلول کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا۔

## 3. کتاب الأسری

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرہ الحفاظ“ اور ”سیر النبلاء“ میں، سبکی نے ”طبقات الشافعیہ“ میں ”الاسراء“ کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے جبکہ امام بغدادی رحمہ اللہ نے ”ہدیۃ العارفین“ میں اس کا نام ”الاسرار“ ذکر کیا ہے۔<sup>(1)</sup>

## 4. المبسوط

امام سبکی رحمہ اللہ نے اس کے تذکرہ میں لکھا ہے:  
 ”اس نوع میں اس جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔“<sup>(2)</sup>  
 حاجی خلیفہ نے یہ بیان کیا ہے:  
 ”اس کی بیس جلدیں ہیں۔“<sup>(3)</sup>

## 5. نصوص الشافعی

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر النبلاء“ میں اس کی دو جلدیں ذکر ہیں۔<sup>(4)</sup>  
 حاجی خلیفہ اس کے تذکرہ میں یوں رقمطراز ہیں:  
 ”امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتب میں سے قدر و منزلت میں عظیم اور علمی اعتبار سے بسیط یہی کتاب ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔“<sup>(5)</sup>

امام بغدادی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے<sup>(6)</sup> اور شاید کہ پھر ”المبسوط“ اور یہ ایک ہی کتاب ہو۔<sup>(7)</sup>

① مقدمة المدخل إلى سنن الكبرى لمحمد ضياء الرحمن أعظمي: ص 59

② طبقات الشافعية الكبرى لسبكي: 9 / 4

③ كشف الظنون: 2 / 1582

④ سير النبلاء لذهبي: 18 / 166

⑤ كشف الظنون: 2 / 1582

⑥ هدية العارفين في أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: 5 / 78

⑦ مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 61

## اللغة

### 1. الرد على الانتقاد على الشافعى فى اللغة

مکتبہ دار الحدیث، مدینہ منورہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے جس کے اوراق کی تعداد 16 ہے۔ اس کا ایک تصویری نسخہ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں بھی موجود ہے۔

اور اس کا ایک اور نسخہ مکتبہ تشریفاتی میں ہے اور اوراق کی تعداد 12 ہے۔<sup>(1)</sup>

## الزهد والرقائق

### 1. الترغيب و الترهيب

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر النبلاء“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ایک جلد میں ہے<sup>(2)</sup> اسی طرح ابن قاضی شہب نے ”طبقات الشافعية“ میں<sup>(3)</sup> اور ابن العماد حنبلی نے ”شذرات الذهب“ میں ذکر کیا ہے۔<sup>(4)</sup>

### 2. الزهد الصغير

امام کتانی رحمہ اللہ نے ”الرسالة المستطرفة“ میں ذکر کیا ہے<sup>(5)</sup> اور امام حاجی خلیفہ نے ”كشف الظنون“ میں<sup>(6)</sup> اسی طرح امام بغدادی نے ”هدية العارفين“ میں۔<sup>(7)</sup>

### 3. الزهد الكبير

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت، مدینہ منورہ میں دستیاب ہے اس کے اوراق کی تعداد 119 ہے۔ 626ھ میں لکھا گیا۔ امام سمعانی رحمہ اللہ نے<sup>(8)</sup> کتانی رحمہ اللہ<sup>(1)</sup> اور حاجی خلیفہ نے بھی ذکر کیا۔<sup>(2)</sup> امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا اختصار کیا۔<sup>(3)</sup>

① مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 61-62

② مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 61

③ سير النبلاء لذهبي: 166 / 18

④ شذرات الذهب لابن العماد: 305 / 3

⑤ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة لمحمد بن جعفر كتاني: ص 51

⑥ كشف الظنون: 1422 / 2

⑦ هدية العارفين في أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: 78 / 5

⑧ الأنساب لسمعاني: 381 / 2

## ❁ التاريخ و تراجم

### 1. فضائل الصحابة

امام سمعانی رحمہ اللہ نے ”التجہیر“ اس کا ذکر کیا ہے اور امام بیہقی سے ابو علی خوارزمی کے طریق سے ”فضائل طلحہ والزبیر“ کا سماع کیا<sup>(4)</sup> اور اس کا نام ”معجم الصحابة“ رکھا ہے۔ حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں ”المصنف فی فضائل الصحابة“ کے نام سے ذکر کیا ہے<sup>(5)</sup> اور امام بغدادی نے ”هدایۃ العارفین“ میں تذکرہ کیا ہے۔<sup>(6)</sup>

## ❁ السیر

### 1. الجامع فی الخاتم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد الثالث میں دستیاب ہے۔ اس کے اوراق تعداد 15 و سائر 5، [L:4 R:235] 2618 ہے۔ ان کی نقل معھدا المخطوطات میں ہے۔ اس کا دوسرا نسخہ مکتبہ دار الحدیث، مدینہ منورہ میں ہے اور اس کا تصویری نسخہ جامعۃ اسلامیہ میں ہے۔<sup>(7)</sup>

### 2. دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشريعة

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے بلند پایہ کتاب قرار دیا اور اس کی تعریف کی۔ کتب سیر و مغازی میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً: مغازی ابن اسحاق، مغازی موسیٰ بن عقبہ۔

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں:

”حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ نے اس باب میں اپنی کتاب (دلائل النبوة) تالیف فرما کر بہت ہی احسن عمل سرانجام دیا ہے۔“<sup>(8)</sup>

سب سے پہلے اس پر شیخ عبدالرحمن محمد عثمان نے دارالنصر للطباعة، قاہرہ میں کام کیا اور پھر مکتبہ السلفیہ نے اسے نشر کیا اس کی دو

① الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة: ص 51

② کشف الظنون: 2/ 1422

③ الذهبی ومنہجہ فی کتابہ تاریخ الإسلام: ص 242

④ التجہیر فی معجم الکبیر: 1/ 435

⑤ کشف الظنون: 2/ 1712

⑥ ہدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین وآثار المصنفین: 5/ 78

⑦ مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 55

⑧ سیر النبلاء لذهبی: 6/ 115-116

جلدیں ہیں۔ اس کا آخری طبع ڈاکٹر عبدالمعطي قلعجي کی تحقیق کے ساتھ سات جلدوں میں دارالکتب العلمیہ، بیروت نے 1405ھ/1985م میں طبع کیا۔

### 3. کتاب أيام أبي بكر الصديق

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”دلائل النبوة“ میں اس کا ذکر کیا۔<sup>(1)</sup>

### 4. مختصر دلائل النبوة

اس کا ایک نسخہ دارالکتب الظاہرہ میں ہے اور اس کے صفحات کی تعداد 324 ہے۔ اس کا تصویری نسخہ جامعۃ اسلامیہ میں ہے۔<sup>(2)</sup>

### 5. مناقب الإمام أحمد بن حنبل

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تاریخ الاسلام“ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”ابو عبد اللہ کے مناقب بہت سوں نے جمع کیے ہیں، ان میں سے ایک ابو بکر بیہقی بھی ہیں۔“<sup>(3)</sup>

انھوں نے اس کا ”سیر النبلاء“ میں بھی ذکر کیا ہے<sup>(4)</sup>

جیسا کہ حاجی خلیفہ نے ”كشف الظنون“ میں ذکر کیا ہے۔<sup>(5)</sup>

### 6. مناقب الإمام الشافعي

اس کا ایک نسخہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں ہے اور اس کے اوراق کی تعداد 57 اور سائز [L:4 R:235] 2719 سم ہے۔ اس کی ایک مائیکرو فلم تصویری نسخہ میں معتمد المخطوطات میں موجود ہے۔

اس کا ایک اور نسخہ اسی مکتبہ میں دستیاب ہے اور اس کے 311 اوراق ہیں۔ 594ھ میں اس کی کتابت کی گئی۔

ان کے علاوہ بھی دیگر نسخے بھی ہیں جن کا بروکلیمان<sup>(6)</sup> اور سزکین نے تذکرہ کیا ہے۔<sup>(7)</sup>

① مقدمة دلائل النبوة لعبد المعطي قلعجي: 1/ 112

② مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 60

③ دول الإسلام لذهبي: ص 130

④ سير النبلاء: 18/ 166

⑤ كشف الظنون: 2/ 1836

⑥ تاريخ الأدب العربي لبروكلمان: 6/ 233

⑦ تاريخ التراث العربي لسزكين: 3/ 182

## 10. آداب و فضائل

### 1. الآداب

اس کا ایک قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے۔ جدید مغربی خط میں لکھا گیا اور اس کے اوراق تعداد 262 اور سائز [L:4 R:235] 1913 سم ہے۔

امام کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ البر والصلۃ، مکارم الاخلاق، آداب اور کفارات پر مشتمل ہے۔<sup>(1)</sup>

### 2. الأربعون الصغری

اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ الشیخ عبدالعزیز المرشد، ریاض میں دستیاب ہے اور اس کا تصویری نسخہ جامعۃ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں ہے۔<sup>(2)</sup>

### 3. الأربعون الكبرى

اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ عاشر آفندی میں ہے۔ مکتبہ سلیمانیہ، استنبول میں ہے اور اوراق کی تعداد 25 ہے۔ اس کا تصویری نسخہ جامعۃ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

”اس میں ان امور کا ذکر کیا گیا ہے جس کے اصحاب الحدیث محتاج ہوتے ہیں۔ رواۃ کے احوال و اخلاق جاننے کے لیے تاکہ ضروری امور کا علم ممکن ہو سکے۔“<sup>(3)</sup>

حاجی خلیفہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا نام ”الاربعمین فی الاخلاق“ ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے:

”یہ سواحدیث پر مشتمل ہے جو چالیس ابواب کے تحت مرتب کی گئی۔“<sup>(4)</sup>

### 4. الدعوات الصغیر

امام سمعانی رحمہ اللہ نے اپنی تمام ان کتب میں اس کا ذکر کیا ہے جن کا مصنفات بیہقی میں سے سماع کیا ہے اور اسے ”الدعوات الصغیر“

① الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة: ص 53

② مقدمة المدخل إلى السنن الكبرى: ص 55

③ البیہقی وموقفه من الألهیات لأحمد بن عطیہ غامدی: ص 67

④ كشف الظنون: 1/ 35

کا نام دیا ہے<sup>(۱)</sup> اور حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں۔<sup>(۲)</sup>

## 5. الدعوات الکبیر

اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ آصفیہ، حیدر آباد (ہند) میں دستیاب ہے اور اوراق کی تعداد ۴۶ ہے۔ اس کی نقل مہد المخطوطات میں موجود ہے اور اس کی دوسری نقل جامعۃ اسلامیہ، مدینۃ منورہ کی لائبریری میں ہے۔ امام سمعانی رحمہ اللہ نے ”الأنساب“ میں اس کا ذکر کیا ہے۔<sup>(۳)</sup>

## 6. شعب الإیمان

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کا نام ”کتاب الجامع“ رکھا ہے۔<sup>(۴)</sup> اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں ہے اور تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

دوسرا نسخہ چوتھے جز پر مشتمل ہے۔ یہ استنبول میں دستیاب ہے اور اس کے اوراق کی تعداد ۸۵، سائر [L:4 R:235] ۱۳۷۱ سم ہے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر نسخے ہیں جنہیں بروکلمان نے ذکر کیا ہے۔<sup>(۵)</sup>

بہت سے علماء نے اس کا اختصار کیا ہے<sup>(۶)</sup> اور ان مختصرات میں سے امام ابی القاسم عمر بن عبدالرحمن قزوینی ہے۔ ڈاکٹر اعظمی نے ذکر کیا ہے: ”جامعہ اسلامیہ کے بعض طلبہ نے بھی اس پر تحقیق کا کام کیا ہے۔“<sup>(۷)</sup>

## 7. فضائل الأوقات

امام سمعانی رحمہ اللہ نے اپنی ان کتب میں جن کا مصنفات بیہقی میں سے سماع کیا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ (۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر النبلاء“ میں ذکر کیا ہے۔<sup>(۸)</sup> اور سسکی نے ”طبقات الشافعیۃ الکبری“ میں<sup>(۹)</sup>

① الأنساب: 2/ 381

② کشف الظنون: 1/ 1417

③ الأنساب لسمعانی: 2/ 381

④ السنن الکبری للبیہقی: 7/ 285

⑤ تاریخ الأدب العربی: ص 231 / 6

⑥ مقدمة المدخل إلى السنن الکبری: ص 56

⑦ مقدمة المدخل إلى السنن الکبری: ص 55

⑧ الأنساب لسمعانی: 2/ 381

⑨ طبقات الشافعیۃ الکبری: 3/ 5



11. المنوعات

## 1. رسالة البيهقي إلى أبي محمد الجويني

اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد الثالث، استنبول میں دستیاب ہے۔ یہ سات اوراق پر مشتمل ہے اور مجموعۃ الرسائل المنبرية، قاہرہ میں 1343ھ میں طبع ہوا۔

ابوسعبد سمعانی نے ابو نصر شجاعی سے اس کا سماع کیا اور انھوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے کیا۔<sup>(1)</sup>

## 2. رسالة البيهقي إلى عميد الملك

اس رسالہ کا سبب تحریر سلطان نظام الملک کو وزیر کنڈی کے ان اقدام کے بارے میں اطلاع دینا تھا جو اس نے امام اشعری اور ان علماء شافعیہ کے بارے میں کئے تھے گویا یہ رسالہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور نظام الملک کے درمیان واسطہ تھا۔ سلطان نظام الملک نے باقاعدہ امام بیہقی کو اس خط پر جواب دیے اور امام اشعری رحمہ اللہ اور ان علماء شافعیہ مثلاً ابوالقاسم قشیری، امام الحرمین کو عزت دی گئی۔

## 3. العيون في الرد على أهل البدع

اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ امبروزیانا، میلانو۔ اٹلی میں موجود ہے اور اس کی ایک نقل دارالکتب القطریہ میں بھی ہے۔<sup>(2)</sup> امام بیہقی رحمہ اللہ کے علوم و فنون نے ان مصنفات کی صورت میں تمام اہل علم کو سیراب کیا اور ہر خاص و عام نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ اپنی افادیت کی بدولت یہ مصنفات عالم اسلامی میں شہرہ پذیر ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ کی عالی منزلت مصنفات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ کی تصانیف ایک ہزار اجزاء تک محیط ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی جہد و محنت اور فضل و اتقان کے بدولت شرق و غرب کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔“<sup>(3)</sup>

① التحبير في معجم الكبير: 1/ 592

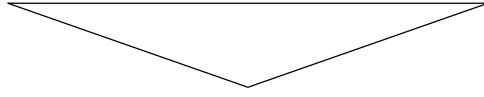
② البيهقي وموقفه من الأهلبيات لأحمد بن عطيه غامدي: ص 81

③ شذرات الذهب لابن العماد: 3/ 305



## باب دوم

### السنن الکبریٰ کا منہج و خصائص



فصل اول کتب حدیث میں السنن الکبریٰ کا مقام

فصل دوم السنن الکبریٰ کے مراحل تالیف اور موضوع و اصطلاحات

فصل سوم السنن الکبریٰ کا منہج

1

## فصل اول

گنٲ حدیث میں السنن الکبریٰ کا مقام

## السنن الکبریٰ کا منہج و خصائص

### کتب حدیث میں السنن الکبریٰ کا مقام

حدیث کے مجموعات کو جب جمع کیا گیا تو اہل فن نے انہیں مختلف انواع میں تقسیم کیا چونکہ وہ تمام خواص جو مختلف کتب میں جمع ہونا مشکل تھے محدثین و مرتبین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق انہیں مختلف اور الگ مستقل تصانیف میں مرتب کیا۔ ان مؤلفین و مرتبین کے پیش نظر ترتیب احادیث کی ایک خاص ترکیب تھی لہذا انہوں نے اپنی انواع کا الگ التزام کر کے وہ مجموعہ مرتب کر دیا کتب احادیث کی انہی ترتیب پر مشتمل کتب کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

### کتابت حدیث

صحابہ اور کبار تابعین کے دور میں کتابت حدیث کا ایک اہم مرحلہ تھا جو اجزاء اور صحیفوں کی صورت میں تھا۔<sup>(1)</sup>

### تدوین حدیث

یہ مرحلہ پہلی صدی ہجری کے اواخر اور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں تھا۔ حدیث اجزاء کے مجموعہ میں مدون ہو چکی تھی۔

### تصنیف حدیث

یہ وہ مرحلہ ہے جس نے ہمیں ایسے مقام تک پہنچا دیا جب محدثین نے حدیث کی نصوص کو ابواب کی تدوین و انضباط پر تصنیف کرنا شروع کر دیا ایسا مرحلہ تقریباً 125 ہجری کی ابتداء میں ہوا۔<sup>(2)</sup>

پھر محدثین نے تصانیف کے لیے مختلف انواع ایجاد کر لیے اور ان کو مختلف فنون پر تقسیم کر دیا۔ ان اقسام کی ایک معمولی صورت یہ ہے:

### 1. جوامع

محدثین کی اصطلاح میں جامع ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیث کی تمام اقسام پائی جائیں یعنی عقائد کی حدیثیں، رقائق، کھانے پینے کے آداب، سفر، قیام اور قعود، تفسیر، تاریخ اور سیرت سے متعلقہ حدیثیں موجود ہوں جس میں مناقب، مثالب اور فتنوں سے متعلقہ بھی حدیثیں پائی جاتی ہوں۔<sup>(3)</sup>

اسی وجہ سے جامع ایک ایسی تصنیف کو کہتے ہیں جو بنیادی موضوعات پر مشتمل ہو اس قسم کی تصنیف ”الجامع الصحیح

① تاریخ التراث العربی - فواد سزکین: 1/ 199

② ایضاً

③ تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی از محمد بن عبدالرحمن مبارکفوری، تحقیق: استاد عبدالرحمن محمد عثمان: 1/ 64

المختصر“ ہے جو صحیح بخاری کے نام سے مشہور و معروف ہے اور مشہور جامع کتب میں امام مسلم رحمہ اللہ کی ”الجامع الصحیح“، امام ترمذی رحمہ اللہ، ابن وہب فہری رحمہ اللہ، رزین بن معاویہ رحمہ اللہ کی الجامع شامل ہے۔

## 2. سنن

محدثین کی اصطلاح میں ایک ایسی کتاب جو فقہی ابواب پر مرتب کی گئی ہو مثلاً ایمان، طہارت، نماز، زکوٰۃ وغیرہ۔<sup>(1)</sup>  
سنن کے اصول و قواعد پر لکھی جانے والی بہت سے کتابیں ہیں۔<sup>(2)</sup> سب سے زیادہ مشہور یہ ہیں :  
سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، سنن سعید بن منصور، سنن بیہقی۔

## 3. مصنفات

ایسی کتابیں جو کتاب و باب کی ترتیب و اسلوب کے لحاظ سے سنن کے مشابہ ہیں صرف نام کا ہی اختلاف ہے البتہ ڈاکٹر عتر نے فرق بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔  
”مصنفات ایسی کتابوں کو کہتے ہیں جو حدیث موقوف، مقطوع اور مرفوع پر مشتمل ہوں۔“<sup>(3)</sup>

## مشہور مصنفات یہ ہیں :

مصنف عبدالرزاق، مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ اور مصنفات میں سے کچھ ایسی بھی کتابیں ہیں جو ابواب پر مرتب کی گئی ہیں مثلاً المستدرکات، المستخرجات۔

## 4. مسانید

ایسی تصانیف جو صحابہ کے نام کی ترتیب پر لکھی گئی ہو۔ ہر صحابی کی روایت کردہ احادیث کو علیحدہ درج کیا گیا ہو خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف اور یہ صحابہ کرام کے نام حروفِ معجم یا قبائل کے مطابق یا پھر اسلام میں سبقت لینے والے یا حسب نسب کی شرافت ترتیب دیئے گئے ہیں۔<sup>(4)</sup>

ان میں مسند احمد بن حنبل، امام ابو بکر حمیدی رحمہ اللہ، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ، امام حافظ عبد بن حمید رحمہ اللہ، احمد بن احمد بصری رحمہ اللہ اور ابویعلیٰ حافظ موصیٰ رحمہ اللہ کی مسانید ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی مرتب کردہ متداول اور مشہور ہے۔

## کتب سنن میں ’ السنن الکبریٰ کا مقام

① الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة المشرفة از محمد بن جعفر کتانی: ص 32

② تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی از محمد بن عبدالرحمن مبارکفوری: 1/ 86-88 ، الرسالة المستطرفة لبیان

مشہور کتب السنة المشرفة از محمد بن جعفر کتانی: ص 32-38

③ منہج النقد فی علوم الحدیث از نور الدین عتر: ص 200

④ فتح المغیث شرح الفیة الحدیث از محمد بن عبدالرحمن بن محمد سخاوی: 1/ 385

آئمہ حدیث کے نزدیک سنن پر لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بہت سے محدثین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں انہوں نے اپنی کتب میں کتاب اور باب کی ترتیب کے مطابق احکام کی احادیث کو جمع کیا۔ جن میں سے یہ بھی ہیں :

1. ابن جریر عبد الملک بن عبد العزیز 150ھ ت<sup>(1)</sup>
2. سعید بن منصور مروزی 227ھ ت<sup>(2)</sup>
3. خلال حسن بن علی حلوانی 242ھ ت<sup>(3)</sup>
4. عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی 255ھ ت<sup>(4)</sup>
5. أبو بکر أحمد بن محمد بغدادی 273ھ ت<sup>(5)</sup>
6. أبو داؤد سلیمان بن أشعث 275ھ ت<sup>(6)</sup>
7. ابن ماجہ محمد بن یزید قزوینی 275ھ ت<sup>(7)</sup>
8. احمد بن عیسیٰ ترمذی 279ھ ت<sup>(8)</sup> ان کی کتاب کا تعلق جوامع سے ہے لیکن وہ سنن ترمذی سے مشہور ہوئی ہے۔
9. ابراہیم بن عبد اللہ بصری 292ھ ت<sup>(9)</sup>
10. أحمد بن شعیب نسائی 303ھ ت<sup>(10)</sup>
11. أحمد بن عبد صفار<sup>(11)</sup>

- ① تاریخ بغداد أو مدينة السلام لأبو بكر أحمد بن علي خطيب بغدادی: 400-407، تاریخ التراث العربی از فواد سزکین: 1/ 166-167
- ② تذكرة الحفاظ لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي: 416-417
- ③ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة لمحمد بن جعفر كتاني: ص 35
- ④ تاریخ التراث العربی: 1/ 219-220
- ⑤ تاریخ بغداد أو مدينة السلام لأبي بكر أحمد بن علي خطيب: 5/ 110-112، طبقات الحنابلة لابن أبي يعلى لمحمد بن محمد ابن أبي يعلى الفراء الحنبلي: 1/ 66-74
- ⑥ المنتظم من تاريخ الملوث والأمم لعبد الرحمن بن علي ابن جوزی: 5/ 97-98، تاریخ التراث العربی: 1/ 290
- ⑦ تهذيب التهذيب لابن حجر أحمد بن علي عسقلاني: 9/ 530-532، حيدر آباد دکن هند 1325ھ۔
- ⑧ الوافی بالوفیات لصالح الدين خليل بن أبيك صفدي: 4/ 294-296، تاریخ التراث العربی 1/ 300-304
- ⑨ تاریخ بغداد أو مدينة السلام: 6/ 120-124، تاریخ التراث العربی: 1/ 316
- ⑩ تاریخ التراث العربی: 1/ 328-330
- ⑪ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: ص 36

12. أبو بکر محمد بن یحییٰ ہمدانی 347ھ ت<sup>(1)</sup>

13. احمد بن سلیمان بغدادی 348ھ ت<sup>(2)</sup>

14. علی بن عمر دارقطنی 385ھ ت<sup>(3)</sup>

15. احمد بن علی ہمدانی 398ھ ت<sup>(4)</sup>

16. أبو القاسم ہبہ اللہ بن حسن 418ھ ت<sup>(5)</sup>

17. احمد بن حسین بیہقی

یہ فہرست ان آئمہ پر مشتمل ہے جنہوں نے ”السنن“ پر کتابیں لکھی ہیں شیخ تسانی کے نزدیک ”السنن“ پر لکھی جانے والی کتب کی تعداد 25 تک بھی پہنچ جاتی ہے۔<sup>(6)</sup>

السنن کے میدان اور موضوع پر تیار کی گئی صرف چھ کتابیں طبع ہوئی ہیں، سنن اربع، سنن دارقطنی اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی السنن الکبریٰ۔ ان میں سے جو باقی رہ گئی ہیں وہ خطی کتب کے خزانہ میں بند ہیں یا گم ہو چکی ہیں سابقہ آئمہ کی محنت سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے خوب استفادہ کیا ہے اور یہ بھی اس لیے کہ آپ نے ان سب کے آخر میں کام کیا ہے۔ ان آئمہ نے نہایت عمدگی سے اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا جن میں کچھ عیوب اور نقائص بھی تھے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان کبار آئمہ سے نقد و تحیص کے ساتھ مطلوبہ مواد حاصل کیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتب السنن پر صرف اکتفاء نہیں کیا بلکہ دیگر محدثین نے جدید تصنیف کے منہج پر جو کچھ لکھا تھا اسے اپنی تصنیف میں شامل کر لیا جیسے صحاح، جوامع، مسانید، مستخرجات، متدرکات اور معاجم وغیرہ ہیں۔ انہوں نے باب کی صورت میں اس جدید وسیع مواد کو اپنی تالیفات میں اکٹھا کر لیا۔

السنن الکبریٰ تمام سنن میں سے زیادہ معتبر ہے۔ یہ کتاب متون، اسانید، شواہد اور طرق پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر درجہ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور سنن کے نظام کے مطابق یہ ایک مکمل کتاب ہے۔

اس کتاب میں ایسے فقہی فوائد موجود ہیں جنہیں آثار اور احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس میں علت اور اختلاف والی احادیث کو بھی جمع کیا گیا ہے اسی وجہ سے السنن الکبریٰ سابقہ کتب سنن میں صدر مقام کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے کتب حدیث کے مراتب کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

”السنن کے موضوع میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب جیسی کوئی اور ہم نہیں جانتے۔ انہوں نے سنن ترمذی کے بعد السنن

① ایضاً

② ایضاً

③ مقدمة الضعفاء والمتروكين لموفق عبد الله: 17-46، تاريخ التراث العربي: 1/ 419-420

④ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: ص 36

⑤ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: ص 37

⑥ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: ص 37

الکبریٰ، کو چوتھا درجہ دیا ہے۔“ (1)

امام سخاوی رحمہ اللہ نے قدرے وسعت سے کام لیتے ہوئے اسے کتب سنن میں تمام پر مقدم قرار دیا ہے۔ (2)

① علوم الحدیث لابن الصلاح: ص 251

② فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث لمحمد بن عبدالرحمن سخاوی: 2 / 376 - 377



2

## فصل دوم

السنن الکبریٰ کے مراجعہ تالیف اور موضوع و  
اصطلاحات

## السنن الکبریٰ کے مراحل تالیف اور موضوع و اصطلاحات

### السنن الکبریٰ کی تصنیف کی تاریخ

یہ تو نہیں معلوم کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ کی تصنیف کب شروع کی اور نہ ہی کسی ایسے اشارہ کا پتہ چلتا ہے جو اس کا تعین کرتا ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ خود اپنے منہج کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”جب میں علم کی تلاش کے لیے نکلا تو سب سے پہلے میں نے سیدنا محمد ﷺ کی احادیث کو اکٹھا کیا اور لکھنا شروع کیا اور ان صحابہ کے آثار کو جمع کیا جو دین کے ستون تھے جن سے انہوں نے مرویات کو حاصل کیا ہوتا تھا میں ان سے سمع کیا کرتا تھا۔ حفاظ حدیث سے راویوں کے حالات معلوم کیا کرتا اور میں یہ محنت اور کوشش کرتا کہ صحیح حدیث کو ضعیف سے، مرفوع کو موقوف سے اور موصول کو مرسل حدیث سے الگ کر دوں۔“<sup>(1)</sup>

اس بات سے ہمارے لیے ممکن ہو جاتا ہے کہ ہم حدیث کو محفوظ کرنے کے اس مرحلہ کا اعتبار کر سکیں جس کا تعلق نقد و جرح سے ہے جس کے متعلق امام بیہقی رحمہ اللہ نے خود بیان کیا ہے کہ انہوں نے السنن الکبریٰ کو تیار کرنے کی ابتداء کیسے کی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن کو مکمل کرنے کے لیے طویل مدت تک اس کام کو جاری رکھا اور وہ اس کی تصنیف سے بروز سوموار 12 جمادی الثانی 432ھ کو فارغ ہوئے۔<sup>(2)</sup> یہ وہ دور ہے جب امام بیہقی رحمہ اللہ شہرت کے عروج پر تھے اور آپ کی عمر 48 سال تھی اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی یہ دوسری کتاب تھی۔ اس سے پہلے وہ نو جلدوں پر مشتمل اپنی کتاب ”المبسوط“ لکھ چکے تھے۔<sup>(3)</sup>

### السنن الکبریٰ کو تصنیف کرنے کے اسباب

امام بیہقی رحمہ اللہ نے جب اس کتاب کو تصنیف کرنا چاہا تو انہوں نے سرور کونین ﷺ کی سنتوں کو جمع کیا اور احکام شرعی کے سلسلہ میں جن کی ضرورت تھی ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کو بھی جمع کیا خواہ وہ موقوف ہو یا مقطوع ان سب کو فقہ کے ابواب کے طرز پر جمع کیا۔ درپردہ آپ کا مقصد امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کو صحیح ثابت کرنا تھا اور یہ بھی واضح کرنا تھا کہ شافعی مذہب کتاب و سنت پر قائم ہے۔ اس کے ساتھ امام بیہقی رحمہ اللہ بھی چاہتے تھے کہ وہ مذہب کی مدد کرنے سے پہلے حدیث پر کام کریں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اگر امام بیہقی رحمہ اللہ اپنا ذاتی مذہب بنانا چاہتے تو وہ ایسا کرنے پر قادر تھے، کیونکہ ان کے پاس علمی وسعت موجود تھی اور اختلاف

① معرفة السنن، والآثار لأحمد بن حسين بيهقي: 1/ 140

② معرفة السنن والآثار لأحمد بن حسين بيهقي: 1/ 142-143

③ السنن الكبرى لأحمد بن حسين بيهقي: 2/ 28

کی خوب معرفت تھی اسی وجہ سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انہوں نے صحیح حدیث پر مسائل کو روشن اور واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔“ (1)

اس لیے ہم اشارہ کریں گے کہ السنن الکبریٰ کا کتاب المبسوط، معرفة السنن و الآثار اور بیان خطأ من أخطأ علی الشافعی کے ساتھ کیسا اور کیا تعلق ہے۔ ان کتابوں کے مابین مذہب کے دفاع میں اور دلائل بیان کرنے میں باہمی مضبوط ربط پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان تمام کتابوں کا منہج ایک ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں کو عمدہ مرکزیت حاصل ہے کسی ایک پر تحقیق کر کے ان تمام سے استفادہ کرنا ممکن بن جاتا ہے۔ (2)

### السنن الکبریٰ کا موضوع

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی سنتوں پر جامع کتاب مرتب کی اور اس کا نام ”السنن الکبریٰ“ رکھا اور وضاحت کے ساتھ اس میں سنن پر احادیث جمع کیں اور صحابہ کے ان آثار کو جمع کیا جن کی ضرورت پڑتی ہے خواہ وہ آثار موقوف ہوں یا مقطوع۔ (3)

”السنن الکبریٰ“ کا موضوع احکام کی وہ احادیث ہیں جنہیں فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے پس یہی کتاب کا اصل موضوع ہے یہی وجہ ہے کہ کتاب کا عنوان اور نام اس پر دلالت کرتا ہے۔ اس کو وسعت دیتے ہوئے حدیث کی دوسری اقسام موقوف اور مقطوع کو بھی اس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حدیث کے مواد کو کتاب اور باب کے نظام کے مطابق مرتب کیا ہے اور انہوں نے ہر نص پر تنقیدی احکام میں سے اس کا مناسب فیصلہ اور حکم صادر کیا ہے۔ احکام کو ثابت کرنے کے لیے اس کے شواہد، متابعات، غریب اور معلل کو بھی جمع کر دیا اور اگر اس کا نسخ اور منسوخ مل گیا تو اس کو بھی پیش کر دیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایسا انداز اختیار کیا کہ آپ نص اور دلیل سے استفادہ کرتے ہوئے فقہی استنباط سے جرح و قدرح کرتے ہیں۔

”السنن الکبریٰ“ احکام کے ابواب کو جمع کرنے والے مسائل کے اصول اور فروع پر مشتمل ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے موضوعات کو جس طریقہ سے بیان کیا ہے اس کی کیفیت اور صورت یہ ہے:

1. کتاب الطہارۃ
2. کتاب الصلاۃ
3. کتاب الجمعة
4. کتاب صلاۃ الخوف
5. کتاب صلاۃ العیدین
6. کتاب صلاۃ الخسوف

① سیر النبلاء لشمس الدین محمد بن أحمد ذہبی : 169 / 18

② مقدمة بیان خطأ من أخطأ علی الشافعی از نایف دعیس: ص 79

③ معرفة السنن والآثار لاحمد بن حسین بیہقی: 142 / 1

④ ایضاً

- |                        |                            |
|------------------------|----------------------------|
| 7. کتاب صلاة الاستسقاء | 8. کتاب الجنائز            |
| 9. کتاب الزکاة         | 10. کتاب الصیام            |
| 11. کتاب الحج          | 12. کتاب البیوع            |
| 13. کتاب الرهن         | 14. کتاب التفلیس           |
| 15. کتاب الحجر         | 16. کتاب الصلح             |
| 17. کتاب الحوالہ       | 18. کتاب الضمان            |
| 19. کتاب الشركة        | 20. کتاب الوكالة           |
| 21. کتاب الاقرار       | 22. کتاب العاریة           |
| 23. کتاب الغصب         | 24. کتاب الشفعة            |
| 25. کتاب القراض        | 26. کتاب المساقات          |
| 27. کتاب الاجارة       | 28. کتاب المزارعة          |
| 29. کتاب احیاء الموات  | 30. کتاب الوقف             |
| 31. کتاب الهبات        | 32. کتاب اللقطة            |
| 33. کتاب الفرائض       | 34. کتاب الوصایا           |
| 35. کتاب الودیعة       | 36. کتاب قسم الفی والغنیمہ |
| 37. کتاب قسم الصدقات   | 38. کتاب النکاح            |
| 39. کتاب الصداق        | 40. کتاب القسمة والشوز     |
| 41. کتاب الخلع والطلاق | 42. کتاب الرجعة            |
| 43. کتاب الایلاء       | 44. کتاب الظہار            |
| 45. کتاب اللعان        | 46. کتاب العدد             |
| 47. کتاب الرضاع        | 48. کتاب النفقات           |
| 49. کتاب الجنایات      | 50. کتاب الدیات            |
| 15. کتاب القسامة       | 52. کتاب قتال أهل البغی    |
| 53. کتاب المرتد        | 54. کتاب الحدود            |

56	55
كتاب الاشربة	كتاب السرقة
58	57
كتاب الجزية	كتاب السير
60	59
كتاب الضحايا	كتاب الصيد والذبائح
62	61
كتاب الايمان	كتاب السبق والرمى
64	63
كتاب آداب القاضي	كتاب النذور
66	65
كتاب الدعوى والبيانات	كتاب الشهادات
68	67
كتاب الولاء	كتاب العتق
70	69
كتاب المكاتب	كتاب المدبر
	17
	كتاب عتق أمهات الأولاد

اگر 'السنن الکبریٰ' اور 'سنن ابی داؤد' کا احادیث پر لکھی جانے والی اہم کتب کے اعتبار سے موازنہ کرنا چاہیں تو کچھ اس طرح ہوگا:

1. کتابوں کی تعداد جن پر السنن الکبریٰ مشتمل ہے وہ 'سنن ابوداؤد' میں کتابوں کی تعداد سے دگنی ہے۔ 'سنن ابوداؤد' میں ان کی تعداد صرف 35 ہے۔

2. 'السنن الکبریٰ' میں کتاب الصلوٰۃ کے ابواب کی تعداد 736 ہے جبکہ سنن ابوداؤد میں 326 باب ہیں۔

3. امام بیہقی کے نزدیک سنن میں ان احادیث کی تعداد جن پر کتاب الصلوٰۃ مشتمل ہے وہ 4481 ہیں جبکہ ابوداؤد سجستانی کے نزدیک 1387 ہے۔ کتاب الجمعة والخوف والعیدین والاستسقاء والجنائز اس میں شامل نہیں ہیں اگر ان کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیں تو پھر 'السنن الکبریٰ' میں کتاب الصلوٰۃ کی احادیث کی تعداد ان احادیث کی تعداد سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے جو مکمل طور پر 'سنن ابوداؤد' میں موجود ہیں۔ 'سنن ابوداؤد' میں 2574 احادیث ہیں۔

### امام بیہقی رحمہ اللہ کی 'السنن الکبریٰ' میں خاص اصطلاحات

امام بیہقی رحمہ اللہ نے 'السنن الکبریٰ' میں عبارات کو مختصر کرنے کا طریقہ استعمال کیا ہے جو شخص امام بیہقی رحمہ اللہ کے اسلوب سے واقف نہیں تو اس کی معرفت اس پر مشکل ہو جاتی ہے:

- "حافظ ابو عبد اللہ" اس سے مراد امام بیہقی اپنے استاد محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری لیتے ہیں اور جب حدیثاً ابو عبد اللہ یا قال عبد اللہ کہتے ہیں تو اس سے مراد امام حاکم لیتے ہیں۔
- "ابو بکر ابن اسحاق" اس سے آپ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ مراد لیتے ہیں۔
- "ابو حمزہ" اس کنیت سے امام عبد اللہ بن عدی جرجانی مراد لیتے ہیں جو ابن عدی سے مشہور ہیں۔
- "علی" یا "علی بن عمر" اس سے وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ مراد لیتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی تمام تالیفات میں یہی طریقہ استعمال کیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے ہم عصر اساتذہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے کنیت اور القاب کا بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ طوالت سے بچتے ہوئے مقالہ ہذا میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی استعمال کردہ چند اصطلاحات ہی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

### السنن الکبریٰ پر تنقیدات کا سلسلہ

السنن الکبریٰ تنقید اور مواخذہ سے محفوظ نہیں کیونکہ یہ ایک انسانی عمل ہے جو صحیح اور خطا پر مشتمل ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور بے عیب ہے۔ امام علاء الدین علی بن عثمان المعروف ابن ترکمانی رحمہ اللہ<sup>(1)</sup> نے السنن الکبریٰ کے کچھ مقامات اور عنوانات پر تنقید لکھی جس کا نام ”الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی“ رکھا۔

جس کے شروع میں کہا ہے:

”یہ وہ فوائد جو میں نے حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب السنن الکبریٰ پر معلق کئے ہیں جن میں سے اکثر اس پر اعتراضات ہیں اور اس کے ساتھ بحث و مباحثے ہیں۔“<sup>(2)</sup>

الجوہر النقی مختلف اعتراضات پر مشتمل ہے اس سے امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ کی علمی گہرائی اور بیداری کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جن پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ لیکن امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ نے تنقید کی وہ اس لیے کہ ان کا تعلق حنفی مذہب کا فقہاء سے ہے جبکہ امام ابن بیہقی رحمہ اللہ کا تعلق شوافع کے بڑے آئمہ سے ہے۔

انہوں نے بہت سے ایسے مسائل بھی بیان کئے جن سے حنفیہ نے ان سے اختلاف کیا اور امام ابن ترکمانی کی تنقید بھی اس کی وضاحت کرتی ہے۔

انہوں نے چند ایسے امور پر تنقید کی ہے جن کا وجود ہی نہیں ہے وہ کہتے ہیں:

”امام بیہقی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے سترہ ایسے صحابہ کا نام لیا ہے جو نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین کرتے ہیں پھر آپ نے کبار تابعین میں سے دس کا نام لیا ہے جن کا تعلق مکہ، حجاز، عراق، شام، بصرہ اور یمن سے تھا پھر کہا کہ ہم نے ایسی حدیث کو ابو قلابہ، ابو زبیر، پھر مالک بن انس سے بیان کیا ہے۔“

ابن ترکمانی نے بیہقی پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ ابن زبیر لکھ کر اس سے عبد اللہ مراد لیتے ہیں۔<sup>(3)</sup>

یہ ابن ترکمانی کی عجیب تنقید ہے جو کہ صحیح نہیں ہے اس سے ان کا مقصد تنقید کرنا اور ملامت کرنا ہے۔ حالانکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے

① الوافی بالوفیات لصلاح الدین: 2/ 117- حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة لجلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر سیوطی: 1/ 469، تحقیق محمد أبو الفضل ابراہیم، طبعة عیسیٰ البابی الحلبي القاهرة، الطبعة الأولى 1387ھ/

1967م

② الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی لعلاء الدین علی بن عثمان ابن ترکمانی: 1/ 2، دائرة المعارف الہند 1344ھ

③ الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی لابن ترکمانی: 2/ 75

جن کا ذکر کیا ہے وہ ابو زبیر ہے ابن زبیر نہیں ان دونوں میں بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ علم رجال کے متعلق معمولی سی شدہ بدھ رکھنے والا اس فرق کو جان سکتا ہے۔ کیونکہ ابن زبیر صحابی ابن صحابی ہیں جبکہ ابو زبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی ہے جن کی تاریخ پیدائش 126ھ ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تابعین اور تبع تابعین کے چھوٹے طبقہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین کا پورا تذکرہ کرتے ہیں اسی وجہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ پر تنقید ہوتی ہے کہ وہ محمد بن طائفی کو ثقہ بیان کرتے ہیں۔ ابن ترکمانی نے کہا کہ طائفی ایک مجہول راوی ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا کہ ثقات سے مروی حدیثیں ان کی نہیں ہیں۔<sup>(1)</sup> حالانکہ امام بیہقی رحمہ اللہ امام ابو داؤد سجستانی رحمہ اللہ کی سند سے اپنی سنن میں حدیث بیان کرتے ہیں طائفی مجہول راوی ابو داؤد کے رجال میں سے ہے۔ امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ نے جانچ پڑتال سے قبل تنقید کی۔ کیونکہ انہوں نے محمد بن سعید طائفی اور ابو سعید مؤذن جو صدوق اور ثقہ ہے کے مابین فرق نہیں کیا ان سے کتب صحاح ستہ میں سے کسی ایک نے بھی روایت نہیں کی ہے۔<sup>(2)</sup>

① الجوہر النقی لابن ترکمانی: 173-174

② تہذیب التہذیب: 9/191، تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی: 2/165، تحقیق: عبدالوہاب عبداللطیف،

دارالمعرفة بیروت 1395ھ! 1975م۔

3

## فصل سوم

السنة الكبرى کا منہج



## السنن الکبریٰ کا منہج

### امام بیہقی رحمہ اللہ اور منہج کتاب

ہر وہ شخص جو امام بیہقی رحمہ اللہ اور ان کے علمی آثار سے مکمل یا معمولی دلچسپی رکھتا ہے وہ جان جائے گا کہ امام بیہقی ایک علمی منہج والے شخص تھے۔ انہوں نے اپنی تصانیف کو بھی قاعدہ، قانون اور اصول کے تحت تشکیل دیا ہے۔ یہ علمی منہج انہیں اپنی تالیف شروع کرنے سے پہلے ممتاز بنا دیتا ہے۔

امام بیہقی نے اپنی تالیفات کو ایک مرکز کے پروگرام پر ظاہر کیا جس پر وہ ”المدخل“ کا اطلاق کرتے ہیں اور وہ ان مدخل میں اپنے اہداف اور مقاصد کی تدوین کرتے ہیں۔ نصوص کی تمیز اور تخصیص میں رد اور قبول کے اعتبار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں ان اصول و قوانین کے دلائل کی سفارش کی جاتی ہے جس سے آپ کے منہج کی توثیق ہو جاتی ہے۔

گویا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا اثر ”المدخل“ کے نظام پر صادر ہوتا ہے اور آپ کے علمی عمل کی اہمیت آپ کے استاد امام حاکم کی طرف سے ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب ”الاکلیل“ کے لیے مدخل کو وضع کیا۔<sup>(1)</sup>

### السنن الکبریٰ کا منہج

#### تنظیمی منہج

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

”میں اہل حدیث کے طور طریقے پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی کتاب میں جو بھی حکایات اور مسانید کو داخل کروں تو ان کو سند کے

ساتھ ہی بیان کروں۔“<sup>(2)</sup>

اس لیے امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں جو بھی حدیث، اثر یا حکایت کو درج کرتے ہیں تو اس کی سند کو بھی ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لیے اپنی کتاب میں اسانید کا استعمال کرنا ایک وسیع منہج پر موقوف ہے کبھی وہ ایک سند کے سانچے میں متعدد اسانید کو بھی جمع کر لیتے ہیں۔

### متون میں الفاظ کی مختلف حالتوں کے معانی سے وضاحت

متن میں آپ کا منہج الفاظ کے اختلاف کا انکشاف کرنا ہے۔ غریب کو بیان کرنا، تصحیف، اضطراب اور اس کے معلول ہونے پر تنبیہ

① الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة المشرفة لمحمد بن جعفر کتانی: 21

② بیان خطاً من أخطأ علی الشافعی لأحمد بن حسین بیہقی: ص 81

کرنا ہے۔ امام بیہقی احادیث کے معانی کو بھی بیان کرتے ہیں اور اس سے احکام کا استنباط بھی کرتے ہیں۔

### متون کے موضوعات کی فقہی ترتیب

امام بیہقی نے 'السنن الکبریٰ' میں متن کے موضوعات کو فقہی ابواب کے مطابق منظم کیا ہے۔ 'السنن الکبریٰ' کو متعدد کتب پر تقسیم کیا مثلاً کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ پھر کتب کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا وہ ابواب کہلاتے ہیں۔ مثلاً جماع ابواب الحدیث، جماع ابواب ما یوجب الغسل پھر امام بیہقی رحمہ اللہ فصول میں سے ہر فصل کے تحت بہت بڑی تعداد میں ابواب لاتے ہیں اور یہ ابواب احادیث پر مشتمل ہوتے ہیں۔ انہوں نے ان ابواب کو بھی احادیث سے اخذ کیا ہے۔ اگرچہ ادنیٰ سے بھی مناسبت کیوں نہ پائی جاتی ہو۔

### حدیث کی صحت کی وضاحت

امام بیہقی رحمہ اللہ کو حرص یہ تھا کہ وہ احکام کی احادیث کے لیے ایک ایسی جامع کتاب بنائیں جس میں تمام درجات کی احادیث یا آثار کو جمع کر دیں اور صحت کے اعتبار سے ان میں تمیز کر دیں۔ کیونکہ وہ خود بھی صحیح حدیث کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور ضعیف کی بھی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ اس سے بچا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”میں نے یہ حدیث دو ضعیف سندوں سے روایت کی ہے ان میں سے ایک مرسل اور دوسری موصول ہے۔“ (1)

یا پھر کہتے ہیں :

”اس مسئلہ میں دو ایسی ضعیف حدیثیں ہیں ان جیسی احادیث سے حجت نہیں لی جاسکتی۔“ (2)

یا پھر کہتے ہیں :

”اس میں دو ایسی ضعیف احادیث ہیں میں نے اختلاف کی وجہ سے ان کو بیان کیا ہے۔“ (3)

### حدیث کو مکرر لانا

امام بیہقی رحمہ اللہ فقہی فوائد کے لیے حدیث کا تکرار کرتے ہیں اور اسے باب میں بیان کرتے ہیں۔ (4) یاسند کی بلندی کے لیے بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا منہج استدلال کی بنیاد پر قائم رہتا ہے باب میں نص کو صرف اس لیے بیان کرتے ہیں کہ استدلال کا مقصد ہدف کے پیچھے ایک دوسرا ہدف بھی موجود ہوتا ہے۔

① السنن الکبریٰ للبیہقی: 3/ 128، 6/ 309

② السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/ 222

③ أيضا: 2/ 96

④ أيضا: 2/ 455-254، 2/ 105

## نقدی منہج

## 1. معلل ابواب کی تنقیدی وضاحت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے 'السنن الکبریٰ' کی تصنیف میں ایسا منہج اختیار کیا جس میں وہ معلل ابواب کے طریقہ پر چل پڑے وہ طرق حدیث کو وسیع تنقید کے ساتھ لاتے ہیں۔<sup>(1)</sup> شاید وہ اس منہج میں امام ترمذی سے متاثر ہوئے کیونکہ انہوں نے اس کی بنیاد رکھی۔<sup>(2)</sup> لیکن مسانید معللہ کے موضوع پر علی بن مدینی، یعقوب بن شبیبہ نے کتابیں تصنیف کیں۔<sup>(3)</sup> اس منہج کی بنیاد پر امام بیہقی رحمہ اللہ ضعیف حدیث کو بیان کرتے ہیں اس لیے بیان کیا کہ حدیث میں جو بھی علت پائی جاتی ہے اس کا انکشاف آسان بن جائے اور صحیح حدیث نمایاں ہو جائے۔

## تطبیقی منہج

امام بیہقی رحمہ اللہ نے تنقید کی صفت میں تطبیقی منہج کو استعمال کیا ہے۔ ان کے نقد میں شواہد، امثلہ اور براہین پائے جاتے ہیں۔ آپ کو منہج تطبیقی سے شغف تھا لہذا آپ نے ایک ہی وقت میں ایجاز و اختصار پر بھی اجتہاد کر دیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے موقوف حدیث کو بھی بیان کر دیا خصوصاً جن کا تعلق جرح اور تعدیل سے ہے۔

① السنن الکبریٰ: 9 / 403

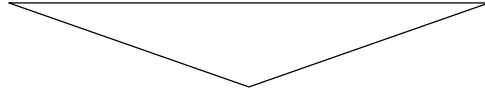
② شرح علل الترمذی لأبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد ابن رجب: ص 73، تحقیق صبحی جاسم حمید، مطبعة العانی بغداد

③ ایضاً



## باب سوم

السَّنَنِ الْكُبْرَىٰ مِیْنِ حَدِیْثُ كَے رَوَاۤیْتِی وَ دَرَاۤیْتِی  
اصولوں كا استعمال



فصل اول رَوَاۤیْتِی اصول

فصل دوم دَرَاۤیْتِی اصول (داخلی نقد)



# فصل اول

روایتی اصول

## روایتی اصول

### مر فوع اور اس کے متعلقات

#### 1. مر فوع کی تعریف

مر فوع حدیث وہ قول، فعل، تقریر، خلقی یا خلقی وصف ہے جس کی خاص طور پر نبی ﷺ کی طرف نسبت کی گئی ہو چاہے اس کی سند متصل ہو یا منقطع۔<sup>(1)</sup>

اور اسی تعریف کے مطابق مسند میں اتصال سند کی قید ہے یعنی اس کی سند متصل ہوتی ہے اور مر فوع میں اتصال سند کی قید نہیں تو مر فوع میں مرسل، منقطع اور اس طرح کی انواع داخل ہو جاتی ہیں۔<sup>(2)</sup>

ہاں جب بعض محدثین مر فوع مرسل کے مقابلے میں بولتے ہیں تو وہ اس سے مراد مر فوع متصل لیتے ہیں۔<sup>(3)</sup>

#### 2. مر فوع میں امام بیہقی کی مہارت

”السنن الکبریٰ“ مر فوع حدیث کی تمام انواع پر مشتمل ہے اور وہ مر فوع قولی، فعلی، تقریری اور وصفی ہیں۔ ”سنن کبریٰ“ سے مر فوع کی ان تمام علوم کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

#### اولاً: مر فوع قولی

کوئی راوی حدیث بیان کرتے وقت کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح یا ایسے فرمایا ہے اور اس کے شواہد میں سے وہ حدیث ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند متصل سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

”البرکۃ فی نواصی الخیل“،<sup>(4)</sup>

”گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے“

#### ثانیاً: مر فوع فعلی

راوی یہ کہے کہ میں نے رسول ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا یا فلاں کام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کے شواہد میں سے

① تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی لجلال الدین سیوطی عبدالرحمن بن أبی بکر: 1/ 83، منهج النقد فی علوم

الحديث لنور الدين عتر: 325-326، التعليقات الأثرية على المنظومة البيقونية لعلي حسن علي عبد الحميد: 13، المكتبة

الاسلامية عمان، الطبعة الأولى، 1403ھ/1982م

② شرح الألفية للسيوطي، محي الدين عبد الحميد: ص 61

③ علوم الحديث لابن الصلاح: 45

④ السنن الكبرى: 6/ 229

وہ حدیث ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی متصل سند کے ساتھ روایت کی اور انہوں نے کہا:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ ضَطَّحَ“ (1)

”بے شک نبی ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو لیٹ جاتے تھے۔“

اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہی فعل آپ ﷺ کے قول سے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے محمد بن ابراہیم نے ابو صالح سے اور اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا فعل بیان کیا ہے اور آپ کا قول بیان نہیں کیا۔

پھر انہوں نے وہ فعل نبوی اپنی مکمل سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور آخر میں کہا ہے کہ یہ فعل نبوی قول نبوی کی بنسبت زیادہ محفوظ ہے۔ کیونکہ یہ فعلی حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی باقی روایت کے موافق ہے۔ (2)

اور ہم اس جگہ مرفوع حدیث اور اس کی انواع کو مشکف نیز ان میں سے محفوظ کو شاذ سے ممتاز کرنے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت و توجہ کی ایک جھلک واضح طور پر دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے اس جگہ پر مرفوع قولی کی خبری نام رکھنے کی صراحت کی ہے اور مرفوع خبری اور مرفوع فعلی کے درمیان امتیاز کیا ہے۔

### ثالثاً: مرفوع تقریری

راوی یہ کہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں فلاں کام کیا گیا تھا پھر وہ راوی یہ ذکر نہ کرے کہ نبی ﷺ نے اس کام کا انکار کیا تھا یا برا منایا تھا اور اس کی مثالوں میں وہ حدیث ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے باب التیمم فی السفر إذا خاف الموت أو العلة من شدة البرد میں اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غزوہ ذات السلاسل میں ٹھنڈی رات میں مختلم ہو گیا تو میں ڈرا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا تو میں نے تیمم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی تو انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتادی تھی تو آپ نے کہا: اے عمرو! تو نے جنات کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی ہے تو میں نے آپ کو اس کی وجہ بتادی تھی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (3)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور مجھے کچھ نہیں کہا۔ (4)

### رابعاً: مرفوع وصفی

① صحیح البخاری کتاب التجهد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد الصلاة، سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما

جاء في الإضطجاع بعد ركعتي الفجر

② السنن الکبریٰ: 3/ 44- 45

③ سورة النساء 4 : 29

④ السنن الکبریٰ: 1/ 225

راوی یہ کہے کہ رسول ﷺ کا وصف اس طرح کا تھا چاہے وصف خلقی ہو یا طبعی ہو یا خصوصی اور یہ سب اوصاف اس مرفوع و صغی میں داخل ہیں۔

### الف: وصف خلقی

اس کی مثال دلائل النبوة میں وارد باب صفۃ قائمہ رسول اللہ ﷺ میں علی بن ابی طالب کا یہ قول ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالقصیر ولا باللطویل<sup>(1)</sup>

”رسول اللہ ﷺ نہ تو چھوٹے قد کے تھے اور نہ ہی لمبے قد کے تھے۔“

اور انہوں نے ابوالطفیل کی حدیث سے یہ بات ذکر کی ہے کہ ان کے ساتھیوں نے ان سے نبی ﷺ کے وصف کے متعلق دریافت کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا۔

”کان أبيض ملیح الوجه“<sup>(2)</sup>

”آپ ﷺ سفید تھے اور آپ کا چہرہ حسین تھا۔“

### ب۔ وصف خلقی

اس کی مثال ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الشہادات میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أشد حياء من العذراء فی خدرها وکان إذا کره شئنا عرفناه فی وجهه“<sup>(3)</sup>

”رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے اور آپ کو کوئی شے ناخوشگوار محسوس ہوتی تھی تو ہم اس کے

آئثار آپ کے چہرہ میں پہچان جاتے تھے۔“

اور انہوں نے کتاب السیر میں انس بن مالک کا یہ قول اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ:

”کان رسول اللہ أحسن الناس وکان أجود الناس وکان أشجع الناس“<sup>(4)</sup>

”رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔“

یہ حدیث بیک وقت دونوں وصفوں یعنی وصف خلقی اور وصف خُلقی، وصف حسن اور وصف شجاعت و سخاوت پر مشتمل ہے۔

### ج۔ نبی ﷺ کا طبعی و فطری وصف

اس کے شواہد میں سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ بیان ہے جو امام بیہقی نے کتاب الحج میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

① دلائل النبوة لأحمد بن حسين بيهقي: 1/ 251

② أيضا: 1/ 204 - 205

③ السنن الكبرى: 1/ 196

④ السنن الكبرى: 9/ 170



”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الطیب و لا یحب ریح الحناء“<sup>(1)</sup>

”رسول اللہ ﷺ خوشبو پسند فرماتے تھے اور مہندی کی بو آپ کو پسند نہ تھی۔“

اور اسی سے ہے آپ ﷺ کا کدو کو پسند کرنا<sup>(2)</sup> میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرمانا<sup>(3)</sup> اور حلال جانور مثلاً بکری کے بازو کا گوشت پسند فرمانا<sup>(4)</sup> اور ان کے علاوہ دیگر پاکیزہ اشیاء کو۔

### د۔ خصوصیات نبی ﷺ

یہ وہ خصوصیات ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہیں آپ کے علاوہ کسی کے لیے موزوں نہیں۔

اور مرفوع حدیث کی اس قسم کے لیے امام بیہقی رحمہ اللہ نے جامع باب قائم کیا ہے جو کہ ایک سوا حدیث پر مشتمل ہے اس میں نبی ﷺ کی خصوصیات کی انواع کی تفصیل ذکر کی ہے اور اس باب کے درمیان ضمنی بحث کی خاطر ایک باب یہ بھی منعقد کیا ہے کہ:

”باب الدلیل علی أنه صلی اللہ علیہ وسلم لا یقتدی بہ فیما خُصَّ بہ، ویقتدی بہ فیما سواہ“<sup>(5)</sup>

”اس بات کی دلیل کہ نبی ﷺ کی خصوصیات میں آپ کی اقتداء نہیں کی جاتی اور آپ ﷺ کی خصوصیات علاوہ دوسرے

کاموں میں آپ کی پیروی کی جاتی ہے۔“

اور من جملہ ان خصوصیات کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے چار سے زائد عورتوں سے نکاح کیا تھا اور یہ آپ کے لیے جائز تھا اور آپ کی امت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس میں آپ کی اقتداء کریں۔<sup>(6)</sup> اپنے نفس کو بہہ کرنے والی عورت آپ ﷺ کے لیے حلال ہے۔<sup>(7)</sup>

آپ کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ ازواج مطہرات مؤمنین کی مائیں ہیں اور آپ کے بعد جہانوں میں سے کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ نکاح کرے۔<sup>(8)</sup>

ان کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات ہیں۔ امام بیہقی نے مرفوع احادیث کے ساتھ ان کی دلیلیں ذکر کی ہیں۔

یہ بحث اپنے عموم کے ساتھ اپنی حدیثی مہارت کی جدت و ندرت کے ساتھ متصف ہے جس میں نہایت گہری نظر استعمال کی گئی

① السنن الکبریٰ: 61-62

② مسند أحمد: 3/274

③ فتح الباری لابن حجر: 9/374-378

④ مسند أحمد: 2/331

⑤ السنن الکبریٰ: 7/75

⑥ السنن الکبریٰ: 7/54

⑦ السنن الکبریٰ: 7/55

⑧ السنن الکبریٰ: 7/69

ہے۔ متن کے متعلق یہ بحث تو اس اعتبار سے تھی کہ اس کا تعلق اس کے قائل کے ساتھ ہے یعنی مرفوع حدیث کا قائل یا فاعل رسول اللہ ﷺ ہوتے ہیں اور اس میں آپ ہی کا وصف بیان کیا گیا ہوتا ہے نیز آپ ہی کا سکوت اور عدم انکار ذکر ہوتا ہے۔ مرفوع حدیث کو مرفوع بیان کرنے کے اعتبار سے تو یہ امام بیہقی کی مہارت کی اصل بنیاد ہے اور یہی ان کی کتاب 'السنن الکبریٰ' کی روح ہے اور وہ حدیثی فنون و صناعات کے تمام علوم پر مشتمل ہے۔

### موقوف اور اس کے متعلقات

#### 1. تعریف اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا اہتمام

##### حدیث موقوف

وہ قول، فعل یا تقریر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف کی گئی ہو اسی پر توقف ہو گیا ہو اور آگے نہ بڑھایا گیا ہو یعنی نبی ﷺ تک اسے نہ پہنچایا گیا ہو۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے متن کی اس قسم کی طرف توجہ مبذول کی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں اسے ذکر کرنے میں بڑی وسعت سے کام لیا ہے اور اس کے استعمالات میں تقن و تنوع اختیار کیا ہے یہ کام کوئی بلا ارادہ اور اتفاقی نہیں تھا بلکہ یہ اہم کام ان کی خاص توجہ کا نتیجہ تھا جو انہوں نے موقوفات کو جمع کرنے کی طرف قصداً کی تھی اور اس کتاب میں انہیں استعمال کیا تھا۔ کیونکہ وہ خود کہتے ہیں :

”میں نے اللہ عز و جل کی مدد کے ساتھ مصطفیٰ ﷺ کی سنن (احادیث) اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے انار جن کی ہمیں ضرورت تھی کی تخریج کی۔“<sup>(2)</sup>

اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ وہ بعض ابواب میں موقوفات کو مرفوعات سے بھی زیادہ ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہاں ان کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے نیز وہ وہاں قوت و اعتبار میں مرفوع سے مقدم ہوتی ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبہات میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس باب میں بارہ نصوص ذکر کی ہیں ان میں تین مرفوع ہیں اور بقیہ نو تمام تر صحابہ پر موقوف ہیں<sup>(3)</sup> اور انہوں نے ان موقوفات کو نقد و درایت کے بغیر ہی ذکر نہیں کر دیا بلکہ وہ ان کے متون اور اسانید کے حال کو بھی بیان کرتے ہیں اور ان کے حالات کے مطابق جو حکم ہے وہ بھی صادر فرماتے ہیں۔

#### 2. السنن الکبریٰ میں موقوف کے نام کا استعمال

امام بیہقی رحمہ اللہ نے متن کی اس قسم کا نام موقوف ہی لیتے ہیں جیسا کہ یہ محدثین کے ہاں عام متعارف ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں یہ

① علوم الحدیث لابن الصلاح: ص 46

② معرفة السنن والآثار للبيهقي: 1/ 142

③ السنن الكبرى: 8/ 238-239

حدیث موقوف ہے اور کبھی وہ فقہاء کی اصطلاح میں اس کا نام لیتے ہیں یعنی لفظ ”الاثَر“ بولتے ہیں۔

اس نوع کو موقوف کہنے کے شواہد میں سے عبد اللہ بن عمر کی وہ حدیث ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ”انہوں نے ایک ایسا شخص دیکھا جو دو رکعتیں پڑھ رہا تھا اور مؤذن اقامت کہہ رہا تھا تو انہوں نے اسے کنکمر مارا اور کہا کہ کیا تو صبح کی چار رکعتیں (فرض) پڑھ رہا ہے۔“

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ذکر کرنے کے بعد کہا ”موقوف ہے۔“ (1)

اور کتاب الایمان، باب صلوٰۃ الاستثناء بالیمین میں انہوں نے عبد اللہ بن عمر کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ ”جب کوئی شخص قسم کھائے اور ساتھ ان شاء اللہ کہے اور ان شاء اللہ کے ساتھ اگلا کلام ملائے پھر وہ قسم کے ساتھ کلام کرے تو وہ حاش نہیں ہوگا۔“

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد کہا کہ یہ موقوف ہے (2) اور اس پر شواہد بکثرت ہیں۔

رہا ان کا موقوف حدیث کو اثر نام دینا تو ان کی کتاب ’السنن الکبریٰ‘ میں اس کی مثال موجود ہے۔

مثال: کتاب الصلوٰۃ، باب تحلیل الصلوٰۃ بالتسلیم میں انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے۔

”مفتاح الصلوٰۃ الکبیر، وانقضاءها التسلیم، إذا سلم الإمام فقم إن شئت“

”نماز کی چابی اللہ اکبر کہنا ہے اور اس کا اختتام سلام پھیرنا ہے، جب امام سلام پھیرے پس تم کھڑے ہو جاؤ جو تم چاہو۔“

اس کو ذکر کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول یہ صحیح اثر ہمارے قول کی صحت پر

دلائل کرتا ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے باب من کرة الصلوٰۃ الیٰ نائم أو متحدث میں کہا ہے کہ اس باب میں زیادہ صحیح اثر وہ ہے جس کی خبر

ہمیں حافظ ابو عبد اللہ اور سعید بن ابی عمرو نے دی ہے اور انہوں نے اپنی اس سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ

”ستونوں کے درمیان صف بندی نہ کیا کرو جب تیرے سامنے کوئی قوم جھگڑا کر رہی ہو یا کھیل رہی ہو تو اس کی طرف منہ کر کے

نماز نہ پڑھا کرو۔“

پھر کہا کہ یہ موقوف ان لوگوں کے متعلق ہے جو نمازی کے سامنے جھگڑا کر رہے ہوں اور وہ نمازی ان آوازوں اور کلام کے

سننے کی وجہ سے وہ اپنی نماز کے خشوع سے غافل ہو رہا ہو۔ (4)

اس جگہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں اصطلاحوں کا استعمال کیا ہے یعنی ’موقوف‘ اور ’اثر‘ اور ان کے اس عمل سے میرے لیے

① السنن الکبریٰ: 2/ 483

② السنن الکبریٰ: 10/ 47

③ السنن الکبریٰ: 2/ 173 - 174

④ السنن الکبریٰ: 2/ 279

یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ جب فقہاء کے نام رکھنے اور نصوص کی فقہی تقسیم کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں تو اس پر اسم 'اثر' کا اطلاق کرتے ہیں البتہ جب وہ خالص حدیثی پہلو سے گفتگو کرتے ہیں تو اس پر محدثین کی اصطلاح میں اسم 'موقوف' کا اطلاق کرتے ہیں۔ امام ابوالقاسم فورانی نے جو کہ کبار فقہائے خراسان میں سے ہیں۔

اسم اثر کے موقوف بولنے پر صراحت کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ خبر وہ ہے جو نبی ﷺ سے مروی ہے اور اثر وہ ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔<sup>(1)</sup>

### السنن الکبریٰ میں موقوف کا فن

امام بیہقی رحمہ اللہ نے موقوف حدیث کے ساتھ مرفوع جیسا ہی معاملہ کرنے کی طرف دھیان کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بقدر مناسب اس کی طرف توجہ کی اور اس کا اہتمام کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے موقوفات کی تلاش، تحصیل اور اس کی اسانید کو جمع کرنے میں سخت محنت و مشقت سے کام لیا اور انہوں نے علم کے ابواب میں انہیں ان کی مناسب جگہ رکھا اور درج کیا۔ ہر متن کو اس کے مناسب مقام پر ذکر کیا پھر صرف ذکر ہی نہیں کیا بلکہ ان کی اسانید میں بھی غور کیا اور ان میں سے قوی و ضعیف اور متصل و منقطع کو واضح کیا اسی طرح انہوں نے ان متون کے استعمال میں اپنی مہارت کا اظہار کیا چنانچہ وہ کبھی انہیں مد نظر رکھتے ہوئے مرفوعات کو معلول قرار دیتے ہیں اور کبھی انہیں ان پر ترجیح دیتے ہیں۔

### السنن الکبریٰ میں موقوف حدیث کی اقسام

السنن الکبریٰ میں موقوفات کی بہتات بھی امام بیہقی کے ان کی تحقیق و تنقید، ترتیب اور ان کے حکم لگانے کے آگے رکاوٹ نہیں بنی۔ چنانچہ وہ کسی پر صحت کا حکم لگاتے ہیں اور کسی پر حسن ہونے کا اور کبھی کسی کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ ایک ایسا کام ہے کہ نصوص پر اعتماد کرنے یا انہیں ترک کرنے اور ان سے اعراض کرنے میں اس کی انتہائی اہمیت ہے اور علم حدیث کا یہی مقصود اعظم ہے۔ کیونکہ یہی وہ ہے کہ جس کی وجہ سے صحیح کو ضعیف مشہور کو غریب سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

### الف۔ موقوف صحیح

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الضحایا، باب مایکل ویجرم الحیوانات میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول روایت کیا ہے کہ

”جس دن بیت المقدس جلایا گیا تھا اس دن چھپکلیاں اپنے منہ کے ساتھ آگ کو پھونک مارتی تھیں اور چگاڈا اپنے پروں کے ساتھ

آگ بجھاتا تھا۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول روایت کیا ہے کہ مینڈکوں کو قتل نہ کیا کرو۔ کیونکہ ان کا ٹرانا تسبیح ہے اور چگاڈا کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ جب بیت المقدس کو جلایا گیا تھا اور اس نے دعا کی تھی کہ اے میرے رب! مجھے سمندر پر مسلط کر دے تاکہ میں اسے خراب کرنے والوں کو غرق کر دوں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ چگاڈڑ کے متعلق یہ دونوں موقوف ہیں اور ان کی سند صحیح ہے۔<sup>(1)</sup> اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ آدمی کا حسب اس کا دین ہے اس کی مروت اس کا خلق ہے اور اس کا اصل اس کا عقل ہے۔ اور اس کے بعد کہا ہے کہ اس موقوف کی اسناد صحیح ہے۔<sup>(2)</sup>

### ب۔ موقوف حسن

اس کی مثالوں میں سے وہ ہے جو انہوں نے کتاب الجنائز ”باب إهالة التراب في القبر بالمساحي والأیدی“ میں ابو امامہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا تو اسے کوئی نیکی نہیں پہنچی مگر یہ کہ اس نے ایک قبر پر تین مٹھیاں مٹی کی ڈالی تھیں اس نیکی کی وجہ سے اس کے گناہوں کی مغفرت ہو گئی تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا درجہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ موقوف حسن ہے۔<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حسن ہونے کا حکم اس لیے لگایا ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں نعیم بن حماد خزاعی ہے اور وہ صدوق ہے، بہت خطا کرتا ہے۔ احمد، ابو حاتم اور ایک روایت میں ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے جبکہ امام نسائی اور ایک روایت میں یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف کہا ہے<sup>(4)</sup> اور اس سند کے بقیہ رواۃ ثقہ ہیں۔

### ج۔ موقوف ضعیف

اس کی مثالوں میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے جو انہوں نے کتاب الصدقات ”باب من قال لا يخرج صدقة قوم منهم من بلدهم، وفي بلدهم من يستحقها“ میں روایت کیا ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ نہ نکالی جائے مگر قرابت دار کے لیے۔

اور اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ یہ موقوف ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔<sup>(5)</sup> امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف اس لیے کہا ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں سوار بن مصعب ہمدانی ہے اور وہ منکر الحدیث ہے آئمہ نے اسے متروک کہا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں کسی اور جگہ میں اس راوی پر حکم لگایا ہے۔<sup>(6)</sup>

کئی دفعہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ موقوف کی سند میں واقع القطاع کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی مثالوں میں ایک عمر

① السنن الکبریٰ: 318 / 9

② السنن الکبریٰ: 195 / 10

③ السنن الکبریٰ: 41 / 3

④ المغني في الضعفاء لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي: 700 / 2، تحقيق نور الدين عتر

⑤ السنن الکبریٰ: 7 / 10

⑥ السنن الکبریٰ: 252 / 2

بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو انہوں نے کتاب الحدود ”باب درء الحدود بالشبہات“ میں روایت کیا ہے کہ جب تم ہمارے پاس حاضر ہو کرو تو تم سے جتنا ہو سکے۔ معافی کا سوال کیا کرو کیونکہ میں تمہیں معاف کرنے میں خطا کر جاؤں تو یہ میرے نزدیک تمہیں سزا دینے میں غلطی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ منقطع اور موقوف ہے۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے انقطاع کے ساتھ معلول قرار دیا ہے۔ کیونکہ صالح بن صالح بن جی ہمدانی نے اپنے شیخ کا نام نہیں لیا بلکہ اسے اپنے قول بلغنی اور بلغنا ان عمر۔۔ کے ساتھ مبہم رکھا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایسی بہت سی اسانید کو انقطاع کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے جن میں راوی نے حدثنی رجل من أهل البصرة اور شیخ من قریش کہا ہو۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اسے مجہول العین والحال سمجھتے ہیں اسی لیے وہ سند پر منقطع ہونے کا حکم لگادیتے ہیں۔<sup>(2)</sup>

### موقوف حدیث کا حکم

امام بیہقی رحمہ اللہ نے قوت کے اعتبار سے اپنا موقف چند طبقات پر بیان کیا ہے۔

پہلا طبقہ	کتاب اللہ
دوسرا طبقہ	سنت رسول ﷺ
تیسرا طبقہ	اجماع جب کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہ ہو
چوتھا طبقہ	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی یہ بات کہے کہ ہم ان میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں پاتے
پانچواں طبقہ	صحابہ کرام کا اختلاف
چھٹا طبقہ	ان طبقات میں سے کسی پر قیاس کرنا

جب کتاب و سنت موجود ہو تو ان کو ترک کر کے کسی اور دلیل کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا اور علم تو اعلیٰ دلیل ہی سے لیا جائے گا اور ان دلیلوں میں سے جو سابقہ طبقہ ہے اس کی اتباع اس کے بعد والی حجت کی اتباع سے زیادہ اولیٰ ہے۔<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ موقوف کے تمام پہلوؤں اور جزئیات کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں اور موقوف کی یہ انواع صرف ذکر ہی نہیں کیں بلکہ انہیں حدیثی فنون اور فقہی استنباطات کے ساتھ آراستہ کیا ان کی کتاب میں اتنا وسیع مقدار میں مواد کا ہونا بھی اس کی تحقیق و چھان بین کرنے اور سند و متن کے اعتبار سے ان پر احکام جاری کرنے کے آگے رکاوٹ نہیں بنا بلکہ امام بیہقی نے یہ تحقیقی کام پوری طرح سر انجام دیا۔

① السنن الکبریٰ: 238 / 8

② السنن الکبریٰ: 54 / 4، 31 / 3

③ المدخل إلى السنن الکبریٰ: ص 109 - 111

## مقطوع اور اس کے متعلقات

## تعریف

مقطوع حدیث سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی تابعی کی طرف منسوب کیا جائے خواہ تابعی بڑا ہو یا چھوٹا اور اس کی جمع مقاطع اور مقاطع آتی ہے۔<sup>(1)</sup>

## السنن الکبریٰ میں مقطوع کا فن

امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب السنن الکبریٰ مقطوع حدیث کے بارے میں اہم مصادر میں سے سمجھی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کا وافر اہتمام کیا اور اس کے جمع کرنے اور اسے تصنیف کرنے میں نہایت توجہ دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے تابعین کے اقوال سے استشہاد میں انتہائی وسعت سے کام لیا ہے اور ان کے استعمالات میں کئی طریقے اختیار کئے ہیں اور انہوں نے اس باب میں صحیح ترین متن پر اعتماد کیا ہے۔

## باب کی حدیث کو مضبوط اور قوی کرنے میں مقطوعات کا استعمال

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب السرقة کے باب غرم السارق میں سمرہ بن جندب کی یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ:

”علی الید ما أخذت حتی تؤدیہ“

پھر اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کا ایک اور طرق بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ الحاکم نے دی ہے پھر عبد الرحمن بن عوف کی مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ

”لا یغرم السارق إذا أقیم علیہ الحد“<sup>(2)</sup>

ایک اور روایت میں ہے لا یغرم صاحب السرقة<sup>(3)</sup> پھر اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کئی ایک علل کی بناء پر معلول قرار دیا ہے ان میں سے ایک اضطراب ہے، ایک انقطاع ہے اور ایک اس کے کسی راوی کا مجہول ہونا ہے پھر یہ روایت لائے ہیں کہ

”کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے مال میں سے اس کے دل کی خوشی کے بغیر لے۔“<sup>(4)</sup>

اس کے بعد انہوں نے دو مقطوع اثر بیان کیے ہیں۔

ایک تو حسن بصری کا ہے اور ایک ابراہیم نخعی کا

حسن کہتے ہیں کہ

① علوم الحدیث: ص 47

② السنن الکبریٰ: 3/ 182 - 183

③ سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعلیق ید السارق فی عنقه

④ السنن الکبریٰ: 8/ 277



”چور نے چوری کی ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور وہ مسروقہ مال کا ضامن بھی ہو گا۔“

اور ابراہیم نخعی کہتے تھے کہ

”چور مسروقہ مال کا ضامن ہو گا چاہے اس نے وہ مال ضائع کر دیا ہو یا نہ ضائع کیا ہو اور اس کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا۔“<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس عمل سے اس جگہ یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ اس باب میں وارد مرفوع حدیث کو ضعیف قرار دینے کی طرف مائل ہیں اور وہ وہی حدیث ہے جو ابھی ذکر ہوئی اور انہوں نے اس باب کے شروع میں ذکر کی ہے کہ ”ہاتھ نے جو کچھ پکڑا ہو وہ اس کے ذمہ ہوتا ہے جب تک اس کو ادا نہ کر دے۔“

کیونکہ یہ حدیث سمرہ بن جندب سے بطریق حسن بصری مروی ہے اور اکثر حفاظ حدیث حسن بصری کا سمرہ بن جندب سے عقیقہ کی حدیث کے علاوہ سماع ثابت نہیں سمجھتے اور حسن نے اس حدیث میں سمرہ سے سماع کی صراحت کی ہے۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی ’سنن کبریٰ‘ کی مختلف مناسبات میں اس کی صراحت کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ اکثر اہل علم نے سمرہ سے حسن بصری کی روایت سے بے رغبتی کی ہے اور بعض اس طرف بھی گئے ہیں کہ حسن نے سمرہ سے عقیقہ کی حدیث کے علاوہ کچھ نہیں سنا پھر اس کے بعد اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا۔ ابن معین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حسن نے سمرہ سے کچھ نہیں سنا بلکہ سمرہ کی کتاب سے بیان کرتے تھے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ علی بن مدینی تو یہ کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا سمرہ بن جندب سے سماع ثابت ہے۔<sup>(3)</sup> اسی سے پتہ چل رہا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ مرفوع حدیث کو ضعیف قرار دے رہے ہیں اور وہ ان کے پلڑے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے سمرہ سے نہیں سنا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے مد مقابل آنے والی حدیث اس سے بھی سخت ضعیف ہے تو انہوں نے باب کی حدیث کو مقطوع احادیث کے ساتھ مضبوط کیا جو ان کے لیے میسر تھیں تاکہ وہ ان کے ذریعے حسن بصری رحمہ اللہ والی مرفوع حدیث کو تقویت پہنچائیں اور اس کا اپنے معارض آنے والی حدیث پر رائج ہونا ثابت کریں تو اسی لیے انہوں نے حسن بصری اور ابراہیم نخعی کا قول نقل کیا ہے۔

### مقطوعات کا اقسام

السنن الکبریٰ میں مقطوعات کی درج ذیل اقسام ہیں:

#### الف۔ مقطوع قولی

اس کی مثال وہ ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الجنایات باب ایجاب القصاص علی القاتل دون غیرہ میں تابعی طلق بن حبیب کا قول جو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول فلا یسرف فی القتل<sup>(4)</sup> کے متعلق ہے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس

① السنن الکبریٰ: 268 / 8

② التاريخ یحییٰ بن معین لیحییٰ بن معین: 229 / 4

③ السنن الکبریٰ: 36 / 8

④ سورة الإسراء: 33



کے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرے اور اس کا مثلہ نہ کرے۔<sup>(۱)</sup>

### ب۔ مقطوع فعلی

اس کی مثال وہ ہے جو انہوں نے کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع فی المطرین الصلوٰۃ میں عمر بن عبدالعزیز کا فعل ذکر کیا ہے کہ جب بارش ہوتی تھی تو وہ مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر لیتے تھے۔ سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابو بکر بن عبدالرحمن اور اس وقت کے مشائخ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔<sup>(۲)</sup>

تو اس طرح گویا السنن الکبریٰ ایک بہت بڑی تعداد کی صورت میں مقطوع احادیث پر مشتمل ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے بڑی مقدار میں مقطوعات کی اسانید بھی ذکر کی ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی انواع میں سے ہر نوع کے ساتھ اپنا منہج واضح کیا ہے اور صحت و ضعف کے اعتبار سے قوت کا درجہ بھی بیان کیا ہے۔

① السنن الکبریٰ: 8/ 25

② السنن الکبریٰ: 3/ 129



## فصلِ دوم

درایتی اصول ( داخلی نقد )

## درایتی اصول (داخلی نقد)

غریب اور اس کے متعلقات

1. غریب کی تعریف اور امام بیہقی کا اہتمام

لغوی معنی

اپنی ہم جنس اشیاء کے درمیان بے نظیر چیز کو غریب کہتے ہیں۔<sup>(1)</sup>

اصطلاحی معنی

محدثین کی اصطلاح میں غریب وہ حدیث کہلاتی ہے جسے بیان کرنے والا ایک ہی رہ جائے اور کبھی یہ ثقہ ہوتا ہے اور کبھی ضعیف<sup>(2)</sup> اسی لیے غریب حدیث صحیح اور غیر صحیح کی طرف منقسم ہو جاتی ہے۔<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے غریب حدیث کی طرف بھی کافی توجہ دی ہے جب بھی ان کی 'سنن کبریٰ' میں کوئی غریب حدیث آتی تو وہ ضرور واضح طور پر اس سے خبردار کرتے۔ اپنے اجتہاد اور بحث و تحقیق سے<sup>(4)</sup> یا سابقہ حفاظ حدیث کے اقوال کے ذریعے اس پر غریب ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور اسی طرح انہوں نے غریب احادیث کی بحث میں کبھی تو جزم کے ساتھ غریب ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے اور اسی پر ان کی رائے ٹھہر چکی ہے یا پھر کبھی تردد کی صورت میں وہ غرابت کا قطعی حکم لگانے سے گریز کرتے ہیں اور ایسا اس وقت کرتے ہیں جب ان کے پاس حاضر دلیلیں جزم کے ساتھ غرابت کا حکم لگانے سے قاصر ہوں۔

اکثر طور پر بیہقی بعض ایسی احادیث کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں جن میں بظاہر غرابت کا وہم ہوتا ہے تاکہ ان سے غرابت کا وہم دور کریں اور ان حفاظ حدیث کا رد کریں جنہوں نے ان میں غرابت کا خیال ظاہر کیا ہے اور ان کے اقوال کو کمزور کر کے دکھائیں اور ان سب میں انہوں نے حجت و دلیل سے بات کی ہے۔<sup>(5)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ غریب حدیث کے ساتھ فن حدیث و فقہ کی روشنی میں معاملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بعض غریب احادیث کو صحیح یا حسن قرار دیتے ہیں اور حدیثی فنون کے تقاضوں کی روشنی میں قبول کرتے ہیں۔

① الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویۃ از أبو البقاء یوب بن موسی: 3/ 296

② الباعث الحثیت شرح مختصر علوم الحدیث از عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر: ص 162

③ التقریب الإرشاد مختصر علوم الحدیث لابن الصلاح، أبو زکریا یحییٰ بن شرف نووی: ص 32

④ السنن الکبری: 1/ 447

⑤ السنن الکبری: 4/ 159

### امام بیہقی رحمہ اللہ کا غریب حدیث پر متنبہ کرنا

جب بھی 'سنن کبریٰ' میں کوئی غریب حدیث وارد ہوتی ہے تو امام بیہقی رحمہ اللہ اس پر تنبیہ کرنے کی طرف بہت توجہ دیتے ہیں اور ان کی ان تنبیہات کے زیادہ تر یہی حدیثی اور فقہی مقاصد ہوتے ہیں جو اس نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس محنت کے پیچھے ان کا مقصد صرف خالی تنبیہ نہیں ہے، بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا دور اس مقصد یہی ہوتا ہے جس کی بناء پر وہ غریب ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس مسلک پر دلالت کرنے والے شواہد میں سے وہ حدیث ہے جو انہوں نے کتاب الجنائز میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا اس کی اونٹنی نے اسے گرا دیا تھا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی تھی تو وہ فوت ہو گیا تھا تو رسول ﷺ نے فرمایا تھا:

”اسے غسل دواور خوشبو اس کے قریب نہ کرو اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہی اٹھے گا۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں اسے مسلم نے اپنی صحیح میں بطریق عبد بن حمید، عن عبد اللہ بن موسیٰ اسی طرح سے روایت کیا ہے۔<sup>(1)</sup> حالانکہ اس کی اسناد اور متن میں اس کے کسی راوی سے وہم کا نتیجہ ہے اور صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی پھر وہ صحیح بطریق منصور عن الحکم بن عتبہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس بیان کی کہ:

ایک محرم آدمی کو اس کی اونٹنی نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی تھی جس سے وہ فوت ہو گیا تھا اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو آپ نے کہا تھا:

”اسے غسل دواور کفن پہناؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو اور خوشبو اس کے قریب نہ کرو۔ کیونکہ یہ تلبیہ کہتا ہی اٹھایا جائے گا۔“

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے بخاری نے صحیح میں بطریق قتیبہ روایت کیا ہے<sup>(2)</sup> اور یہی صحیح ہے اور اس کے متن میں (ولا تغطوا رؤسہ) کا لفظ ہے اس کی جگہ جس نے لا تغطوا وجہہ کا لفظ بولا ہے وہ غریب ہے جو کہ ابو زبیر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اور وجہہ کا لفظ شک کی بنا پر ذکر کیا ہے اور ان راویوں کی جماعت کی روایت جنہوں نے شک نہیں کیا اور اس حدیث کے الفاظ کو اچھی طرح بیان کیا ہے وہ محفوظ ہونے کے زیادہ لائق ہے۔<sup>(3)</sup> واللہ اعلم

یہ مثال حدیثی فن کی کئی انواع پر مشتمل ہے:

1. متن حدیث میں غرابت پر تنبیہ

2. سند حدیث میں وہم پر تنبیہ

3. اس وہم کے متعلق دقیق انکشاف کا ہونا

① صحیح المسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالمحرم إذا مات

② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ینہی من الطیب للمحرم

③ السنن الکبریٰ: 293 / 3

4. اس غرابت کا ایسی صحیح حدیث میں ہونا جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔
5. ابو زبیر محمد بن مسلم کے طریق کا ذکر جس نے اس حدیث میں وجہہ کا ذکر کیا ہے جبکہ ایک پوری جماعت نے رأسہ کا لفظ ذکر کیا ہے تو امام بیہقی رحمہ اللہ نے جماعت کی روایت کو ابو زبیر کی روایت پر ترجیح دی ہے جماعت نے چونکہ اس میں اختلاف نہیں کیا اس طرح کی صورت میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج یہ ہے کہ وہ ان کی روایت کو لیتے ہیں جنہوں نے اس میں اختلاف نہ کیا ہو اور اسے اختلاف واقع ہونے والی روایت پر ترجیح دیتے ہیں۔<sup>(1)</sup>
6. اس میں حدیثی فن و نقد روایات کی حیثیت سے صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر فوقیت بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

### امام بیہقی رحمہ اللہ کا بعض احادیث میں غرابت کے وہم کو دور کرنا

یہ وہ احادیث ہیں جن کے متعلق بعض اہل حدیث کو غرابت کا وہم ہوتا ہے تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کے متعلق بالجزم غریب ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ اس میں غرابت کا نہ ہونا ہی درست ہوتا ہے۔

اور اس کی مثالوں میں سے زید بن ثابت کی وہ حدیث ہے جو کہ کتاب الحج میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے احرام باندھنے کے لیے غسل کیا۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کے بعد کہا ہے:

ابن صاعد نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم نے یہ حدیث ابو غزیہ سے سنی ہے۔<sup>(3)</sup>

ابن صاعد اگرچہ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے مگر انہوں نے اس حدیث پر غرابت کا حکم لگانے میں وہم کیا ہے۔ امام بیہقی نے اس کے تین طرق اور بیان کیے ہیں۔<sup>(4)</sup>

### السنن الکبریٰ میں غریب الحدیث کا فن

امام بیہقی رحمہ اللہ نے غریب الفاظ حدیث کی طرف ایسی شکل میں بکثرت توجہ دی ہے جسے ہر وہ شخص دیکھتا ہے جو سنن کبریٰ کا مطالعہ کرتا ہے امام بیہقی کی کتاب میں جو الفاظ بھی غریب اور مبہم تھے انہوں نے بڑی وضاحت سے ان کی تفسیر کی ہے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں اس فن میں لکھی جانے والی سب سے بڑی کتاب پوری کی پوری سودیتے اور وہ کتاب ابو عبیدہ قاسم بن سلام ہر وی کی ہے جو کہ انہوں نے دوسری اور تیسری صدی میں لکھی تھی اور وہ 224ھ میں فوت ہوئے تھے۔<sup>(5)</sup> انہوں نے اس

① السنن الکبریٰ: 259-256

② مؤطا إمام مالك، كتاب الحج، باب الغسل للإهلال، عن ابن عمر من فعله

③ تذكرة الحفاظ لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي: 772 /2

④ السنن الکبریٰ: 32-33

⑤ تاریخ بغداد أو مدينة السلام لأبو بكر أحمد بن علي خطيب بغدادی: 403-412

کتاب کے لکھنے میں چالیس برس صرف کئے تھے اور اپنے دور سے پہلے کی لکھی ہوئی کتابوں کی بنسبت اس میں مواد زیادہ جمع کیا ہے اور اہل علم کے نزدیک اس کتاب نے ایک بہت بڑا مقام حاصل کیا تھا اور یہ کتاب اس فن میں لکھنے والوں کے لیے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ حافظ ابن صلاح نے کیا ہے۔<sup>(1)</sup> اور ابو عبید کی یہ کتاب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اسے بہت سراہا تھا اور ابو عبید کے لیے دعائی تھی کہ اللہ اسے جزائے خیر دے۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابو عبید کی کتاب سے خوب فائدہ اٹھایا ہے اسی طرح انہوں نے اس کے علاوہ غریب الحدیث میں لکھی جانے والی دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ان کتب سے صرف چند مناسب مقامات پر ہی کام لیا ہے۔

یہ ان کا وہ منہج و اسلوب ہے جس پر وہ اپنی سنن میں چلے ہیں۔ وہ ان مفرد الفاظ کو بیان کرتے اور ان سے مرادی معانی کی توضیح کرتے اور اس میں ان کا زیادہ تر اعتماد فن کے اساطین پر تھا اور انہوں نے خود اس غریب الفاظ حدیث کو بیان کرنے سے صرف احتیاط کی بناء پر ہی گریز کیا ہے ورنہ فنون لغت میں ان کی مہارت میں کچھ کمی نہ تھی۔ کیونکہ وہ فن لغت میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور فن لغت میں ان کی یہ وسعت ان کی کتاب الرد علی الانتقاد علی الشافعی فی اللغة میں واضح طور پر ظاہر ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب انہوں نے ان کے رد میں لکھی ہے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو لغوی اوہام ہو گئے تھے تو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان کا رد ایسے لغوی قوی دلائل سے کیا ہے جو ان کے اس فن میں وسیع اور راسخ و مضبوط ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

یہ احتیاطی منہج جس پر امام بیہقی رحمہ اللہ چلے ہیں۔ یہ وہی منہج ہے جس پر ان سے قبل امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ چلے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں وارد غریب الفاظ کی تفسیر کرنے سے وہ خود بچتے اور احتیاط کرتے تھے اور غریب الفاظ کی تفسیر کے لیے اس فن کے آئمہ کا حوالہ دے دیتے اور سائل کو ان کی طرف بھیج دیتے تھے۔

امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ سے حدیث میں وارد ایک غریب لفظ کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے کہا یہ اصمعیٰ سے پوچھ لو۔ کیونکہ وہ اس کو ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔<sup>(3)</sup>

اور جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک حدیث کے غریب لفظ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہہ کہ تم اس لفظ سے متعلق اصحاب غریب (اہل لغت) سے پوچھو۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث میں اپنے ظن سے کچھ کہوں تو خطا کر جاؤں۔<sup>(4)</sup>

① علوم الحدیث : ص 272

② نزہۃ الباء فی طبقات الأدباء لابن الأنباری: ص 139

③ فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث لمحمد بن عبد الرحمن بن محمد سخاوی : 3/ 51

④ علوم الحدیث لابن الصلاح : ص 272

## منکر اور اس کے متعلقات

منکر کی تعریف اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

لغوی معنی

منکر لغت میں انکرہ ینکرہ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کسی کی چیز کا انکار کرے یا اسے نہ پہچانے۔<sup>(1)</sup>

اور ہر اس چیز پر بھی منکر کا لفظ استعمال ہو جاتا ہے جس سے تجھ کو نفرت ہو اور تو اسے ناپسند کرے۔<sup>(2)</sup>

اصطلاحی معانی

محدثین کے نزدیک اس کا اصطلاحی معنی متعین کرنے میں دو قسمیں ہیں :

**الف۔** نکارت کا لفظ اس حدیث یا حدیث کے ٹکڑے پر بولتے ہیں جسے اس کا مستور راوی یا سوائے حفظ کے ساتھ متصف راوی یا انہی طرح کا کوئی راوی جس کی حدیث بغیر کسی تقویت دینے والی دلیل کے قبول نہ کی جاتی ہو بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ گیا ہو اور اس کی یہ روایت ثقہ راوی کی روایت کے مخالف بھی ہو تو اس نے جو روایت کی ہے اسے منکر کہا جائے گا اور اس کے مد مقابل ثقہ راویوں نے جو روایت کی ہے اسے معروف کہا جائے گا۔<sup>(3)</sup>

**ب۔** منکر کا لفظ اس حدیث یا حدیث کے ٹکڑے پر بولا جاتا ہے جس کا راوی اسے بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ گیا ہو چاہے وہ راوی ثقہ ہو یا ضعیف، اس نے کسی دوسرے راوی کی اپنی حدیث بیان کرنے میں مخالفت کی ہو یا نہ کی ہو۔<sup>(4)</sup>

ان دونوں مذہبوں میں سے پہلا مذہب معتمد ہے اس کے منکر نام رکھنے پر اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے اور متاخرین نے منکر کی تعریف کرنے میں اسی کو بطور اصطلاحی تعریف اختیار کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی 'السنن الکبریٰ' میں اسی کے مطابق چلے ہیں۔

چنانچہ وہ عام طور پر نکارت کا حکم اس حدیث پر لگا دیتے ہیں جس کو ضعیف راوی اکیلا بیان کرتا ہو یا اس کے اس میں کسی کی مخالفت کی ہو اور کبھی ان مخصوص حالات میں جو اس کی روایت کی تضعیف یا منکر ہونے کا تقاضا کرتے ہوں میں ثقہ راوی کے تفرّد پر بھی وہ منکر ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ دوسرا مذہب تو بعض متقدمین، محدثین کا مذہب ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منکر کا حکم یہی ہے کہ وہ مردود ہے اور ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث کے رد اور اس کی تضعیف کے مساوی ہے۔

① شرح ألفیة للسيوطي: ص 93

② الکلیات فی معجم المصطلحات والفروق اللغویة لإبو البقاء آیوب بن موسیٰ عکبری: 185 / 4

③ فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث: ص 202

④ منهج النقد فی علوم الحدیث: ص 430

### نکارت جانچنے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے 'السنن الکبریٰ' میں اصول حدیث کی اصلاحات صحیح، حسن، ضعیف سب جمع کی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اس کتاب کو وسیع پیمانے کے مطابق لکھا ہے اور اس میں کسی معین انتخاب کے مطابق احادیث کی تخریج کی شرط نہیں لگائی۔ وہ ان کے مراتب ضرور بیان کر دیتے ہیں اور اگر ان میں کوئی خفیہ علت بھی ہو تو اس کا بھی انکشاف کر دیتے ہیں اسی طرح وہ کسی حدیث کی توضیح بھی کر دیتے ہیں اور بڑی مہارت کے ساتھ اجتہاد، سنت سے متعلق دیگر نصوص کے احاطہ کے ساتھ اس کی توجیہ بیان کرتے ہیں اور اس قدر توسع کا اصل محرک اس فقہی غرض کو پورا کرنا ہے جو کہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصود اصلی تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فقہی مسائل کی غرض سے جوابات قائم کئے ہیں ان میں جن احادیث کی تخریج کی ہے ان میں بہت سی کمزور اور منکر روایات بھی آگئی ہیں۔ لیکن ان کا مقصد ان سے احتجاج نہ تھا اور نہ ہی ان کی طرف ان کا رجحان تھا۔ ان کے لانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ دلیل کے ساتھ ان فقہاء کے مسلک کی کمزوری ظاہر کریں جنہوں نے ان پر اعتماد کیا یہاں تک کہ اس قسم کی احادیث کا 'السنن الکبریٰ' میں ہونا اس کی خوبیوں میں سے شمار کیا جانے لگا۔ کیونکہ یہ سنن وافر مقدار میں احادیث کے ضعف، نکارت اور خفیہ علتوں کے بیان اور نقد پر مشتمل ہے۔

### امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں حدیث پر نکارت کا حکم لگانے کے اسباب

امام بیہقی رحمہ اللہ نے منکر حدیث کا کھوج لگایا اور اس کا انکشاف کیا ہے شاید اس میں یہ راز مخفی ہو کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کو یہ اندیشہ ہو کہ فقہاء وغیرہم جو اس فن سے نا آشنا ہیں ان پر یہ احادیث خلط ملط ہو جائیں گی وہ ان منکر احادیث کو بھی صحیح سمجھ بیٹھیں گے اسی وجہ سے امام بیہقی نے انتھک محنت و مشقت کے باوجود اپنی کتاب میں منکرات کے انکشاف کا اہتمام کیا ہے اور اس میں نہایت مشقت اس لیے برداشت کرنا پڑتی ہے۔ کیونکہ منکر و مردود حدیث منکشف کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس میں حدیث کے رواۃ اور ان کے درجات کی بہت بڑی معرفت مطلوب ہے۔ یہ کام حاضر دماغی، بلند حوصلہ اور مستقل مزاجی کا متقاضی ہے اسی بل بوتے پہ ایک حاذق محدث نصوص کے بحر تلاطم میں غوطہ زن ہو کر منکر روایات کی نکارت سے جانکاری حاصل کر سکتا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ اس میں کامیاب رہے۔

جن اسباب کی وجہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ کسی حدیث پر نکارت اور رد کا حکم لگاتے ہیں وہ مختلف قسموں کے ہیں :

1. حدیث کے کسی راوی کا سوائے حفظ یا مستور ہونے یا اسے ضعیف قرار دیئے جانے کے ساتھ متصف ہونا الغرض وہ

راوی ایسا ہو کہ اس کی روایت کو تقویت دینے والے امور کے پائے جانے کے بغیر اس پر مقبول ہونے کا حکم نہ لگایا گیا ہو اس کی دو صورتیں ہیں :

**الف۔** یہ کہ حدیث بیان کرنے میں راوی اس طرح کیلارہ گیا ہو کہ وہ روایت صرف اسی کے طریق سے آرہی ہو اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس طرح کی بہت سی احادیث پر مردود ہونے کا حکم لگایا ہے صرف اس لیے کہ وہ منکر ہیں۔

اس کی مثالوں میں سے منارے پر اذان دینے اور مسجد میں اقامت کہنے کی روایت ہے جس کے متعلق امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ



یہ حدیث منکر ہے اسے خالد بن عمرو کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ ضعیف منکر الحدیث ہے۔<sup>(1)</sup>

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ

حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں اگر اس سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرے گا اور اگر وہ اس سے بخشش مانگیں تو وہ انہیں بخش دے گا۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کے بعد کہا ہے کہ صالح بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے۔<sup>(3)</sup>

ایک اور حدیث میں کہا ہے کہ

یہ حدیث ہم نے نہیں لکھی مگر حارثہ بن ابی الرجال سے اور وہ ضعیف ہے۔<sup>(4)</sup>

السنن الکبریٰ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

**ب۔** یہ کہ وہ اپنی روایت میں ثقہ راوی کی مخالفت کرنے والا ہو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ قسم اس بات کی مقتضی ہے کہ یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ مردود اور منکر ہو۔

اس صورت کی امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں مثالوں میں سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ

”جب غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے، اس کی

بیوی آزاد ہو یا لونڈی، آزاد کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے اسے اسی طرح اپنے موطا میں روایت کیا ہے۔<sup>(5)</sup>

پھر کہا ہے کہ یہ اس مسئلہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے پھر اس کے بعد صحابہ کی ان تصریحات کے خلاف دلیلیں ذکر کیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ:

”لونڈی کی دو طلاقیں ہوتی ہیں اور اس کی عدت دو حیض کا آنا ہوتا ہے۔“<sup>(6)</sup>

اس حدیث کو مرفوع روایت کرنے میں عمر بن شیبہ متفرد ہے اور وہ ضعیف تھا اور صحیح وہی ہے جو سالم اور نافع نے عبد اللہ بن

عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً بیان کی ہے اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ یہ دو وجہ سے منکر اور غیر ثابت ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ عطیہ عوفی ضعیف ہے، سالم اور نافع اس سے زیادہ ثابت و حافظ ہیں اور ان کی روایت زیادہ صحیح ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عمر بن شیبہ ضعیف ہے۔ اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی پھر یحییٰ بن معین کا قول اس کی تضعیف

① السنن الکبریٰ: 1/ 425

② سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب فضل دعاء الحاج

③ السنن الکبریٰ: 5/ 262

④ السنن الکبریٰ: 2/ 34

⑤ مؤطا امام مالک، کتاب الطلاق، باب ما جاء في طلاق العبد

⑥ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق الآتہ وعدتہا

کے بارے میں ذکر کیا ہے۔<sup>(1)</sup>

اس کی یہ نکارت بیان کر کے امام بیہقی نے ان دونوں حدیثوں کی تردید کی ہے جو کہ ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف تھیں۔ کیونکہ ان ثقہ راویوں نے اسے ابن عمر پر موقوف روایت بیان کی ہے جبکہ یہ دونوں ضعیف عطیہ عوفی اور عمر بن شیبہ اسے مرفوع بنا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا قول قرار دے رہے ہیں۔ ضعیف راوی جب متفرد ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی تو جب وہ ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف روایت بیان کر رہا ہو تو کیسے قبول کی جاسکتا ہے؟

امام بیہقی رحمہ اللہ کا یہی وہ منہج ہے جس پر وہ چلے ہیں اسی کے مطابق ہر ضعیف راوی کی حدیث جو ثقہ راوی کی حدیث کے خلاف ہو رد کر دیتے ہیں۔ السنن الکبریٰ میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

2. کسی ثقہ راوی کا خاص مرویات کو بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ جانا یا معین صورتوں میں اپنے جیسے ثقہ راویوں کی

مخالفت کرنا بھی جملہ منکرات میں سے شمار کیا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ امام بیہقی رحمہ اللہ نے منکر کے استعمال میں بہت وسعت سے کام لیا ہے اور منکر کی ضعیف یا ثقہ کی مخالفت کرنے والے پر محدود نہیں کیا بلکہ منکر ہونے کا حکم عام رکھا ہے حتیٰ کہ ثقہ راویوں کی بعض مرویات کو بھی منکرات میں داخل کر دیا ہے جبکہ وہ خاص صورتوں میں آئی ہو۔

**الف۔** جب کوئی ثقہ راوی کسی معین شیخ سے کوئی حدیث بیان کرنے میں متفرد رہ گیا ہو یا اس میں اس نے کسی ثقہ کی مخالفت کی ہو تو اس ثقہ کی روایت پر نکارت کا حکم لگانا۔

اس کے شواہد میں سے ابو ہریرہ کی یہ مرفوع حدیث ہے۔

”الرجل جبار“،<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ سے یہ الفاظ بیان کرنے میں سفیان بن حسین متفرد ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ سے یہ حدیث امام مالک بن انس رحمہ اللہ، لیث بن سعد رحمہ اللہ، ابن جریج رحمہ اللہ، معمر رحمہ اللہ، عقیل رحمہ اللہ اور سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے روایت کی ہے ان میں سے کسی نے بھی الرجل کا ذکر نہیں کیا۔<sup>(3)</sup>

سفیان بن حسین امام زہری رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے تو جس حدیث کو وہ امام زہری رحمہ اللہ سے اکیلا ہی روایت کرے گا وہ منکر ہوگی اور وہ اس حدیث کو وہ امام زہری رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں صرف اکیلا ہیں نہیں بلکہ اس نے مذکورہ چھ ثقات کی مخالفت بھی کی ہے جو کہ امام زہری رحمہ اللہ سے سماع میں اس کے شریک ہوئے ہیں۔

**ب۔** کسی ثقہ راوی کی ان معلوم احادیث پر نکارت کا حکم لگانا جن میں اس نے خطا کی ہو۔

ان ثقہ راویوں میں سے ثابت بن محمد ہے۔ وہ سچے عبادت گزار لوگوں میں سے ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔ لیکن اس سے

① السنن الکبریٰ: 7/ 328-329

② سنن أبو داؤد، کتاب السنن، باب فی الدایة تنفخ برجلہا

③ سنن الکبریٰ، کتاب إقامة الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأصنوا

وہم ہو گیا تھا کہ اس نے جابر کا مروی موقوف قول التبسم لا یقطع الصلاة ولكن القرقرۃ<sup>(1)</sup> مرفوع روایت کر دیا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے موقوف روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہی درست ہے اور ثابت بن محمد نے اسے مرفوع روایت کیا ہے جو کہ اس کا وہم ہے۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ اور ان سے پہلے کے حفاظ حدیث نے متن حدیث کی طرف کامل توجہ دی۔ انہوں نے بڑی دقت نظری سے ان منکر احادیث کی حد بندی کی جن میں بعض ثقہ راویوں نے وہم اور غفلت کی بناء پر خطا کی تھی۔

**ج۔** کسی ثقہ راوی کی کسی ایسی معین حدیث پر نکارت کا حکم لگانا جسے اس نے پہلے بیان کیا تھا پھر اس نے اسے ترک کر دیا تھا السنن الکبریٰ میں اس کی مثالوں میں سے وہ حدیث ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے کفارة یمین کے متعلق وارد ہونے صحیح احادیث روایت کرنے کے بعد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

”جس چیز کا ابن آدم مالک نہیں ہے اس میں نہ قسم اور نہ نذر ہے اور نہ ہی اللہ کی نافرمانی میں اور نہ ہی قطع رحمی میں اور جس نے کوئی قسم کھائی پھر اس سے بہتر کچھ اور کرنا دیکھا ہو تو پہلے کام کو چھوڑ دے اور بعد والا بہتر کام کرے کیونکہ پہلے کو ترک کرنا ہی اس قسم کا کفارہ سمجھا جائے گا۔“<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تمام احادیث ان الفاظ ”ولیکفر عن یمینہ إلا یعبأ به“ کے ساتھ ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا ہے:

میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا تھا کہ یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ یحییٰ نے اس کے بعد ترک کر دیا تھا اسے اور وہ اس لائق ہی تھا کہ اسے ترک کیا جائے۔ احمد بن حنبل نے کہا تھا کہ اس کی احادیث منکر ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔<sup>(4)</sup>

امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اس بات سے پتہ چلا کہ یحییٰ بن سعید قطان نے یحییٰ بن عبید اللہ کو ثقہ قرار دینے سے رجوع کر لیا تھا اور اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا اور اسی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ مرویات تحقیق کے بعد منکر ثابت ہوئی ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی السنن الکبریٰ میں منکرات کو واضح کرنے والے ہیں۔ ان کی ان مذکورہ بالا وافر مثالوں اور مختلف شواہد کے درمیان سے منکرات کے بیان اور انکشاف میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس سے مزید پتہ چلتا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کسی حدیث پر نکارت کا حکم بڑی گہرائی اور مضبوطی کے ساتھ لگاتے ہیں۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا

② السنن الکبریٰ: 2/ 156

③ کنز العمال از علی متقی ہندی: 46469

④ الکامل فی الضعفاء لابو أحمد عبد الله بن عدی جرجانی: 7/ 166

## معلل اور اس کے متعلقات

### معلل کی تعریف

#### لغوی تعریف

معلل لغت میں علت بمعنی مرض سے ماخوذ ہے اور صاحب مرض کو معتل کہتے ہیں۔ ابن عربی نے کہا ہے عل المريض یعل فھو علیل اور علل کا معانی دوسری دفعہ پانی پینا بھی ہوتا ہے۔

لغوی اور اصطلاحی معانی کے درمیان مناسبت و ربط یہ ہے کہ حدیث میں یکے بعد دیگرے نظر دوڑانے سے علت معلوم ہوتی ہے۔<sup>(1)</sup>

#### اصطلاحی تعریف

معلل (XE "معل") ایک ایسی خبر کو کہتے ہیں جس کا ظاہر ہر علت سے صحیح سلامت معلوم ہو۔ لیکن اس میں تفتیش کے بعد کسی ایسی خفیہ علت پر اطلاع پائی گئی ہو جو کہ اس کی صحت میں دراڑیں پیدا کر دے۔<sup>(2)</sup>

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

”یہ قسم علوم حدیث کی قسموں میں سے انتہائی مخفی، دقیق ترین قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں صرف اس فن کے ماہرین کبار علماء نے گفتگو کی ہے جو کہ احادیث کو یاد رکھنے والے، پوری خبر رکھنے والے اور روشن فہم والے ہیں جیسا کہ علی بن مدینی، احمد بن حنبل، بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابو حاتم، ابو زرعہ اور دارقطنی ہیں۔“<sup>(3)</sup>

### حدیث معلل (XE "معل") کے متعلق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی اس اہم نوع کو خاص اہمیت دی ہے۔ اسے معمولی نہیں سمجھا بلکہ اسے ایک وسیع، بلندی والا اور عظیم مرتبہ والا ایک مستقل علم سمجھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علم ثقہ اور حفاظ حدیث کی مروی احادیث کے ساتھ مختص ہے اور اس میں ضعیف اور متروک راویوں کی روایت داخل نہیں مگر یہ کہ ثقہ راوی ان سے روایت کریں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جو علل الحدیث کے انکشاف کا تانچہ اہتمام کیا ہے اس کی دو وجہیں ہیں:

#### پہلی وجہ

یہ ہے کہ فن علل حدیث کا علوم الحدیث میں ایک بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ کیونکہ یہ فن اہم، وسیع ترین، مخفی ترین اور دقیق

① العلل فی الحدیث لہام عبد الرحیم سعید : ص 15- 17

② فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث لمحمد بن عبد الرحمن سخاوی : 1/ 105

③ العلل فی الحدیث لہام عبد الرحیم سعید : 26

ترین علوم میں سے ہے۔ اگر یہ فن نہ ہوتا تو صحیح حدیث، سقیم و ضعیف حدیث کے ساتھ گڈ مڈ ہو جانی تھی کیونکہ خفیه علتیں ثقہ راویوں کی احادیث میں واقع ہوتی ہیں اور ثقہ راویوں کی احادیث سے حجت پکڑی جاتی ہے تو علل الحدیث کا علم اس لیے تیار کیا گیا ہے تاکہ ان کی مرویات میں بھی صحیح حدیث کو معلول حدیث سے ممتاز کر دیا جائے۔<sup>(۱)</sup>

### دوسری وجہ

یہ کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس فن کے اہتمام کرنے میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ حاکم کی راہنمائی سے پورا فائدہ اٹھایا اور ان سے بہت سا علم حدیث حاصل کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ وہ پہلے حافظ حدیث ہیں جنہوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ معرفت علل الحدیث ایک مستقل علم ہے حالانکہ اسے علم حدیث کی اقسام میں سے ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔

چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں :

”معرفت علل الحدیث صحیح و سقیم اور جرح و تعدیل کے علاوہ ایک مستقل علم ہے۔“<sup>(۲)</sup>

علم کی اس قسم کے دائرے کی وسعت کا علم بھی امام حاکم ہی سے حاصل ہوا ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں :

”معلل وہ حدیث ہے کہ جس کی علت پر واقف ہو گیا ہو یا کسی راوی کو وہم لگ گیا ہو یا کسی ایک نے اسے مرسل روایت کیا اور

دوسرے نے وہم کے ساتھ اسے موصول بیان کر دیا ہے (۲)۔

نیز فرماتے ہیں :

”ثقہ راویوں کی احادیث میں علت بکثرت پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ کوئی ایسی حدیث بیان کریں جس میں کوئی علت ہو پس

اس کا علم ان پر مخفی رہ جاتا ہے تو وہ حدیث معلول ہو جاتی ہے اور ہمارے نزدیک حجت صرف حفظ حدیث، مہم حدیث اور معرفت

حدیث ہے۔“<sup>(۳)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے مرویات کی علل کے متعلق حفاظ حدیث کی طرح خود اپنے قطعی فیصلے صادر فرمائے اور ان کے صادر ہونے والے فیصلے صحت و قوت اور گہرائی میں حفاظ حدیث کے اقوال کے درجے سے کم نہیں ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کو تو یہ ملکہ اس قدر حاصل ہو گیا تھا کہ وہ اپنے فن میں بے مثال گردانے جاتے تھے۔ حفاظ حدیث میں سے اگر کسی کو روایت میں وہم، خطا یا قصور واقع ہو گیا تھا تو وہ اس کی بھی نشاندہی کر دیتے تھے اور درست بات سامنے لے آتے تھے۔ اسے مثالوں سے تقویت دیتے تھے اور جس چیز نے اس طرح کی تحقیق میں ان کی مدد کی وہ بے حساب اسانید و متون میں صحیح پیمانے پر جستجو، تلاش اور علل الحدیث کی دقیق معرفت ہے۔

وہ جب کسی بھی حدیث میں کسی علت پر واقف ہوتے ہیں تو اسے بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ

① معرفة علوم الحدیث لأبی عبد الله محمد بن عبد الحاکم : ص 112

② ایضاً : ص 119

③ ایضاً : ص 113

روایت کو درست وجہ سے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کی مثالوں میں سے ’السنن الکبریٰ‘ کی ”کتاب الصلوٰۃ“ میں وارد یہ حدیث ہے عن جعفر بن سلیمان عن علی بن علی عن ابوالمتوکل عن ابی سعید خدری کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت اٹھ کر نماز شروع کرتے تو کہتے تھے۔

”سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا إله غیرک....“ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے کہا ہے کہ یہ

”حدیث جعفر نے علی بن علی سے انہوں نے حسن سے مرسل بیان کی ہے اور اس میں اس کے راوی جعفر نے وہم کیا ہے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ سبحانک اللہم وبحمدک الخ کے ساتھ نماز شروع کرنے کے متعلق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختلف طرق سے مرفوع روایتیں مروی ہیں اور سب سے زیادہ صحیح اس بارے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا موقوف اثر ہے پھر انہوں نے وہ اثر اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس عمل سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے علت بیان کرنے میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے قول پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کی تخریج کی اور ان پر نئی پہلو سے فوائد کا اضافہ کیا بلکہ اس مرفوع کے تین اور طرق ذکر کئے اور ان کا درجہ بھی بیان کیا پھر اپنی بات کو ایک زائد فائدے کے ساتھ ختم کیا اور وہ یہ ہے کہ یہ حدیث صرف عمر بن خطاب سے موقوفاً صحیح ہے اور ہر روایت جس میں یہ متن مرفوع بیان کیا گیا ہے وہ معلول ہے اور یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی طرف سے ایک قوی فیصلہ ہے اور یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ ضرورت ہی نہیں رہتی کہ ہم اس موقوف حدیث کے دوسرے معلول طرق و اسانید میں سے آخری طریق تلاش کرنے تک وسعت سے کام لیں۔

### اسناد حدیث میں واقع ہونے والی علت کا بیان

اس کی مثال ”کتاب الزکوٰۃ“ میں وارد انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ

”رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔“ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ اس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

اس حدیث کو جریر بن حازم قتادہ سے روایت کرنے میں تفرد ہے اور یہ حدیث معلول ہے پھر انہوں نے بطریق ابو علی روز باری

اسے مرسل بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا مرسل ہونا ہی محفوظ ہے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ کے اس حدیث کو معلول قرار دینے میں امام نسائی رحمہ اللہ بھی ان کے ہم نوا ہیں انہوں نے بھی اس کے مرسل ہونے

① سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب من رأى الإستفتاح سبحانهك اللهم وبحمدك

② السنن الكبرى للبيهقي: 2/ 34 - 35

③ سنن أبو داؤد، کتاب الجهاد، باب في سيف يخلی، سنن النسائي، کتاب الزينة، باب حلية السيف

④ السنن الكبرى للبيهقي: 4/ 143

کو درست قرار دیا ہے اور انس کی مرفوع حدیث پر منکر ہونے کا حکم لگایا ہے اور اسی طرح امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔

### متن میں واقع ہونے والی علت کا بیان

اس کی مثال میں سعد بن ابی وقاص کی وہ حدیث ہے جو ’السنن الکبریٰ‘ کی ’’کتاب البیوع‘‘ میں ہے کہ

’’نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الرطب وبالتمر نیئۃ‘‘<sup>(1)</sup>

’’رسول اللہ ﷺ نے تر کھجور کی خشک کھجور سے ادھار بیع کرنے سے منع کیا ہے۔‘‘

یہ حدیث امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک اور طریق سے بھی روایت کی ہے وہ یہ ہے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عبد اللہ بن یزید آگے سند سعد تک اسی طرح ہے اور یہ بھی مرفوع ہی ہے۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے امام ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ

امام مالک رحمہ اللہ، اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ، ضحاک بن عثمان رحمہ اللہ اور اسامہ بن زید رحمہ اللہ نے یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے ان سب نے یہ حدیث عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے اس میں لفظ ’’نیئۃ‘‘ ذکر نہیں کیا ان چار کا یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے خلاف مجتمع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اچھی طرح ضبط کیا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ

اس حدیث میں منقول علت اس لفظ کے خطا ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث ابو عیاش سے عمران بن ابی انیس نے ان حفاظ حدیث کی جماعت کی طرح روایت کی ہے۔<sup>(2)</sup>

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے وہ روایت بیان کی ہے اس اعتبار سے یحییٰ بن ابی کثیر کی حدیث دو وجہوں سے معلول ہو گئی۔

پہلی وجہ یہ کہ یحییٰ بن ابی کثیر عبد اللہ بن یزید سے یہ لفظ (نیئۃ) بولنے میں مفرد ہے۔ چار حفاظ حدیث جن میں امام مالک رحمہ اللہ بھی ہیں نے یحییٰ کی مخالفت کی ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ لفظ نہیں بولا۔

دوسری وجہ: اس علت کی دوسری وجہ وہی ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ عمران بن ابی انس رحمہ اللہ نے یہی حدیث ابو عیاش سے نیئۃ کے لفظ کے بغیر بیان کی ہے تو عمران نے عبد اللہ بن یزید کی مخالفت کی ہے اور عمران نے جماعت کی موافقت کی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے حدیثی فن و مہارت کو بروئے کار لائے بغیر اپنے سے پہلے حفاظ کے اقوال نہیں لاتے اور ان میں بعض ضروری اضافے کرتے ہیں جن سے اپنے فیصلے کو مضبوط اور قوی بناتے ہیں اور اپنے تمام دعوؤں کو بہت سی قوی مسند لیلوں سے ثابت کرتے ہیں۔

’السنن الکبریٰ‘ میں وارد احادیث کے متون میں واقع علت کی بہت سی مثالیں ہیں۔

① سنن أبو داؤد، کتاب البیوع، باب تمر بالتمر

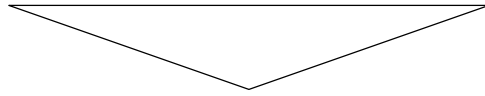
② السنن الکبریٰ للبیہقی: 294 - 295

۴

## باب چہارم

السنن الکبریٰ کی ترتیب و تدویر

میں نقد حدیث



فصل اول السنن الکبریٰ میں نقد رواۃ

فصل دوم السنن الکبریٰ میں نقد متن

فصل سوم منہج نقد میں 'السنن الکبریٰ' کے عہومی خصائص



1

## فصل اول

السنة الكبرى میں نقد رواۃ

## السنن الکبریٰ میں نقد رواۃ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فن نقد کو استعمال کرتے ہوئے دو اہم بنیادی مصادر پر اعتماد کیا ہے۔

پہلا: وہ نقدی موروثی سرمایہ جو امام بیہقی رحمہ اللہ کے دور تک کے اس امت کے سلف میں سے اس فن کے کامل ماہرین سے اخذ کیا گیا ہے اور یہ مصدر امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک اہم علمی مواد کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جو کہ انہوں نے ان ثقہ ماہرین فن سے سیکھا ہے جنہوں نے تمام زمانوں میں رواۃ کی تحقیق کا کام کیا ہے اور انہوں نے ہمارے لیے کثرت و عظمت کے اعتبار سے زبردست مواد چھوڑا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ اس علمی مواد کو جمع کرنے، اسے حاصل کرنے اور اپنے نقدی فن میں اسے اچھے طریقے سے استعمال کرنے میں ایک بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

دوسرا: امام بیہقی رحمہ اللہ کا خاص نقدی ماحصل جو کہ ان کے اخبار و آثار کو یکجا کرنے کی سرگرمیوں کی وجہ سے وجود میں آیا نیز ان کے متعلق ان کی نظر و جستجو اور اچھی تحقیق کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خالص نقد۔ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے احادیث کی تحقیق اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ تقابل کا کام کیا ہے اور ان کے رواۃ اور رواۃ سے متعلق امور پر واقفیت حاصل کی۔

## السنن الکبریٰ میں راویوں کا تعارف

امام بیہقی رحمہ اللہ میں یقیناً ایک ماہر ناقد کی تمام صفات و خوبیاں پائی جاتی تھیں ان صفات کی بناء پر ہی وہ ہزاروں احادیث و آثار پر حکم لگانے کی قدرت رکھتے تھے۔ ان کے لگائے گئے یہ حکم درست اور کامیاب صادر ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر حکموں کو آئمہ نے قبول کیا ہے۔ ان کے ساتھ اپنے موقف کو مضبوط بنایا اور اپنی تحقیقات میں ان پر اعتماد کیا ہے۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف اور ان کے احوال

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس شرف و عظمت والے طبقہ کا اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں بڑا اہتمام کیا ہے۔

انہوں نے صحابی رضی اللہ عنہ کی صحبت اور اس صفت کو ان کے ضوابط کے ساتھ بیان کر دیا ہے جس کی اصلاح حدیث میں بڑی اہمیت ہے۔ راویوں کے طبقات کو ضبط کرنا اور حسب درجہ ان کو مرتب کرنا ایک اہم اور مشکل مرحلہ ہے۔ صحبت ایک تاریخی طبقہ ہی نہیں بلکہ یہ اہم امتیازات کے ساتھ بقیہ طبقات سے ممتاز ہے ان میں سے سب سے اہم امتیاز صحابی کا عادل ہونا ہے۔ کیونکہ صحابہ تمام عادل و ثقہ ہیں۔

## صحابہ کا تعارف

امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحابہ کے تعارف کا اہتمام کرنے اور ان کے احوال بیان کر کے اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں ہمارے لیے اہم تاریخی مواد محفوظ کر دیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ ایک صحابیہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد کا تعلق ان عورتوں میں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی اور ورقہ بن

نوفل ان کا چچا تھے اور بسرہ، معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ یہ بات معصب زبیری نے کہی ہے اور یہ عبدالملک بن مروان کی نانی ہے یہ بات مالک بن انس نے کہی ہے۔“ (1)

اور انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ام اسماء کا تعارف کراتے ہوئے ذکر کیا ہے:

”ام اسماء کا اسلام لانا متاخر ہے، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ میری ماں قتیلہ مشرکہ ہونے کی حالت میں مدینہ آئی اس کا تعلق بنو مالک بن حسل سے ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نہیں ہیں لہذا اسماء کا اسلام قبول کرنا اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اپنی والدہ کے ساتھ نہیں رہے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والدین کے اسلام قبول کرنے کے وقت بالغ تھے۔ انہوں نے اپنے والدین کی پیروی میں اسلام قبول نہیں کیا حتیٰ کہ طویل مدت کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عمر میں سب سے بڑے تھے۔“ (2)

### صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے درمیان فرق کرنا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے میں کوئی تابعی کسی صحابی سے ملبتس ہو جاتا ہے تو جو اس فن میں ماہر نہیں ہوتا۔ وہ اس تابعی کو صحابی سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ وہ صحابی نہیں ہوتا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اس کے متعلق کہتے ہیں :

”طارق بن شہاب اچھے تابعین میں سے ہیں اور وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے سماع نہیں کیا اور اس

سے یہ مراد ہے کہ جس حدیث کو طارق نے نبی تک مرفوع بیان کیا ہو وہ مرسل ہے۔“ (3)

اور ثعلبہ قرظی کے متعلق انہوں نے ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

”ثعلبہ بن ابی مالک قرظی اہل مدینہ کے تابعین میں سے پہلے طبقہ کے تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے الصحابہ میں اپنی سند سے ذکر کیا ہے

اور کہا گیا ہے کہ ان کی عمر عطیہ قرظی کی عمر کے برابر ہے۔ قریظہ کے دن قید کئے گئے تھے اور قتل نہیں کئے گئے اور اس لیے ان کو

صحبت نبویہ حاصل نہیں۔ لیکن روایت نبویہ حاصل ہے۔“ (4)

رجال کے اس اہم طبقہ کی اس طرح کی کامل معرفت کے ساتھ ہی امام بیہقی رحمہ اللہ کو یہ قدرت حاصل ہوئی ہے کہ وہ صحابی وغیر صحابی کے درمیان ہونے والے اوہام کو دور کر سکیں اور اپنے اس عمل سے اپنی سنن میں وارد بہت سی احادیث نبویہ میں واقع علت ارسال کا بھی انکشاف کریں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ صحابہ کے مسئلہ میں اسی موقف پر ہیں جس پر جمہور امت ہیں کہ سب کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور اس بات کی تصریح انہوں نے اپنی ’سنن کبریٰ‘ میں کئی مقامات پر کی ہے۔

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 82 / 7

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 204 / 2

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 183 / 3

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 495 / 2

### السنن الکبریٰ میں اسمائے رواۃ اور ان کی کیفیتوں کے درمیان امتیاز

جس راوی کی سند میں کنیت ذکر کی گئی ہو اس کا نام ذکر کر دیا جائے یا اگر اس کا سند میں کوئی غیر مشہور نام ذکر کیا گیا ہو تو اس کی کنیت ذکر کر دی جائے تاکہ وہ پہچانا جاسکے اور معلوم ہو سکے کہ وہ کون ہے۔

اس کا یہ عظیم فائدہ ہوا کہ کبھی کوئی راوی ضعیف ہوتا ہے اس کا نام یا کنیت غیر معروف ہونے کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون ہے جب اس حقیقت کی حد بندی ہو جائے گی تو اصل حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ کبھی مدلس راوی اپنے مروی عنہ کی کنیت ذکر کرتا ہے یا اس کا غیر معروف نام ذکر کرتا ہے تاکہ حقیقت پر پردہ ڈالے اور اس راوی کو پہچاننے کا طریقہ دشوار کر دے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی اس کوشش کو واضح کرتے ہیں اور اس پر تنبیہ کر کے اسے باطل کرتے ہیں اور جس نام یا کنیت کے ساتھ وہ مشہور ہوتا ہے اس کے ساتھ اسے ذکر کرتے ہیں۔ اس کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ جو اس فن میں ماہر نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جب ایک ہی راوی کو کبھی نام کے ساتھ اور کبھی کنیت کے ساتھ مذکور دیکھے تو اسے دو راوی سمجھ بیٹھے تو اس بیان سے اس وہم کا ازالہ ہو جائے گا اور اس کا نقصان بھی زائل ہو جائے گا۔

اس عمل میں سخت محنت کرنا پڑتی ہے اس کے لیے راویوں کے متعلق وسیع معلومات درکار ہونی ضروری ہے تاکہ یہ کام کامل طور پر کیا جاسکے اور امام بیہقی اس فن میں کامیاب تھے۔

اس کے شواہد میں سے ابوالعلاء کے متعلق ان کا یہ قول ہے:

ابوالعلاء یزید بن عبداللہ ثقات بصریوں میں سے تھے۔<sup>(1)</sup> اس کا ثقہ ہونا اس لیے بیان کیا ہے تاکہ یہ اپنے علاوہ کسی ضعیف راوی کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔

ضعیف قرار دینے میں ابو معشر کے کہتے ہیں :

”ابو معشر نحیح ضعیف ہے۔“<sup>(2)</sup>

اور ابو سعید کے متعلق کہا ہے کہ یہ سعید بن مرزبان بقال ہے اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔<sup>(3)</sup>

اور ابو معاذ کے متعلق کہتے ہیں:

”وہ سیمان بن ارقم ہے اور وہ متروک ہے۔“<sup>(4)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ رجال کے بارے میں واقع ہونے والے وہم کو دور کرتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ انہوں نے حدیث میں ایک بار عبدالرحمن بن سعد سے روایت کیا ہے اور دوسری بار عبدالرحمن بن ابی سعید کے لفظ سے بیان کرتے ہیں۔

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عبدالرحمن یہ ابن سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔<sup>(1)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 220 / 5

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 180 / 5

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 102 / 8

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 185 / 1

انہوں نے جبریل بن احر کے متعلق بھی اسی طرح بتایا ہے۔ کیونکہ بعض رواۃ نے جبریل بن احر کہا ہے اور بعض نے ابو بکر الاحری کہا ہے تو امام بیہقی رحمہ اللہ نے بتایا ہے کہ یہ ایک ہی ہے۔<sup>(2)</sup>

زکوٰۃ فطر میں ایک حدیث کی سند میں امام حاکم رحمہ اللہ سے یزید بن مسلم خولانی بیان ہو گیا جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے وہم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح وہی ہے جو ابو علی روزباری نے ابو یزید خولانی کہا ہے اور اس سند میں ان کی کنیت ذکر کی گئی ہے اور نام مبہم رکھا گیا ہے۔<sup>(3)</sup> وہ راوی جن کے نام تو ہیں۔ لیکن وہ ان ناموں کے ساتھ مشہور نہیں ہوئے وہ اپنی کنیت سے مشہور ہو گئے ہیں۔

ان کی مثالوں میں سے امام بیہقی رحمہ اللہ کا عبد اللہ بن یزید کے متعلق یہ قول ہے کہ یہ ابو عبد الرحمن حبلی ہے۔<sup>(4)</sup>

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک اسناد میں مذکور معروف بن حسان سمرقندی کے حال سے پردہ اٹھایا ہے کہ ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی ابو معاذ کنیت ہے اور منکر الحدیث ہے۔<sup>(5)</sup>

ان کے علاوہ بہت سے شواہد ہیں جو کہ واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ اس فن میں متنوع اسالیب استعمال کئے ہیں۔ اس کی اہمیت و عظمت کے لئے کبار محدثین نے متعدد کتب تصنیف کیں ہیں۔

### دالسنن الکبریٰ میں مختلف الاسماء راویوں کی نشاندہی:

یہ علم رواۃ کے ان متون میں سے ہے جن میں بہت وسعت کی ضرورت ہے اس لیے کہ راویوں کی اس قسم پر ضعف غالب ہے اور ان پر تنبیہ نہ کرنے میں بڑا خطرہ مضمر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے راوی زیادہ تر اس طریقے سے تدلیس کرتے ہیں کہ ان کے اس معاملے کا ادراک نہ کیا جاسکے اور نہ ہی ان سے اسناد میں خبرداری ہو اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان کو سمجھ لیا اور ان کے ضعف سے پردہ اٹھایا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ بیدار مغز، حاضر دماغ اور ان تمام اسماء سے باخبر تھے۔ جن اسماء میں مدلس راویوں نے تدلیس کی ہے تاکہ وہ محدثین کی جماعت سے اپنے مروی عنہ کے ضعف کو چھپا سکیں یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی محنت ہے اور اخبار و آثار کے رواۃ کے متعلق وسیع درایت ہے۔

### دالسنن الکبریٰ میں مشتبہ راویوں کی نشاندہی:

علم رواۃ کے فنون میں سے یہ ایک اہم فن ہے جو کہ وسیع معرفت اور کمال بیداری کا مقتضی ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی طرف بھی توجہ دی ہے۔

اس کی متعدد قسمیں ہیں ان میں سے ایک راوی کے نام میں اشتباہ یا کبھی اس کے نام اور اس کے باپ کے نام میں اشتباہ ہوتا ہے حالانکہ وہ حقیقت اور رتبہ میں دوراوی ہوتے ہیں۔

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 100 / 6

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 243 / 6

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : ص 162-163

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 466 / 2

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 20 / 1





### جرح و تعدیل کی اصطلاحی تعریف

کسی راوی کی عدالت میں طعن یا اس کی مدح و تعریف کرنا یا ایسا ضابطہ جو کسی راوی کی روایت کا ضعیف، یا قوی ہونا بتائے۔<sup>(1)</sup>  
 علم جرح و تعدیل راویوں کے مراتب کے بارے میں بحث کرتا ہے کہ ان کی روایت مخصوص الفاظ کے ساتھ قبول یا رد کی جائے گی۔ یہ نہایت فنی، باریک، عمدہ اور مخصوص دلالت والی تعبیرات پر مشتمل ہے۔<sup>(2)</sup>  
 یہ نہایت اہمیت کا حامل مستقل بالذات علم ہے نیز یہ علم حدیث کا نتیجہ ہے۔<sup>(3)</sup>

### محدثین کے منہج کے تین اساسی اصول ہیں :

1. ہمیں حدیث ایک لغت میں منقول ہوئی۔
  2. یہ حدیث خبر کے مثل ہے۔
  3. اس خبر کو بہت سے افراد نے بہت سے افراد سے نقل کیا۔
- انہی تینوں فوائد کو سامنے رکھتے ہوئے محدثین حکم لگاتے ہیں۔ نص حدیث ایک عربی نص اور خبر (اپنی سند اور متن کے لحاظ سے) ہے یہ اسی وقت تک صحیح ہے جب تک عربیت قائم رہے۔ ضروری ہے کہ ہم اس کے متن اور نقل کے مختلف طرق کی تحقیق کر کے اس کی ثقاہت کو جانیں۔ یہیں سے سند و متن پر نقد کی سوچ پروان چڑھی نیز عمومی جرح و تعدیل کے قواعد و ضوابط سامنے آئے اور افراد ایسی چیزوں کے مطالعہ میں مشغول ہوئے جس سے یہ بات سامنے آئی کہ مسلمانوں کے منہج میں ناقل کی پہچان بنیادی چیز ہے پھر منقول شدہ چیز کی تحقیق ہوتی ہے تاکہ وہم خطا اور علل سے بچا جاسکے۔<sup>(4)</sup>

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے راویوں کے احوال کی تحقیق پر نہایت عرق ریزی سے کام لیا۔ فرماتے ہیں :

جو بھی حفاظ حدیث کی راویوں کے حالات اور ان سے قبول و رد کے بارے میں گہری نظر رکھتا ہے وہ اس بات کو جان لے گا کہ ان لوگوں نے کس قدر محنت سے کام کیا۔ یہاں تک کہ اگر باپ میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کی خبر کو رد کرے تو بیٹا، باپ پر نقد کر رہا ہے اور باپ بیٹے پر اور بھائی بھائی پر وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے وہ رشتہ داریوں کو آڑے آنے دیتے ہیں اور نہ ہی مال کو۔ محدثین سے اس طرح کی بہت سی حکایات ہیں۔<sup>(5)</sup>

یوں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بڑے وسیع و عریض اور متنوع سمت میدان میں ممتاز آئمہ کے رواۃ کا علم، انکی تاریخ، طبقات و مراتب اور احوال کی وضاحت کا وافر حصہ ملا انہوں نے یہ سب اپنے وقت کے علماء و آئمہ سے بطریق سماع شرعی حاصل کیا اور انہوں نے اس کے

① الجرح والتعديل بين المتشددین والمتساهلين لحمد طاهر جوابي : ص 1

② أصول حدیث علومہ و مصطلحاتہ : ص 261

③ معرفة علوم الحديث لعبد الله محمد بن عبد الله حاكم : ص 52

④ مصطلح الحديث وأثره على الدرس اللغوي عند العرب لشرف الدين علي راجحي : ص 283 - 284

⑤ دلائل النبوة لبيہقي : 1/ 59



ساتھ وہ سب کچھ بھی ملایا جو انہیں اپنے شیوخ سے دوران بحث و تعلیم حاصل ہوا۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس بڑی دولت کو فنی طور پر استعمال کیا نیز اس کی شروط کو وسعت دی انہوں نے صرف صحیح پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کتاب میں حسن اور ضعیف کے بھی تمام درجات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے راویوں کے مراتب و احوال کے ساتھ ساتھ روایت کا حال واضح کیا نیز دیگر تمام متعلقہ امور کو بھی واضح کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں تیس ہزار سے زائد نصوص کے راویوں اور ان کے ممکنہ حد تک احوال اور مرویات کا حکم بیان کیا ہے۔ انہوں نے جرح و تعدیل کو اس کی عمدہ ترین صورت میں واضح کیا۔ اور یہ سب ساری کتاب کے مختلف ابواب و فصول میں پھیلا ہوا ملتا ہے اس سے امام صاحب کی وسیع النظری اور قوت علم کا پتہ چلتا ہے۔

### اول: السنن الکبریٰ میں راویوں کے مراتب

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے راویوں کی عدالت اور ضبط پر دلالت کے لیے مختلف الفاظ اور عبارتیں استعمال کی ہیں۔ انہوں نے ائمہ نقد کی نصوص اور ذاتی تجربے سے نتائج اخذ کیے۔ چنانچہ یہ الفاظ محدثین کی اصطلاح بن گئے اور کسی راوی کا مقام اور درجہ حدیث کو جاننے کے لیے متداول ہو گئے۔

### پہلا مرتبہ: اہل عدالت

ان کی دو اقسام ہیں :

#### 1. ثقات

یہ وہ لوگ ہیں جن کی حدیث حجت ہوتی ہے ان کی روایات مقبول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ رواۃ میں سے عدل و ضبط کے لحاظ سے سب سے عمدہ اور اعلیٰ درجے والے ہیں۔ ثقاہت کا مرتبہ ایسے مخصوص الفاظ اور عبارات سے ظاہر ہوتا ہے جو راویوں کے درجات کو ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ ثقہ بھی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک ہی مرتبہ کے نہیں ہیں یہاں قوت اور اعتبار کے لحاظ سے ان کے مابین نسبتی تفاوت ہے اختلافی مواقع پر ترجیح دینے کے لیے اور اس مرتبہ میں مشتمل عبارتوں کی وضاحت کے لیے اس کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے۔

### الف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کسی بھی صحابی کے لیے توثیق و تعدیل کو ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں۔<sup>(1)</sup> امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صحبت نبی فضائل و مراتب میں مختلف ہے چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ صرف ابوہریرہ کی روایت بیان کرنے سے پہلے فرماتے ہیں: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے محدثین میں سب سے زیادہ حافظ تھے سوا کی روایت اولیٰ ہے۔<sup>(2)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 4 / 249

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 242

## ب۔ تابعین اور تبع تابعین

- الحجة الثقة (حجت ثقہ) <sup>(1)</sup>
- الثقة الثبت (ثابت ثقہ) <sup>(2)</sup>
- المشہور بالحفظ والاتقان (حفظ و پختگی میں معروف)
- جیسا کہ ابویوسف الرقی کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اہل جزیرہ کے حفاظ میں سے ہیں۔ <sup>(3)</sup>
- العالم الثقة (ثقہ عالم) <sup>(4)</sup>
- الثقة المأمون (قابل اطمینان ثقہ) <sup>(5)</sup>
- الصدوق الثقة (صدوق ثقہ) <sup>(6)</sup>
- ثقاہت کے مفرد الفاظ درج ذیل ہیں:
- الحجة (قابل احتجاج) <sup>(7)</sup>
- الثقة (پختہ) <sup>(8)</sup>
- المشہور <sup>(9)</sup> (مشہور)
- المعروف <sup>(10)</sup> (معروف)
- جن ناقدین نے انکی تعریف کی جیسے۔ ابو زرہ رازی، ابو حاتم رازی، عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ۔ <sup>(11)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 14 / 4

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 167 / 10

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 125 - 124 / 7

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 196 / 7

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 239 / 5

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 201 / 2

⑦ السنن الکبریٰ للبیہقی : 179 / 6

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 375 / 1

⑨ السنن الکبریٰ للبیہقی : 20 / 1

⑩ السنن الکبریٰ للبیہقی : 140 / 4

⑪ السنن الکبریٰ للبیہقی : 90 / 4

- من ليس با لحافظ جداً (جو پختہ حفاظ نہیں) <sup>(1)</sup>
- الثقة إذا كان يروى عن الثقة (اگر ثقہ سے روایت کرے تو ثقہ ہے) <sup>(2)</sup>
- من روى عنه يحيى بن سعيد و ذلك لان يحيى بن سعيد لا يحدث إلا عن الثقات عنده (جس سے یحییٰ بن سعید نے نقل کیا ہے اور یہ اس لیے ثقہ ہے کہ یحییٰ بن سعید انہی سے نقل کرتے تھے جو ان کے ہاں ثقہ تھے) <sup>(3)</sup>
- الصالح الحديث (صحیح حدیث والا) <sup>(4)</sup>
- من لم يحتج به الشيخان البخاري و مسلم (جسے بخاری و مسلم نے حجت نہیں سمجھا) <sup>(5)</sup>
- من غيره أثبت منه (اس کا ماوا اس سے زیادہ ثابت ہے) <sup>(6)</sup>
- من غيره أوثق منه (اس کا غیر اس سے زیادہ ثقہ ہے) <sup>(7)</sup>
- جن کی روایات ان میں ضعف کے مختلف ہونے پر قبول کی جاتی ہیں جیسے
- من ليس به باس (جس میں کوئی حرج نہیں) <sup>(8)</sup>
- لا بأس به (اس میں کوئی حرج نہیں) <sup>(9)</sup>
- الصدوق الا رباہم فی الشئ (سچا ہے مگر بسا اوقات کسی چیز میں وہم کھاتا ہے)۔ <sup>(10)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 73 / 1

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 274 / 1

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 202 / 2

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 252 / 1

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 190 / 1

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 272 - 249 / 4

⑦ السنن الکبریٰ للبیہقی : 19 / 1

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 207 / 1

⑨ السنن الکبریٰ للبیہقی : 33 / 3

⑩ السنن الکبریٰ للبیہقی : 12 / 5

دوسرا مرتبہ: وہ ضعفاء جن کی حدیث اعتبار کے لیے لکھی جاتی ہے۔

اس مرتبہ میں بہت زیادہ ضعف والے افراد ہیں ان کی حدیث نظر و اعتبار کی غرض سے لکھی جاتی ہے ان کی متفرد ناقابل حجت ہوتی ہیں۔ ان کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

- من لا یفرح بما تفرد بہ (جس کا تفرد پسندیدہ نہیں) <sup>(1)</sup>
- من لیس بالقوی (جو قوی نہیں) <sup>(2)</sup>
- غیر قوی (غیر قوی ہے) <sup>(3)</sup>
- من لا یقبل منه ما یخالف فیہ الثقات (اگر ثقہ کی مخالفت کریں تو قبول نہ ہوگی)۔ <sup>(4)</sup>
- المختلف فی عدالتہ (جس کی عدالت میں اختلاف ہو) <sup>(5)</sup>
- من قد اختلف الحفاظ فی عدالتہ (۴) یا (جس کی عدالت کے بارے میں حفاظ کا اختلاف ہے) <sup>(6)</sup>
- المختلف فی ثقته و تضعیفه (جس کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے) <sup>(7)</sup>
- من کان غیر حافظ (جو حافظ نہیں) <sup>(8)</sup>
- منأحادیثہ لیست مستقیمہ، کان یغلظ فیہا (جس کی احادیث صحیح نہیں، یہ ان میں غلطی کرتا تھا) <sup>(9)</sup>
- من تکلموا فیہ (جس کی جرح میں محدثین نے کچھ نہ کچھ کہا) <sup>(10)</sup>
- من فیہ نظر (جس میں نظر ہے) <sup>(1)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 2 / 355

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 392

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 303

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 242

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 2 / 403

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 205

⑦ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 250

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 4 / 12

⑨ السنن الکبریٰ للبیہقی : 6 / 328

⑩ السنن الکبریٰ للبیہقی : 7 / 261

- الكثير الوهم، الكثير الخطاء، الشئ الحفظ (بہت زیادہ وہم کرنے والا، بہت زیادہ غلطی کرنے والا، برے حافظے والا) (2)
- الضعيف (کمزور) (3)
- المطعون فيه (جس کے بارے میں طعن کیا گیا ہو) (4)
- المجہول نتت (نامعلوم) (5)

### تیسرا مرتبہ: متروک اور مردود الحدیث راویوں کا

- اس درجہ میں ایسے راوی نہیں جن کی روایت رد اور ترک کر دی جاتی ہے۔ یہ آئمہ نقد کے ہاں ان کا عملاً جھوٹ بولنا، وہم کھانا اور غفلت برتنا متروک ہیں اور ان کی حدیث متروک اور ناقابل التفات ہوگی۔
- امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس درجہ کے لوگوں کے لیے مندرجہ ذیل عبارتیں استعمال کی ہیں :
- المنکر الحدیث (منکر الحدیث) (6)
  - المنکر الحدیث الذی لا یتابع فی حدیثہ (وہ منکر الحدیث جس کی بیان کردہ حدیث کی متابعت نہ کی جائے) (7)
  - المنکر الحدیث الذی ضعفہ الائمة و ترکوہ (وہ منکر الحدیث جسے آئمہ نے ضعیف اور متروک جانا) (8)
  - المتروک الحدیث (جس کی روایت کو رد کر دیا گیا) (9)
  - المنکر الحدیث متروک (منکر الحدیث اور متروک) (1)

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 102 / 318 - 356

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 5 / 105

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 66، 10، 122

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 8 / 63

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 279 - 357

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 405، 40 - 428

⑦ السنن الکبریٰ للبیہقی : 3 / 171

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 10 / 30

⑨ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 185، 240، 252

- من یرمی بالكذب ویتهم بالكذب (جس پر کذب کی تہمت ہے) (2)
- الكذاب المتروک (کذاب اور متروک) (3)
- من یضع الحدیث علی ثقات المسلمین (۶) (حدیث گھڑ کے ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرنے والا) (4)
- المعروف یوضع الحدیث (حدیث گھڑنے میں معروف) (5)

## دوم۔ السنن الکبریٰ میں جرح و تعدیل کے بارے میں اہم تشبیہات

### عبارات تنقیدیہ کا جرح و تعدیل کے مقامات سے متعلقہ ایک خاص تعلق

یہ جاننا ضروری ہے کہ جرح و تعدیل کو متضمن ایسی عبارتیں جو امام بیہقی رحمہ اللہ سے احادیث پر حکم لگانے کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں ایک کل کی مانند ہیں ان کا فن و اجتہاد ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے وہ علیحدہ اور مستقل بالذات نہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کا مقصد محض حکم لگانا نہیں تھا بلکہ جرح و تعدیل کے بارے میں ان کی ہر عبارت اپنے محل کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ان کی کتاب میں بہت سے حکم ایسے ہیں جنہیں راوی کے لیے عام نہیں بنایا گیا انہوں نے راوی کے درجہ کی وضاحت کی غرض سے صحیح مثالوں میں اس کا یہ حکم بیان کیا ہے۔ اور اس طرح کے مواقع درایت، انداز اسلوب اور منہج بیہقی کے فہم کے مرہون منت ہیں۔ تاکہ پڑھنے والا عموم اور عدم تدبر کی وجہ سے غلطی نہ کرے۔ کیونکہ السنن الکبریٰ، محض رواۃ کے احوال پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ مختلف آثار و اخبار ہیں اس لیے نصوص کتاب کے صحیح حکم تک پہنچنے کے لیے نہایت باریک معیار ہے شاید انہوں نے خاص عبارات کے استعمال سے ثقہ صدوق کی روایت رد کی ہے، مثلاً: لم یحتج بہ الشیخان (6) (بخاری مسلم کے نزدیک ناقابل حجت ہے)۔ یہ الفاظ دو مختلف روایات ہیں ترجیح کے لیے اس وقت استعمال ہوتے ہیں جب ثقہ اوثق کی مخالفت کرے۔ اب اسلوب بیہقی سے ناواقف قاری مطلقاً اس ثقہ کی تضعیف مراد لے گا کیونکہ اس سے شیخان نے نقل نہیں کیا۔ اسی وجہ سے ترکمانی نے بیہقی پر اعتراض کیا ہے۔ (7) اس کی مزید وضاحتی مثال قول بیہقی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے بارہ میں ہے۔ لایحتج بہ (8) (یہ ناقابل حجت ہے) اور دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 176 / 3

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 426 / 7

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 401 / 2

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 10 - 6 / 1

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 228 / 7

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 304، 190 / 1

⑦ الجوهر النقی فی الرد للبیہقی لعلاء الدین علی بن عثمان ترکمانی : 304 / 1

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 329 / 3

اس کی حدیث ناقابل حجت ہے۔ کیونکہ یہ اہل معرفت کے ہاں یزید بن ابی زیاد سے بھی زیادہ برے حالات والا ہے۔<sup>(1)</sup> حالانکہ امام بیہقی رحمہ اللہ جانتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد محدثین کے ہاں ضعیف ہے اب ان احکامات سے واقف پڑھنے والا یہ خیال کرے گا کہ بیہقی نے ابن ابی لیلیٰ کی تمام روایات کو رد کر دیا ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں اگر ہم تمام اقوال کو جمع کریں گے تو بات واضح ہوگی۔

ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں :

”اگرچہ یہ بڑا فقیہ ہے۔ لیکن سوء حفظ اسانید و متون میں بکثرت خطاء اور حفاظ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے حدیث میں ضعیف

ہے اللہ ہمیں اور اسے معاف کرے۔“<sup>(2)</sup>

ایک دوسری فنی عبارت میں یوں تلخیص کی ہے:

اس کا تفرد عمدہ نہیں۔<sup>(3)</sup>

اس بارے میں اپنی رائے کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

غیر قوی ہے۔<sup>(4)</sup> اور محمد بن ابی لیلیٰ حافظ ابن حجر کے ہاں صدوق اور بہت زیادہ خراب حافظے والا ہے۔<sup>(5)</sup>

اور یہ عبارت بیہقی کی عبارت غیر قوی کے قریب ہے۔ اس کی متفرد روایات صحیح نہیں جیسا کہ بعض جگہ صراحت کی ہے۔

اسی طرح کا حکم حجاج بن ارطاة کے بارے میں ہے اس سے اپنی کتاب میں بائیس جگہ پر تعرض کیا<sup>(6)</sup> عبد اللہ بن ابی لہیعہ مصری کے بارے میں نو مرتبہ کلام کیا<sup>(7)</sup> اسی طرح اسماعیل بن عیاش ابو عبیدہ الحمصی کا سات مرتبہ تذکرہ کیا۔<sup>(8)</sup>

مجھے یہ بات امام بیہقی رحمہ اللہ کے اہتمام اور اس چیز کی اہمیت کے پیش نظر معلوم ہوئی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس میدان میں ماہر تھے انہوں نے پوری کتاب میں اس کو واضح کیا۔ کہ متفرد جس کا تفرد مقبول نہیں کی روایت ضعیف کی طرح ہے اور ایسی حدیث محدثین کے ہاں منکر و مردود ہے۔<sup>(9)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 77 / 2

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 334 / 5

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 255 / 2

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 73 / 5

⑤ تقریب التهذیب لابن حجر العسقلانی : 184 / 2

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 266، 263، 302 / 1

⑦ السنن الکبریٰ للبیہقی : 240، 142، 89 / 1

⑧ السنن الکبریٰ للبیہقی : 77 / 2

⑨ فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث لمحمد بن عبد الرحمن بن محمد سخاوی : 202 / 1

## مراتب الجرح والتعديل

جرح و تعديل میں امام بیہقی کے ہاں مراتب رواۃ

امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں مراتب رواۃ تین ہیں:

تعديل کے دو مراتب

جرح کا ایک مرتبہ

تعديل سے متعلقہ دونوں مراتب کے مابین تفاوت ہے۔

1. رجال صحیح اور صحیح درجات کا مرتبہ

جب کوئی راوی اعلیٰ درجہ کی تعديل و توثیق میں داخل ہو۔ اور یہ صحیح حدیث کی شرط ہے۔

2. حسن رجال کا مرتبہ

یہ دلیل لینے کے مراتب میں کم درجہ کا مرتبہ ہے اور اس کی مثال حدیث حسن کے رجال ہیں۔

## ضعیف رجال کا مرتبہ

اس کی دو اقسام ہیں:

1. ایسا ضعیف جس کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کا تفرد اور مخالفت قبول نہیں ہوتی۔ لیکن اس کی حدیث اعتبار کے لیے ہوتی

ہے اس سے شواہد و متابعات میں افادہ کیا جاتا ہے۔ ایسے راوی کی روایت مواعظ اور سیر وغیرہ میں قبول کی جاتی

ہے۔ درجہ اعتبار سے کم ہونے کی وجہ سے اس کی روایت احکام میں معتبر شمار نہیں ہوتی۔<sup>(1)</sup>

2. ضعف کا دوسرا مرتبہ: اس میں ایسی جرح ہوتی ہے جو راوی کی عدالت اور اس سے احتجاج (دلیل بنانے کو) ساقط کر دیتی ہے۔

رجال حدیث کی صفت غیر مقبول / مردود ہے اس میں جھوٹ کی تہمت، حدیث گھڑنے کا الزام اور قصداً یا وہم

چوری کا الزام شامل ہے ایسے افراد کا حکم امام بیہقی کے ہاں مردود اور متروک کا ہے۔ ان سے دلیل نہیں لی جائے گی

اور نہ ہی ان کی حدیث قابل التفات ہوگی۔<sup>(2)</sup>

## تیسری بات: امام بیہقی رحمہ اللہ کی جداگانہ تنقیدی اصطلاحات

امام بیہقی رحمہ اللہ چند عبارات کے استعمال میں متفرد ہیں۔ خاص عبارات درج ذیل ہیں۔

1. لم يحتج الشيخان البخاری و مسلم<sup>(3)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 46 - 50

② دلائل النبوة للبیہقی : 1 / 45

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 304، 19



امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ عبارت السنن الکبریٰ میں بکثرت استعمال کی ہے کسی اور نے یہ عبارت استعمال نہیں کی کبھی تو یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے جب پڑھنے والا غور و فکر کرتا ہے تو اسے بڑا عظیم خیال کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بیہقی بیک وقت محدث و فقیہ ہیں ان دونوں علوم کا نتیجہ ہے کہ انہیں مسائل کے حل اور نقد پر کامل دسترس تھی۔

یہ عبارت ایک جامع اثر ہے چنانچہ صحیحین کا مقام و مرتبہ بہت نمایاں اور واضح ہے۔ ان کے رجال اعلیٰ ترین ہیں اور اسی طرح انکا متن بھی۔ لیکن امام بیہقی نے ان دونوں کو دو احادیث کے مابین ترجیح کے لیے معیار مقرر فرمایا:

اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم جانتے ہیں کہ شیخین نے صرف صحیح یا ثقہ افراد سے نقل نہیں کیا<sup>(1)</sup> یہ مطلب نہیں کہ جس سے شیخین نے نقل نہیں کیا وہ ثقہ نہیں جسے انہوں نے صحیح میں نقل نہیں کیا وہ روایت صحیح نہیں اس کا کوئی بھی قائل نہیں امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں سینکڑوں ایسی احادیث کی تصحیح کی ہے جنہیں شیخین نے نہیں نقل کیا۔ انہوں نے ترجیح میں یہ باریک معیار مقرر کیا دو حدیثوں میں اختلاف کے موقع پر انہوں نے اقویٰ کو دلیل بنایا۔ کیونکہ کبھی ایک حکم میں دو روایات مختلف ہوتی ہیں۔ ان میں تطبیق کی بھی کوئی صورت بنتی ہے نہ نسخ و منسوخ کی تو ترجیح لابدی امر ہے۔ کیونکہ دونوں مختلف روایتوں میں صرف ایک ہی حکم صحیح ہو سکتا ہے۔<sup>(2)</sup>

اسی چیز کو بنیاد بناتے ہوئے امام بیہقی رحمہ اللہ نے داود بن عبد اللہ کے متعلق فرمایا۔ اس سے شیخین نے دلیل نہیں پکڑی<sup>(3)</sup> حالانکہ داؤد ثقہ ہے اصحاب سنن اربعہ نے ان سے نقل کیا ہے<sup>(4)</sup> جب بقیہ اس طرح کی عبارات کو دیکھتے ہیں تو امام بیہقی رحمہ اللہ کا عظیم منہج واضح ہوتا ہے۔

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: غیرہ اثبت منہ<sup>(5)</sup>

نیز فرماتے ہیں: غیرہ أوثق منہ<sup>(6)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں یہ جرح نہیں بلکہ ثقہ کے مراتب کی وضاحت کے لیے ہے۔ یہ علل کی حقیقی روح ہے۔ کیونکہ ثقہ کے مراتب ایک جیسے نہیں ہیں<sup>(7)</sup> اس طرح کے فہم کا ادراک اس وقت ہوتا ہے جب ثقہ کے درجات میں نہ ظاہر ہونے والا فرق ہو۔ حافظ عراقی نے اس باریک نکتہ کو مختلف روایات مقبولہ میں ترجیح کا معیار مقرر کیا ہے ان معیاروں میں ”کون احدھا اتفق علیہ الشیخان

① المختصر فی علوم الحدیث لعجاج ابن الخطیب: ص 135-136

② السنن الکبریٰ للبیہقی: 210 / 10

③ السنن الکبریٰ للبیہقی: 190 / 1

④ تقریب التہذیب لابن حجر أحمد بن علی العسقلانی: 231 / 1

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی: 272-249 / 4

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی: 19 / 1

⑦ العلل فی الحدیث لہام عبد الرحیم سعید: ص 23

“(1) بھی ہے۔

2. ليس بالمعروف جداً (بہت زیادہ معروف نہیں) (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں اس عبارت کی تنقیدی دلالت ہے۔ انکی اس سے مراد ”مستور“ راوی ہے کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے پوری کتاب میں یہ لفظ مجہول کے لیے بولا ہے۔ (3)

اور انہوں نے یہ عبارت ہانی بن ہانی ہمدانی کوئی کے لیے استعمال کی ہے اور یہ ائمہ کے نزدیک ”مستور“ ہے۔ (4)

3. إنا لا نحفظ عنه إلا هذا الحديث (ہم اس سے صرف یہی حدیث جانتے ہیں) (5)

اس سے انکی مراد ہوتی ہے یہ مجہول ہے مستور نہیں اور مجہول سے اوپر ہے جیسا کہ انہوں نے اسود بن ثعلبہ پر حکم لگایا ہے۔ (6) کبھی اس رتبہ کے لیے درج ذیل عبارت بھی استعمال کی ہے۔

4. لم يثبت من معرفته ما يوجب قبول روايته (7)

اور کبھی کہتے ہیں: ولم يثبت من عدالته ما يوجب قبول خبره (8)

یہ عبارت جہالت کے قریب یا جہالت میں داخلے کا حکم لگائی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ عبارت مجہول کے لیے استعمال کی ہے فرماتے ہیں: ایسے شخص سے متعلق بات کرتے ہوئے جس کی روایت ترغیب و ترہیب میں قبول ہوتی ہے احکام میں نہیں یا مجہول ہو جس کی عدالت ثابت نہیں اس کی خبر کے قبول کی بھی وہی شرطیں ہیں جو عام خبر کے قبول کے لیے ہیں۔ (9)

ان کے نزدیک راوی کا عادل ہونا ضروری ہے وہ عادل و عدالت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایسا عاقل بالغ مسلم ہو جو کبیرہ کا مرتکب ہو نہ صغیرہ پر اصرار کرنے والا اور عام عادت میں مروت کا تارک نہ ہو (10) اسی چیز کو التزام کے ساتھ بیان کیا ہے۔

① التنقيذ والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح لزين الدين عبد الرحيم بن حسين عراقي: ص 250

② السنن الكبرى للبيهقي: 1 / 44

③ السنن الكبرى للبيهقي: 1 / 279

④ تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني: 11 / 22 - 23

⑤ السنن الكبرى للبيهقي: 6 / 125

⑥ السنن الكبرى للبيهقي: 2 / 135

⑦ السنن الكبرى للبيهقي: 7 / 349

⑧ السنن الكبرى للبيهقي: 2 / 7

⑨ دلائل النبوة للبيهقي: 1 / 64

⑩ السنن الكبرى للبيهقي: 10 / 182

اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

قاضی دراہم کے بارے میں ایسے شخص کی شہادت قبول کرنے میں توقف کرے جسے وہ جانتا نہیں حتیٰ کہ اسے جان لے تو قبول روایت میں تو اس چیز کو مد نظر رکھنا چاہیے۔<sup>(1)</sup>

اسی طرح مبہم اور ایسا راوی جس کا سند میں نام مذکور نہ ہو امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جہالت یا سب سے بڑا عیب ہے۔ چنانچہ وہ ایسے راوی کو سند میں ساقط شمار کرتے ہیں انہوں نے شجاع بن ولید سے حدیث نقل کرتے ہوئے کہا۔ حدثنا بعض إخواننا عن ابن جریج۔ (ہمارے بعض بھائیوں نے ابن جریج سے نقل کیا ہے)

## 5. فیہ نظر

امام بیہقی رحمہ اللہ یہ لفظ ایسے راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جس کی روایت میں منکر راوی ہوں ان کے ہاں مراتب جرح میں یہ سب سے زیادہ وسعت والا ہے یعنی یہ راوی مجروح کو مکمل طور پر ساقط نہیں کرتے جیسا کہ جسہ بنت دجاجة عاریہ کے حالات کے بارے میں کہتے ہیں:

”وہی من الرواة المقبولین“ (یہ مقبول راویوں میں سے ہے) فرمایا: فیہا نظر۔<sup>(2)</sup>

## چہارم: جرح و تعدیل میں منہج اور سنن بیہقی کے خصائص

جرح و تعدیل کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے وسیع معلومات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا احوال رواۃ کے بیان اور صریح، قوی، واضح، معروف اور نقدی عبارتوں کے ذریعے ان کی درجہ بندی کا ذوق کس قدر عمدہ ہے۔ جرح و تعدیل میں ان کے منہجی خصائص درج ذیل ہیں۔

### 1. راوی کے ہمہ جہت پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے قوی جرح کو خفیف جرح پر مقدم کرنا:

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نافع بن السلیٰ ابوہر مزہصریٰ کو یحییٰ بن معین نے کذاب اور احمد بن حنبل وغیرہ نے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔<sup>(3)</sup> اور مغیرہ بن موسیٰ کے بارے میں فرمایا:

بخاری نے منکر الحدیث اور ابن عدی نے کہا کہ مغیرہ بن موسیٰ ثقہ ہے۔<sup>(4)</sup>

### 2. راوی پر ناقدین کے حکم کے موافق جرح کو تعدیل پر مقدم کرنا

① قراءة خلق الإمام للبيهقي: ص 127

② السنن الكبرى للبيهقي: 96 / 6

③ السنن الكبرى للبيهقي: 152 / 2

④ السنن الكبرى للبيهقي: 125 / 7

عبد اللہ بن عبد اللہ ابو المنیب کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بقول بخاری: اس کے پاس منکر روایات بھی ہیں اور ابو احمد نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔<sup>(1)</sup>

عبد اللہ بن زید بن اسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ ضعیف ہے یحییٰ بن معین نے اس پر جرح کی ہے جبکہ احمد بن حنبل اور علی بن مدینی اسے ثقہ شمار کرتے ہیں۔<sup>(2)</sup>

### 3. اقوال ائمہ کے مطابق کسی راوی پر حکم لگانا

اس بات کے اظہار کے لیے اختصار سے کام لیتے ہوئے عمدہ فنی، تنقیدی عبارت کا استدلال کرتے ہیں۔

عمرو بن خالد ابو مخلد واسطی کے متعلق فرماتے ہیں:

وضع حدیث میں معروف ہے۔ و کج نے بھی یہی بات کہی ہے کہ یہ ہمارا پڑوسی تھا جب لوگ اسے جان گئے تو یہ ”واسط“ منتقل ہو گیا۔<sup>(3)</sup>

ایک دوسری سند میں اقوال ائمہ کو اجمالی اور جامع طریقے سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ متروک اور حفاظ حدیث کے ہاں کذاب ہے۔<sup>(4)</sup>

### 4. اقوال ائمہ کی وضاحت اور اس کا مقصودی معنی بیان کرنا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یزید الدالانی ابو خالد کے متعلق فرماتے ہیں:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بقول دالانی کو اصحاب قتادہ سے کوئی واسطہ نہیں۔<sup>(5)</sup>

اور مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بخاری نے بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنایا کیونکہ ان کے علم کے مطابق دالانی نے قتادہ سے سماع نہیں کیا۔<sup>(6)</sup>

اور اپنی حدیث عن عبد الرحمن جلیس لمسعر بن کدام میں فرماتے ہیں:

”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے میں نہیں جانتا یہ حدیث کیا ہے۔“

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 2 / 470

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 254

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 228

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 2 / 401

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 121

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 2 / 215

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عبدالرحمن کے حالات سے بے خبر تھے۔

اور بسا اوقات تفسیر کرتے ہو حفاظ کی جرح میں مزید عمیق جرح کر کے اسے موکد کرتے۔ کیونکہ وہ ناقدین کے اقوال کا بخوبی علم و فہم رکھتے تھے۔

قیس بن طلق کے متعلق فرماتے ہیں :

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے قیس سے سوال کیا تو اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ پائی جس سے اس کی خبر قبول کی جاسکتی ہو اور ہماری بیان کردہ اس کی حدیثی ثقاہت اس کے برعکس ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے دقیق جرح فرماتے ہوئے کہتے ہیں :

یحییٰ بن معین نے کہا ہے قیس بن طلق کے بارے میں لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی حدیث ناقابل حجت ہے اور ابن ابی حاتم کہتے

ہیں میں نے اپنے باپ اور ابو زرہ سے سوال کیا تو ان دونوں نے فرمایا یہ اصحاب ناقابل احتجاج، کمزور اور غیر ثابت ہیں۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ آئمہ کی تنقیدی عبارات کی وضاحت و تفصیل کی روشنی میں اپنی آراء کی بنیاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اقوال آئمہ سے بخول واقف تھے۔ یہاں تک بس نہیں بلکہ وہ ایسے مواقع پر ایسی چیزیں بھی نقل کرتے جنہیں بنیاد بناتے ہوئے دو مختلف حدیثوں میں ترجیح یا دیگر علتوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

اسی طرح امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں :

انہوں نے فرمایا کہ وہ اسود بن یزید غنمی سے نقل کرتے ہیں کہ عروہ اثبت ہے یا ابراہیم پھر خود ہی فرماتے ہیں :

اہل حجاز زیادہ ثابت ہیں۔

امام بیہقی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں :

علی بن مدینی کا مطلب ہے عروہ اور ان کی طرح دیگر افراد اہل حجاز سے نقل کرتے ہیں اہل کوفہ کی روایت میں زیادہ صحیح ہیں۔

## 5. صاحب قول کی طرف اسکے تنقیدی قول کی نسبت کرنا

عموماً امام بیہقی رحمہ اللہ قول کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ علمی امانت میں یہ بہت بڑا کام اور تنقیدی سرمایہ ہے جیسا کہ تنقید کی اہمیت ہے۔ چنانچہ عکرمہ بن عمار کے بارہ میں ان کا قول ہے۔

آئمہ اس کی تعدیل کے بارے میں مختلف نظر آتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید اور احمد بن حنبل نے اسے اچھا نہیں جانا اور بخاری نے سخت ضعیف کہا ہے۔<sup>(2)</sup>

اور محمد بن کثیر سلمیٰ بصری کے متعلق فرماتے ہیں : ابن عدی اور بخاری کے بقول یہ منکر الحدیث ہے۔<sup>(3)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 135

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 1 / 135

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 8 / 341

## 6. راویوں پر نقد کے حوالے سے گراں قدر قواعد وضع کرنا

یہ بات ان کے علمی تجربہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس طرح کے احکام صرف باخبر آدمی ہی وضع کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر فرماتے ہیں :

ابن حنفیہ (محمد) سے عبدالاعلیٰ کی روایات اہل بیت کے ہاں ضعیف ہیں۔<sup>(1)</sup>

اور ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں فرماتے ہیں :

ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو نہیں پایا۔<sup>(2)</sup>

لہذا ابو عبیدہ کی اپنے باپ سے تمام روایات مرسل ہوں گی وہ کسی بھی صورت میں متصل نہیں ہوں گی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ سعید بن ابی عروہ کی منفرد روایات میں حکم لگاتے ہیں حفاظ حدیث توقف اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ ابن ابی عروہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔<sup>(3)</sup>

اور اسی طرح یزید بن ہارون کے جریری سے سماع کے متعلق فرماتے ہیں :

سعید بن ایاس جریری اگرچہ ثقہ ہیں۔ لیکن آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے اور یزید بن ہارون کا ان سے سماع ان کی آخری عمر میں

ہے۔<sup>(4)</sup>

## 7. استعمال سے قبل ناقدین کے اقوال کی تحقیق

امام بیہقی رحمہ اللہ نقادانہ کے اقوال اور عمدہ خبریں استعمال میں لاتے ہیں اور ان کی مراد ناقدین آئمہ حدیث سے بخاری، ابن معین، ابن حنبل، ابو حاتم اور ابن عدی ہوتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ ان اقوال کی تحقیق بھی کرتے ہیں وہ کسی بھی صورت میں کسی کے قول کے مقلد نہیں بنتے بلکہ بوقت ضرورت اگر کسی کے قول کی مخالفت لازم آئے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے۔<sup>(5)</sup>

## 8. جرح و تعدیل کے خاص احکام بیان کرنا

امام بیہقی رحمہ اللہ کئی ایسے حکم ان رواۃ کے متعلق لگائے گئے ہیں جن سے متعلق پہلے کسی امام نے بھی جرح یا تعدیل نہیں کی۔ اپنی کتاب کے ”کتاب السبق والرمی“ میں مرفوع حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ حماد بن سلیمان کے طریق سے ہے اور حماد بن سلیمان مجہول ہے۔<sup>(6)</sup>

① السنن الکبریٰ للبیہقی : 365 / 7

② السنن الکبریٰ للبیہقی : 403 / 1

③ السنن الکبریٰ للبیہقی : 271 / 10

④ السنن الکبریٰ للبیہقی : 360 / 9

⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی : 140 / 4

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی : 20 / 10

اس کے بارے میں سوائے بیہقی کے کسی نے بھی کلام نہیں کی۔ لوگوں نے اس راوی کی بابت حکم انہی سے لیا ہے۔<sup>(1)</sup> یوں ہم پر امام بیہقی رحمہ اللہ کی عظیم محنت اور جرح و تعدیل میں ید طولیٰ اور وسعت علمی ان کی کتاب السنن الکبریٰ میں نظر آتی ہے۔ اس محنت شاقہ میں احوال رواۃ اور ان کی نہایت عمدگی سے تحقیق و تفصیل کو بیان کیا گیا ہے تاکہ حق کو واضح کر کے درست حکم لگایا جاسکے۔ اس کے لیے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ یہ سب کچھ روایات کی تمیز کے لیے کہا گیا تاکہ صحیح، غلط اور مقبول و مردود جدا جدا ہو سکیں۔

اس معاملے میں جب دیگر امہات کتب حدیث سوائے بخاری و مسلم کے تقابل کیا جائے تو بلاشبہ ان تمام میں السنن الکبریٰ، ممتاز اور یگانہ نظر آتی ہے بلکہ اگر ہم جامع ترمذی اور سنن دارقطنی کو نکال دیں فن حدیث کی کوئی بھی کتاب اس کے مقابل نظر نہیں آتی۔ خاص کر جرح و تعدیل اور احوال رواۃ پر کام کے حوالے سے اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر کام تو کیا۔ لیکن یہ بیہقی کا عشر عشر بھی نہیں۔ اسے اولیت اور خوش اسلوبی میں برتری حاصل ہے۔ جہاں تک سنن دارقطنی ہے جب ہم دونوں کتابوں (بیہقی اور دارقطنی) کی موضوعاتی کیفیت کا تقابل کرتے ہیں تو بیہقی کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ کو ان کی کتاب کے بلند مقام کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ کتاب اپنے موضوع کی اہمیت، جرح و تعدیل اور احوال رواۃ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ کتاب جمہور رجال سنن، اہل علم اور آثار کے راویوں پر مشتمل ہے یہ اپنے حدیثی موضوع اور سند و متن کے اعتبار سے دیگر کتب حدیث سے اعلیٰ درجے کی ہے۔ کیونکہ اس بہت عمدہ اور ان دیکھے فوائد ہیں ان کا اہل علم ہی ادراک کر سکتے ہیں۔ ہاں جدید کتب حدیث میں چند نادر اور مختلف فوائد موجود ہیں۔ امام بیہقی نے مواد حدیث کو جمع، آسان اور مفسر بنایا۔ خصوصاً اہم تنقیدی نکات کو زیر بحث لا کر پڑھنے والے کے لیے بہت آسانی پیدا کی اور اسے آئندہ پیش آنے والے مسائل سے عہدہ برآں کر دیا۔ اس میں اس کے لیے عمدہ طریقہ، اسلوب اور آگے نکلنے کے لیے بہترین راہ موجود ہے۔ کیونکہ ان کی یہ کتاب مرویات حدیث کے مختلف تنوع کی تنقیدی دولت سے مالا مال ہے۔ اس میں نصوص اپنے احکام سے جڑی ہوئی ہیں احکام نہایت واضح ہیں جو تمام تنقیدی امور کو لاتے ہوئے اسے علم کے فنی مراحل پر لا کر کھڑا کرتا ہے جس سے اسے نقد اور تحقیق کا حظ وافر حاصل ہوتا ہے۔ یہی فوائد اس کی اہمیت و مقام اور فہم حدیث کے لیے کافی ہیں۔

① لسان المیزان لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني : 2 / 348

2

## فصلِ دوم

السنن الکبریٰ میں نقدِ متن



## السنن الکبریٰ میں نقد متن

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند و متن پر نقد کا بھرپور اہتمام اور انکی تحقیق کی چنانچہ السنن الکبریٰ امام بیہقی رحمہ اللہ کی تمام مصنفات علمیہ میں سے ممتاز اور علمی لحاظ سے منفرد ہے۔

یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی تحقیق اخبار و آثار اور علمی وسعت کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم علل اوہام چھوٹی سے چھوٹی غلطی سے بھی باخبر ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ متن کو مرکزی اہتمام کی حیثیت دیتے ہیں وہ متن کو نقد کے تراز و اور دقیق معیار پر رکھتے ہیں تاکہ صحت متن، حفظ الفاظ اور تحریف سے بچاؤ حاصل ہو سکے۔

### نقد متن

#### 1. نقد متن کی حدود

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقد متن پر خبردار کرتے ہوئے اس کی ضرورت و اہمیت کا ادراک کیا، انہوں نے نقد علمی کے ایسے اصول وضع کئے جن کی روشنی میں راوی اور روایت کی تحقیق کی جاسکتی ہے اور متون، اسانید سمیت تنقیدی اصولوں کے مطابق پیش کیے تاکہ غلطی سے بچا جاسکے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے محض اصول وضع نہیں کیا بلکہ اس کی بنیاد کی بھی وضاحت کی تاکہ اس کی ضرورت سے ہر دور میں محدثین باخبر رہیں۔

اسی وجہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک انتہائی اہم بحث تحریر کی جس کا نام ”انتقاد الروایۃ، وما یستدل بہ علی خطاء الحدیث“<sup>(1)</sup> (راوی پر نقد کرنا اور ایسی چیز کی وضاحت جس سے حدیث کی خطا پر استدلال کیا جاتا ہے) اس کے تحت انہوں نے بہت مسائل بذریعہ نصوص پیش کیے ہیں جو اس منہج کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کے خفیہ پہلوؤں سے پردہ ہٹاتے اور مبہم اصولوں کی خوب وضاحت کرتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کا ”انتقاد الروایۃ“ کا عنوان منتخب کرنا ان کے اس موضوع پر وسعت علمی کی دلیل ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس میں بات کا آغاز ”نقد المتن“ سے کیا اور اس پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے سلف اور بڑے جہاندیدہ حفاظ کے اقوال اس بارے میں بطور اصل نقل کیے ہیں۔<sup>(2)</sup>

امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں :

”اکثر اوقات حدیث کے صدق و کذب کا استدلال منہج کے صدق و کذب سے ہوتا ہے سوائے چند خاص احادیث کے۔ یہ اس کے بارے میں صدق و کذب پر اس لیے دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ جب محدث حدیث بیان کرتا ہے۔ تو اس کی مثل لانا جائز نہیں ہوتا یا

① معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 48

② معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 48

وہ ایسی چیز کی مخالفت کرتا ہے جو اسے سے سچائی پر دلیلوں کے اعتبار سے بہت زیادہ اور بکثرت ثابت ہوتی ہے۔“ (1)

یہ عبارت کئی اہم فوائد پر مشتمل ہے:

الف۔ نقد متن کے میدان میں ماہر ہونا اور اس کے ہمہ پہلوؤں کو جاننا کیونکہ اس علم سے جہالت کی صورت میں خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ ایسا خطرہ ہوتا ہے جو مستشرقین اور ان کے ہم نواؤں سے سنت پر محاصمہ کی صورت میں ضبط و جنون کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور اسی سے مستشرقین کا کھڑا کردہ طوفان اور ان کے مفاد مرتب ہوتے ہیں کہ مسلمانوں نے سنت کے متن کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ یہ بات اس حد تک اچھالی گئی کہ غیروں اور اپنوں نے اس عمدہ بحث کو گدلا کر دیا اور وہ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ نقد متن پر محدثین کا کام اور معیار کہاں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس ریلے میں بہت سارے غیر اور جو لوگ اس مسئلہ کا علم نہیں رکھتے تھے، بہہ گئے اور نقد متن کی خوفناک صورت پیش کرنے لگے وہ اسے بڑی اہمیت دینے لگے یہاں تک کہ اسے وسعتوں کے لحاظ سے نقد سند کے برابر لاکھڑا کیا بلکہ بعض کے ہاں تو نقد متن، نقد اسناد سے پر غالب ہے انہوں نے صحت حدیث کے لیے اسے اصل قرار دیا اور وہ غلطی کا جواب غلطی سے دینے لگے اور اشکال کے ذریعے سے اشکال رفع کرنے لگے۔ جیسا کہ یہ دعویٰ ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلا۔ بعض غیور مسلمانوں نے مستشرقین (جو اس معاملہ میں پیش پیش تھے) کا راستہ بے جاد لیری سے روکا جس کا لازمی نتیجہ فساد تھا۔ انہوں نے اسلم تسلیم والا راستہ اپنایا حالانکہ اسلام تو دفاع کے لئے لڑائی کی اجازت دیتا ہے اور انہوں نے اس معنی جہاد کو غلط رنگ دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو نقل کر کے اپنی بات نقد متن کے حوالے سے شروع کی تاکہ اس اہل معاملہ کو بغیر نقصان و ہلاکت کے مناسب الفاظ سے واضح کیا جائے جس طرح انہوں نے اہمیت سند کو بیان کیا۔ انہوں نے اس بات کو اس لیے اتنی اہمیت دی کہ حدیث کے سچ یا جھوٹ کا استدلال عموماً اسی ذریعہ سے ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے بعض احادیث کو مستثنیٰ قرار دیا جن کی غلطی کا اظہار صرف نقد متن کے اصولوں کے استعمال سے ہی ہوتا ہے انہوں نے اس امر کی وضاحت کی کہ اس طرح کی احادیث بہت کم اور نادر ہیں۔ (2)

اس بات کو عقل تسلیم کرتی ہے اور محدثین کے عمل کا نتیجہ اور خبر کی تصدیق کے لیے ان کی فنی اصطلاحات بھی اسی کی تاکید و تائید کرتی ہیں۔

امام طبری رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے بیان کردہ معنی کی طرف اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں :

”متن حدیث کا اعتبار میں نادر طور پر ہی دخل ہے بلکہ اس سے ضعف و قوت کی صفت حاصل ہوتی ہے اور راویوں کے حفظ، ضبط

اور عدالت کا وصف بھی اس میں بین بین ہوتا ہے۔“ (3)

① معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 50

② معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 50

③ الخلاصة في أصول الحديث لحسين بن محمد بن عبد الله طبري : ص 34

## 2. ناقد متن کی شروط

ناقد متن کے اصول و ضوابط بیان کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ نقد متن کے لیے ناقد کے وسائل و آلات کیا ہیں۔ امام بیہقی اس فن کی مشکل گھاٹی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”اس کا جاننا راویوں کی جرح و تعدیل سے ممکن نہیں اس کے لیے ناقد میں ضروری صلاحیتوں کا ہونا لازم ہے تاکہ نقد کا عمل صحیح صورت میں انجام پاسکے۔“

وہ مزید لکھتے ہیں:

اس قسم کاراویوں کی جرح و تعدیل سے پہنچنا جاننا ممکن نہیں یہ کثرت سماع، اصحاب حدیث کی مجالس میں بیٹھنے، ان سے مذاکرہ کرنے، ان کی کتب پڑھنے، ان کی روایات کی معرفت حاصل کرنے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی حدیث بیان کرنے میں شاذ ہو اس کی پہچان کرنے سے ممکن ہوتا ہے۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کے کلام سے ناقد کے لئے پانچ چیزوں کی ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے۔

1. کثرت سماع 2. اصحاب حدیث کی مجلس

3. اصحاب حدیث سے مذاکرہ 4. کتب حدیث کا مطالعہ

5. اصحاب حدیث کی روایات کا عالم ہونا

ان کے علاوہ بیہقی نے مزید دو شرطوں کا تذکرہ کیا ہے:

1. حافظہ 2. ذہانت

نقد متن میں ماہر صرف قوت حافظہ والے بن سکتے ہیں۔<sup>(2)</sup>

یہ سب چیزیں علم حدیث اور اس کی مختلف صورتوں اور لمبی مدت طلب علم میں صرف کرنے کا تقاضا کرتی ہیں تاکہ ناقد مسائل کو اچھی طرح جان لے۔ ان ساری تفصیلات سے یہ واضح ہوا کہ نقد متن کے خواہش مند طلب علم پر حریص اور احترام علم کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا اوصاف سے بھرپور طریقے سے مالا مال ہونا چاہیے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک نقد سند سے زیادہ نقد متن کی شروط سخت ہیں سند اپنے تنوعات کی وجہ سے بہت اہتمام کی طالب ہے تاکہ حکم صحیح لگایا جاسکے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ بات بالکل صحیح کہی ہے کہ نقد متن کے لیے علل حدیث کی وسیع پہچان ضروری ہے اور یہ معرفت صحت حدیث، اسلوب مقاصد کی پہچان یا گہرے فکر سے پیدا ہوتی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان شرائط کو ناقد کے لیے ضروری اور بنیادی خیال کیا ہے اسی طرف عبدالرحمن بن مہدی نے اشارہ کیا اسی وجہ سے انہوں نے کتاب (الرسالہ) لکھ کر عبدالرحمن بن مہدی کی طرف بھیجی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ صحیح حدیث کو غلط سے کیسے پہچانتے ہیں تو فرمایا جیسے ڈاکٹر پاگل کو اور ایک مرتبہ کہا اگر تو کسی ناقد کے پاس آئے اور اسے اپنے درہم دکھائے اور وہ کہے۔ یہ سب صحیح اور یہ کھوٹے ہیں تو کہا تو اس سے اس کا سبب پوچھے گا یا اس کی بات تسلیم کرے تو مسائل نے کہا میں اس کی بات تسلیم کر لوں گا کہنے لگے۔ بس اسی طرح میں

① معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 55-56

② دلائل النبوة للبيهقي : 1 / 30

بہت لمبا عرصہ کی صحبت، مناظرہ اور علم کے ذریعے حدیث کی پہچان کرتا ہوں۔<sup>(1)</sup>

### 3. نقد متن کے معیارات

امام بیہقی رحمہ اللہ نے متن میں کذب و خطا کی پہچان کے لیے کئی معیارات قائم کیے ہیں ان میں سے اہم ترین یہ ہیں۔

1. التحديث بما لا يجوز مثله<sup>(2)</sup> (ایسی چیز کا بیان کرنا جس کا مثل لانا جائز نہیں)

اسے ہم استحالہ (بدلا ہوا) یا تعذر (مشکل پیش کرنا) سے تعبیر کرتے ہیں۔

### الف۔ نقد متن میں تاریخ کا استعمال

اس کی دلیل امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب الجنائز، باب من ذهب فی زیادہ التکبیر علی الاربع میں نقل کردہ حدیث علی

میں بیان ہے:

آپ ﷺ نے ابو قتادہ کے جنازہ میں سات تکبیریں کہیں۔

پھر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں: اس نے ایسے نقل کیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تو علی رضی اللہ عنہ کے بعد بہت عرصہ

بعد تک زندہ رہے۔<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نقد میں تاریخ کا استعمال کر کے حدیث کا ضعف ثابت کیا ہے۔ اس میں مشکل صورت کو اس ذریعے سے ختم کیا ہے۔

اس حدیث پر یہ حکم لگانا بیہقی کے اس علم کے ساتھ تمسک اور لزوم کا اظہار ہے۔ یہ حکم قوت سند سے ہٹ کر ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ

ہیں۔ یہ حسن سند والی ہے اسے ابن ابی شیبہ نے اپنی ”مصنفہ“ میں نقل کیا ہے۔ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں کہا ہے اس نے یہ

روایت کئی وجوہ سے بیان کی ہے۔<sup>(4)</sup>

لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کے متن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے غلط ہونے کی وضاحت کی ہے۔ اس میں مشکل یہ سامنے آئی کہ

علی رضی اللہ عنہ نے قتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی حالانکہ ابو قتادہ تو علی کی وفات کے بعد 14 برس زندہ رہے تھے۔ یہ سن 54ھ میں فوت ہوئے

واقدی نے بالجزم یہی بات کہی ہے اور کہا ہے اس میں ہمارے علماء کا اختلاف نہیں۔ اہل کوفہ کے مطابق ابو قتادہ کوفہ میں علی کی موجودگی

میں فوت ہوئے اور انکی نماز جنازہ پڑھائی اور خلیفہ نے حکایت نقل کی ہے کہ یہ 38 ہجری کی بات ہے یہ شاذ قول ہے اکثر کے بقول

54ھ میں فوت ہوئے۔<sup>(5)</sup>

① معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 65

② معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 50

③ السنن الكبرى : 4 / 36-37

④ الجوهر النقي في الرد على البيهقي لابن تركماني : 4 / 36

⑤ تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني : 12 / 204-205

ابن حجر رحمہ اللہ نے واقفی کے قول کو ترجیح دی ہے اور مضبوط کہا ہے پھر انہوں نے مروان بن حکم تک اپنی سند نقل کی ہے اور کہا ہے مروان، مدینہ کا گورنر تھا انہوں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی طرف کہلوا بھیجا کہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں کی نشاندہی کرے۔<sup>(1)</sup>

اور ابن حجر رحمہ اللہ نے نقد متن میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔<sup>(2)</sup>

### ب۔ نقد متن میں استعمال عقل

اس کی دلیل سنن میں بیہقی نے میں کتاب النکاح، باب ماجاء فی تحریم حرائرہن الشریک دون اہل الکتاب میں معبد جہنی کی روایت ہے:

”کہ میں نے حذیفہ کی مجوسی بیوی دیکھی۔“

پھر بیہقی نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ ثابت نہیں اور محفوظ روایت یہ ہے کہ حذیفہ نے یہودیہ سے نکاح کیا۔<sup>(3)</sup>

مزید امام بیہقی رحمہ اللہ نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”یہ بات عقلاً بعید ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی مجوسیہ سے نکاح کریں وہ خود کبار فقہاء میں سے تھے۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾<sup>(4)</sup>

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ﴾<sup>(5)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کی تنقیدی نظر میں روایت ابی وائل بھی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حذیفہ نے یہودیہ سے شادی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ اسے چھوڑ دو اور کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ تم مومنات کو چھوڑ کر ان حسین عورتوں سے شادی کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو منع کیا تھا وہ کراہت و تنزیہ پر مبنی تھا۔“

① تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی : 205 / 12

② ایضاً

③ السنن الکبریٰ : 173 / 7

④ سورة الممتحنة 60 : 10

⑤ ایضاً

ایک دوسری روایت میں ہے حذیفہ نے جواباً لکھا کیا یہ حرام ہے کہا نہیں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تم کہیں ان کی خوبصورتی میں نہ بہہ جاؤ۔<sup>(1)</sup>

## 2. ثبوت اور صدق کے لحاظ سے اثبت چیز متن کے خلاف ہو

اس معیار پر مختلف متون کو پرکھا جاتا ہے۔ اور اس کے تحت کئی اہم خارجی تنقیدی معیار بھی آتے ہیں۔ جن سے متن کے عیب اور غلطیاں نکالنا ممکن ہوتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

### 1. ادراج

اضطراب، علت، غرابت، مشکل یا مختلف الحدیث نسخ منسوخ، نکارت (منکر ہونا)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

راوی اپنے مکتوب (کے نقل میں) صحیح رہے گا اس کے لیے ایک حدیث میں دوسری کا بیان صحیح ہے تو حدیث اس نے ضعیف نقلی ہے لیکن مرکب صحیح اسناد کا ہے۔<sup>(2)</sup>

یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ مزید فنون کی تلاش کرو۔ صرف اسناد پر بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ ثقہ کو وہم ہونا بعید نہیں۔

### 3. متن پر اس کی شکل کے اعتبار سے نقد

اس معیار کی طرف اشارہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے متون کی شکلوں کے تداخل اور تحریف و تصحیف امکانی وقوع کے تحت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں :

کبھی قلم سے اور کبھی سماعت سے غلطی ہوتی ہے۔<sup>(3)</sup>

اہل علم جنہیں اللہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ جانتے ہیں کہ یہ علم بکثرت مجالس میں بیٹھنے، لمبی مدت اہل علم کے ساتھ گزارنے سے اور ان سے مذاکرہ کرنے سے حاصل ہوگا۔<sup>(4)</sup>

یحییٰ بن معین کہتے ہیں: ”اگر حفاظ نہ ہوتے تو لوگ بکثرت اپنے پاس سے باتیں گھڑا لیتے۔ اور روایت شریف میں بہت ساری کھوٹی باتیں شامل ہو جاتی جب تو نے چاہا اپنی طرف کھینچ لیا حتیٰ کہ تیرے لیے بیت المال سے نقدی اس کے عوض جدا کر دیا گیا۔ کیا آپ کو حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد ہے۔“

کہتے ہیں: ”جس طرح چاندی کی حفاظت کرنے والے پہرہ دار ہوتے ہیں اسی طرح احادیث کے محافظ ہیں۔“<sup>(5)</sup>

① السنن الکبریٰ : 172 / 7

② معرفة السنن والآثار للبيهقي : ص 56

③ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ص 56

④ دلائل النبوة للبيهقي : 1 / 30

⑤ معرفة السنن والآثار للبيهقي : 1 / 56 - 57

## 4. سنن کبریٰ میں نقد کی اقسام

اس اسلوب میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے متن پر نقد و صورتوں میں بیان کیا۔ ان میں سے ایک جس سے متن میں رخنہ اندازی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان عوارض کو دور کر کے صحیح صورت حال کی وضاحت کی جاتی ہے دوسری متن کے لیے امام بیہقی رحمہ اللہ کی وضاحت ہے جس میں متن کی پختگی اور عمدگی کا اہتمام ہے اور متن کا دفاع کرتے ہوئے اسے شبہات اور غیر حقیقی نقد سے بچاؤ فراہم کرنا ہے۔ و قوعی اعتبار سے اسکی کوئی جگہ نہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ متون کا دلائل سے دفاع کرتے ہوئے ان کے بارے میں آراء باطلہ کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

## الف۔ نقد سالب

امام بیہقی رحمہ اللہ نے غلط متون کو درج کر کے ان میں وہم، خطاء اور تصحیف کی دلائل سے وضاحت کی ہے۔

## ب۔ نقد موجب

امام بیہقی رحمہ اللہ کی ہر ممکنہ کوشش ہوتی ہے کہ متون کو سقم سے پاک اور بالکل واضح کیا جائے اس کے لیے وہ ہر قسم کی امثال بیان کرتے ہیں اور متون کو مزید پختہ اور نکھار کر پیش کرتے ہیں ان کے بارے میں وہم اور خطا کو ختم کرتے ہیں۔ وہ متون میں موجود نامانوس الفاظ کی وضاحت اور ان کے معانی کو بھی واضح کرتے ہیں جیسے وہ وضع متن کے بارہ میں محنت کرتے ہیں اسی طرح مفہوم و معنی کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ غلط فہم کے ذریعے فساد نہ آئے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کی حفاظت متن کے لیے کی جانے والی کوششوں کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

## الف۔ الفاظ متن کی حفاظت

اس کی دلیل متون میں موجود نامانوس الفاظ کی وضاحت ہے اور یہ مسئلہ ”غریب الفاظ المتن“ کے فن کے تحت آتا ہے۔

## ب۔ متون کے معانی کی حفاظت

نقد کی یہ جہت صحیح معانی کے فہم و حفاظت پر مشتمل ہے۔ اس کی دلیل ’السنن الکبریٰ‘ میں کتاب النکاح، باب نکاح المتعة کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ فرماتے ہیں :

ہم نوجوانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم لوگ خصی نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا پھر آپ نے ہمیں عورتوں سے ایک مدت تک ایک کپڑے کے عوض نکاح کی اجازت دی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ درج ذیل آیت تلاوت کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ یہ اجازت فتح خیبر یا مکہ سے قبل کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ 32ھ میں فوت ہوئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر 60 برس تھی۔ فتح خیبر 7ھ میں جبکہ فتح مکہ 8ھ میں ہوا اور فتح مکہ کے موقع پر ان کی عمر 40



سال یا اس کے لگ بھگ تھی اور جبکہ جوانی کی عمر اس سے پہلے پہلے ہوتی ہے۔

قاضی ابو بکر احمد بن حسن کہتے ہیں: آپ ﷺ نے خیر کے موقع پر نکاح متعہ سے منع فرمایا۔<sup>(1)</sup>

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے دیگر دلائل نقل کیے ہیں یوں امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے نقدی منہج کی بنا پر اس متن کا معنی و مفہوم متعین کیا جو دیگر احادیث کے مطابق ہے اگرچہ یہ روایت مطلق طور پر متعہ کے لیے سمجھی جا رہی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ نکاح متعہ یوم خیر سے پہلے حلال تھا پھر خیر کے موقع پر اسے حرام قرار دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر حلال کیا گیا اور اس کے تین دن بعد حرام قرار دیا گیا۔ نکاح متعہ کی حرمت پر علما کا اجماع ہے۔<sup>(2)</sup>

### ج۔ متون کا دفاع

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دفاع متون کے لیے بھی بہت محنت کی انہوں نے متون سے متعلقہ اوہام و شبہات کا ازالہ کیا جو محض تخمینی تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان اوہام سے پردہ ہٹایا اور ان میں انہوں نے متون کو خوب واضح کرتے ہوئے انہیں علل و عیوب سے بذریعہ دلائل پاک کیا۔ اس سلسلہ میں بعض متون میں اختلاف کے وہم کو دور کیا اور بعض متون میں نامانوس الفاظ کے وہم کو غریب الحدیث کے تحت نقل کیا ہے اور ایسی علت جس کی کوئی حیثیت اور اصل نہیں اسے المعل کے تحت نقل کیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ متن کے ایک لفظ پر کافی نقد کے بعد صحیح کو باقی رکھتے ہیں۔

اس کی دلیل کتاب صلوٰۃ العیدین ، باب المشیء الی العیدین کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن پیدل جاتے اور آپ کے آگے برچھی اٹھانے والا شخص ہوتا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس میں ماشیاً (پیدل) کے الفاظ نامانوس ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند کے ساتھ یہ الفاظ لکھے ہیں اور یہ

قوی سند نہیں اس کے علاوہ بھی دیگر الفاظ مشہور ہیں۔<sup>(3)</sup>

نقد متن میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج بہت وسیع ہے۔ انہوں نے کبار حفاظ کی کتابوں میں موجود احادیث پر نقد کیا اس میں بخاری و مسلم بھی شامل ہیں۔ وہ ان احادیث کا دوسرے متون سے مقابلہ و موازنہ کرتے تاکہ ادرج، علت اور نکارت معلوم ہو سکے۔

### متن میں ترجیح

امام بیہقی رحمہ اللہ کے فن حدیث میں بہت سے خفیہ پہلو واضح ہوئے وہ بہت بڑے ناقد ہیں۔ انہوں نے ثقہ راویوں کی خوب تحقیق کر کے ان کی عدالت، معرفت، حفظ اور اتقان روایت کے اعتبار سے درجہ بندی کی یوں ان کے لیے دور وایات میں سے زیادہ عمدہ صحت اور اتقان والی ترجیح کو دینا آسان ہوا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے محض اسناد میں ترجیحات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ترجیح کی صورت میں

① السنن الکبریٰ : 7 / 201

② العدة على أحكام الأحكام لمحمد بن إسماعيل الصنعاني : 4 / 192 - 193

③ السنن الکبریٰ : 3 / 281



اسالیب، نقد متن میں بھی کامل طور پر استعمال کیا۔ کیونکہ جب اخبار کی ترجیح میں اختلاف واقع ہوتا ہے تو ممکن ہے وہ کثرت رواۃ یا معرفت وفقہ کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا اسناد سے متعلقہ امور میں صحبت کے تقدم ہونے کی وجہ سے ہو۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کے متون احادیث میں توثیق و تضعیف کے لیے سند سے ہٹ کر خاص قواعد تھے۔

## 1. متن اور اسلوب متن کی طرف لوٹنے والے اعتبارات

### 1. عمدہ سیاق

ایک حدیث، دوسری حدیث سے اپنے سیاق کے اعتبار سے زیادہ بلند اور بات کا احاطہ کرنے والی ہو لہذا اسے ترجیح دی جائے گی۔ کیونکہ سیاق کی عمدگی ضبط و اتقان پر دلالت کرتی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس تنقیدی نکتہ کی وضاحت اور ترجیح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

ابن قدامہ رحمہ اللہ کی حدیث کا عمدہ سیاق ایک اضافی بات ہے جو اس کے حفظ پر دلالت کرتی ہے اسی وجہ سے بخاری مسلم میں اس کی روایت اس کے مخالف کے مقابلہ میں موجود ہیں۔<sup>(1)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس بات میں امام بخاری و مسلم کی بیدار مغزی اور اس اصول کے مطابق روایات میں نقد اور تمیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کتاب الصلوٰۃ، باب دعا القنوت میں حضرت عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دیگر ثقات کی روایت پر ترجیح دیتے ہوئے امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ کی حدیث حسن سیاق کی وجہ سے ان کے اور ان کے ناقلین کے حفظ پر دلالت کرتی ہے۔<sup>(2)</sup>

## ترجیح میں حسن سیاق سے قریب

### 2. روایت میں ترتیب اور عدم ترتیب سے ترجیح

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک حدیث میں ترتیب ہے جبکہ دوسری میں نہیں ترتیب والی کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔ کیونکہ بسا اوقات ترتیب پر بھی انتہائی عمدہ و اہم احکامات مرتب ہوتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ محدث اور فقیہ ہیں۔ انہوں نے اس مبارک علم کو احکام اور مسائل فقہیہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا یہ اس وجہ سے کہ وہ احکام شریعت کے تفصیلی حدیثی دلائل سے باخبر تھے۔ تنقیدی عمل میں اس کے استعمال کی مثال کتاب الصلوٰۃ، باب من سہا فصلى خساءً میں موجود نبی ﷺ کے بھول جانے سے متعلقہ دو صحیح طریقوں کا ذکر ہے پھر امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

اس حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں بشر ہوں۔“

① السنن الکبریٰ : 3 / 81

② السنن الکبریٰ : 2 / 211

اس سلسلہ میں منصور عن ابراہیم کی روایت نقل کرتے ہیں :

اس میں ہے ”آپ ﷺ نے پہلے سجدہ کیا پھر سلام پھیرا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں بشر ہوں۔“

اس باب میں عن ابراہیم بن سوید عن علقمہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ یہ زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں ترتیب کا ذکر نہیں۔<sup>(1)</sup>

یہ باریک علت اور لطیف ترجیح ثقات کی روایات میں سب سے زیادہ صحیح درجہ رکھتی ہے۔ دونوں مرجوح روایات صحیح مسلم میں ہیں ان دونوں کے سیاق کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقد کے پیمانوں پر نہیں پرکھا اور ان دونوں پر ایسی روایت کو ترجیح دی ہے جو زیادہ اتباع اور عمل کے لائق ہے۔

### 3. اضطراب سے خالی ہونا

یعنی دو احادیث میں سے ایک مضطرب ہو اور دوسری نہ ہو اس طرح کی دو روایات میں سے غیر مضطرب کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے۔ کیونکہ عدم اضطراب صحت روایت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح رواۃ کا حفظ و ضبط اور روایت پر گرفت روایت کو مضبوط اور تاکید بناتا ہے۔

## 2. معنی کی طرف لوٹنے والے مختلف اعتبارات

### 1. اثبات (ثابت کرنا یعنی مثبت ہونا)

ایک روایت اثبات پر جبکہ دوسری نفی پر مشتمل ہو۔ چنانچہ مثبت روایت مقدم ہوگی۔ کیونکہ یہ نفی سے زیادہ اولیٰ اور باعتبار قبول زیادہ عمدہ ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب دونوں کے رواۃ حفظ و ضبط میں ایک جیسے ہوں۔ کیونکہ مثبت ایک اضافی شاہد کی متحمل ہوتی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے دو روایات نقل کی ہیں جیسے :

ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دوسری حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی : حدیث بلال رضی اللہ عنہ کے مطابق آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی۔

جبکہ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اگر دونوں روایات صحیح ہوں تو یہ مطلب ہو گا ایک آپ بیت اللہ میں دوبارہ داخل ہوئے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دوسری بار نہیں پڑھی۔ لیکن دونوں حدیثوں کا ثبوت محل نظر ہے۔

حدیث بلال مثبت ہونے کی وجہ سے حدیث اسامہ سے زیادہ اولیٰ ہے اور حدیث بلال کو اور لوگ بھی نقل کرنے والے ہیں۔ پھر حدیث بلال کے لیے صحیحین کی ایک عمدہ حدیث جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے بطور شاہد پیش کی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ”السنن الکبریٰ“ میں دو روایات میں اثبات و نفی اور نقص و زیادتی کی صورت میں اس اصول کو بطور اصول ترجیح

کے استعمال کیا ہے۔ ان کی عبارتوں میں سے ہے کہ مثبت نفی سے زیادہ اولیٰ ہے اور دوسری جگہ پر کہتے ہیں :

ہم نے الصلوٰۃ الکسوف کی حدیث کو ایک جماعت سے نقل کیا ہے انہوں نے اسے مثبت کہا ہے اور مثبت شاہد ہے تو یہ قبولیت کے اعتبار سے زیادہ اولیٰ ہے۔

### ر۔ تمامیت (مکمل حدیث)

دو میں سے ایک خبر روایت کے جمیع حروف پر مشتمل ہو جبکہ دوسری میں بعض حصہ اختصار یا کسی خلل کی وجہ سے رہ جائے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کامل روایت کو غیر کامل پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ وہ روایات کے زوائد اور ایسے تمام احوال رواۃ سے واقف تھے جو راوی کی وسعت اور علمی سطح کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اس کی علمی دلیل امام بیہقی رحمہ اللہ کی 'السنن الکبریٰ' میں کتاب الصلوٰۃ میں سماک کی نامکمل روایت ہے۔ اس پر امام بیہقی رحمہ اللہ نے سالم و نافع کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں احسن ہیں۔ کہتے ہیں :

اسی طرح سماک سے مختصر آئے جبکہ سالم رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ اور ابن عمر رحمہ اللہ سے مروی روایت میں مکمل رکعات کا بیان ہے اس طرح کی صورت حال میں حکم مثبت کیلئے ہوتا ہے۔<sup>(1)</sup>

اسی طرح ابو نعیم فصل بن دکین اور وکیع بن جراح کی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے منقول روایت ہے۔ اسے نقل کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں : دونوں کے ایک ہی معنی میں ہیں اور وکیع کی روایت مکمل ہے۔<sup>(2)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ نے پوری کتاب میں یہی منہج اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت اہتمام سے روایات کی تحقیق کرتے ہیں نیز دیگر طرق پر غور کرتے ہیں تاکہ معاملہ واضح ہو۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہت سے باریک تنقیدی نکات بھی اخذ کیے ان میں سے اکثر و بیشتر کی نسبت بخاری و مسلم کی طرف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں :

بخاری و مسلم نے اس روایت کو یحییٰ بن قطان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے عن ابی اسامہ عن عبید اللہ عن سعید مقبری عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے نقل کیا ہے۔

اس کے آخر میں کہا ہے ”پھر اس طرح ہر رکوع اور سجدہ میں کیا۔“<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

اس طرح باب القیام من الركوع میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ابن بکر سے نقل کیا ہے انہوں نے عبد الحمید بن جعفر عن محمد بن عمرو بن عطا کی سند سے نقل کیا ہے کہ :

”حدیث میں ہے حتیٰ کہ ہر جوڑا طمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر پلٹ آئے۔“<sup>(1)</sup>

① السنن الکبریٰ : 3 / 263

② السنن الکبریٰ : 2 / 53

③ السنن الکبریٰ : 2 / 62

اور کبھی مکمل روایت سے مدد لیتے ہوئے صراحتاً امام بخاری رحمہ اللہ کا مواخذہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :

شروع میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عن احمد بن عفان عن شریح بن مسلمہ عن ابراہیم بن یوسف کی سند سے نامکمل نقل کیا ہے اور سجود الشکر والی بات پوری حدیث میں ان کی شروط پر ہے۔<sup>(2)</sup>

اس سے امام بیہقی رحمہ اللہ کا نقد میں بلند مقام واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ جیسے بڑے محدث کا نامکمل روایت نقل کرنے پر مواخذہ کیا ہے۔ اکثر جگہ پر امام بیہقی رحمہ اللہ کے نقد کا نشانہ امام بخاری رحمہ اللہ ہیں اور چند مقامات پر امام مسلم رحمہ اللہ بھی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے متون کا بہت اہتمام کر کے انہیں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

#### 4. البیان (وضاحت)

دو خبروں میں سے ایک واضح معنی پر مشتمل ہو جبکہ دوسری میں گہرائی یا خلط ملط ہو یا اس طرح کا کوئی اور معاملہ ہو تو واضح روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ امام بیہقی نے اس قاعدہ کے ذریعے ثقہ کی مرویات میں اختلاف کی صورت میں درجہ بندی کی ہے۔ مثال کے طور پر:

كتاب الصلوة، باب رفع اليدين في الافتتاح مع التكبير في شيع بن زهري عن طريقه من حديث عمر بن الخطاب رضي الله عنه

کہتے ہیں:

”میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کی پہلی تکبیر میں تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے۔“<sup>(3)</sup>

پھر مالک اور ابن عیینہ کی زہری سے روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ

نماز کے شروع میں ”رفع الیدین“ کیا پھر شعیب بن ابی حمزہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ زیادہ واضح ہے۔<sup>(4)</sup>

#### 4. یقین

دو روایات میں سے ایک جزم و ثوق سے وارد ہے جبکہ دوسری شک و شبہ پر مشتمل ہے۔ اس متن سے ایسی دلالت واضح ہوتی ہے جو شک والی سے نہیں ہوتی۔ شک والی میں تحمل اور یقین و اتقان کا فقدان ہوتا ہے جب مثبت منفی پر مقدم ہے تو یقین شک پر مقدم ہوگا اسی وجہ سے امام بیہقی نے یقینی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر:

باب النكول ورد اليمين في عبد الله بن سهل انصاري كان خبيراً في دعوته من قتل كعب بن الأشرف رضي الله عنه

ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے انصاریوں کو قسم کے لیے پہلے کہا جب انہوں نے انکار کیا تو یہودیوں نے قسمیں اٹھائی۔

① السنن الکبریٰ : 2 / 97

② السنن الکبریٰ : 2 / 369

③ السنن الکبریٰ : 2 / 92

④ السنن الکبریٰ : 2 / 62

اسے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے طریق سے نقل کیا

اور شک والی روایت میں ہے کہ آپ نے یہودیوں سے پہلے قسم اٹھانے کا کہا یا انصاریوں کو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بغیر شک کے باب نقل کرنے والی بات ٹھیک ہے اور یہ لوگ ثابت اور حفاظ ہیں۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔<sup>(1)</sup>

امام ابو بکر رحمہ اللہ نے اثبات و شک کے درمیان تطبیق دی ہے اور انہوں نے اختلاف کے موقع پر حسن سیاق کو نقد متن میں واضح کیا ہے۔<sup>(2)</sup>

### 3. خارجی دلائل کی طرف لوٹنے والے اعتبارات

ایک حدیث قرآن کے موافق ہو اور دوسری مخالف ہو تو بالاولیٰ موافقت والی رائج ہوگی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے لمس کا معنی جماع نہیں ہے ان کے دلائل نقل کیے ہیں پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی ”جماع“ نقل کیا ہے اور فرمایا: کتاب اللہ کے ظاہر سے موافقت کرنے والوں کا قول اولیٰ ہے۔<sup>(3)</sup>

### 2. اجماع علما

امام بیہقی رحمہ اللہ نے قواعد ترجیح میں اسے بھی استعمال کیا ہے۔ اس بارے میں کتاب التفلیس، باب بیع الحر المفلس فی دینہ میں ہے۔ علما کا اس کے خلاف اجماع ہے یہ اس کے ضعف یا نسخ کی دلیل ہے اگر روایت ثابت ہو۔<sup>(4)</sup>

یہاں اجماع کے ذریعے حدیث کا رد ہے اور وہ اس کے برعکس بھی کرتے ہیں اور اصل روایت کو اجماع کے باوجود ترجیح دیتے ہیں جنازے کی تکبیرات کے بارے میں کہتے ہیں: اکثر صحابہ پر اجماع دلیل کی مانند ہے۔<sup>(5)</sup>

اور تکبیرات عید کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مسند حدیث اور مسلمانوں کی عمل کی موجودگی میں حدیث پر عمل ہی زیادہ اولیٰ ہے۔<sup>(6)</sup>

متن میں اختلاف کی صورت میں امام بیہقی انہی قواعد کے سامنے رکھتے ہوئے ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے ان کا متن کے لیے اہتمام کرنا واضح ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سیاق کو باریک بینی سے دیکھنے کے ساتھ اسلوب ترتیب کے ضمن میں مثبت و منفی، متن کی پختگی، اضطراب اور پیش آمدہ شک کو مد نظر رکھتے ہیں اور ان کا تقابل کرتے ہوئے تمام و ناقص اور مفصل و مجمل کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ ان قیمتی متون میں

① السنن الکبریٰ : 10 / 283

② السنن الکبریٰ : 3 / 393

③ السنن الکبریٰ : 6 / 15

④ السنن الکبریٰ : 4 / 37

⑤ السنن الکبریٰ : 3 / 291

⑥ ایضاً

روح شریعت اور اس کے مقاصد و اہداف کو تلاش کرتے ہیں لہذا وہ قرآن سے موافقت رکھنے والی روایت کو مقدم کرتے ہیں اس طرح علما کے ہاں معروف و مستفیض کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ علماء غیر ثابت روایت پر اجماع نہیں کرتے۔ حدیث کی جانب یہ بہت عظیم محنت و کاوش ہے اس میں متون کی باریکیاں اور خطروں سے آگاہی ہے۔ متن ہی روایت کا اصل ہے اور سند ہی متن تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔



## فصل سوم

منہج نقد میں السنن الکبریٰ کے عمومی خصائص

## منہج نقد میں 'السنن الکبریٰ' کے عمومی خصائص

منہج سے مراد وہ راستہ جو بیہقی نے نقد میں اختیار کیا تو منہج وہ واضح طریقہ ہے جس کے مطابق استعمال جاری ہوا ہو۔<sup>(1)</sup>  
امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ مسائل کی وضاحت و تعیین اور حدیث پر حکم لگانے کے حوالے سے نمایاں ترین ہیں پھر تاریخ میں امام ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ کا نام ہے انہوں نے ترمذی کے کام سے استفادہ کرتے ہوئے اس پر معرفت فن حدیث اور سند و متن پر نقد کے حوالے سے گراں قدر اضافہ کیا۔

بعض محدثین نے نقد و کشف کی طرف توجہ نہیں دی ان کی محنت بیہقی کے علاوہ ظاہری محنت ہے جیسے اصحاب سنن اربعہ (سوائے ترمذی)، اصحاب سنن و مسانید اور معروف معاجم کے مصنفین۔ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اپنی کتابوں میں صحت کی شرط لگائی ہے انہوں نے نقد مراحِل کی وضاحت کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے فقہی مسائل اور ان کے فوائد کا خوب اہتمام کیا۔ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کو الگ اس لیے رکھا اگرچہ انہوں نے بھی فقہی مسائل کا استنباط کیا۔ متون کی باریکیوں کی تحقیق کی۔ لیکن اس میں ان کا جادگانہ اسلوب تھا جس کی صراحت انہوں نے اپنی صحیح مسلم کے مقدمہ میں کی ہے۔<sup>(2)</sup>

### 1. دیگر کتابوں میں روح نقد کا پھیلاؤ

ظاہری طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ 'السنن الکبریٰ' میں نقدی احوال بکھرے ہوئے اور خلط ملط ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کوئی ایسی علمی قیمتی کتاب نہیں پاتے اور جس چیز نے فن نقد میں منہج بیہقی کو عمیق اور 'سنن کبریٰ' میں اس کے وجود کو بوجھل کر دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ بمشکل کوئی صفحہ ایسا ملے گا جو اس فن سے خالی ہو۔

ان کے پاس جمیع مراتب کی اسانید ہیں وہ فی الوقت ثابت حدیث پر اعتماد کرتے ہیں پھر اس باب میں دیگر روایات کو لا کر اس کے حال کی وضاحت کرتے ہیں۔ یہ اسی منہج کا نتیجہ ہے کہ ہمارے پاس اس قدر نقدی سرمایہ ہے ان مرویات کا درجہ اور مقام مرتبہ واضح ہے۔  
امام بیہقی رحمہ اللہ نقد کا خوب اہتمام کرنے والے ہیں اور یہ ان کی تمام کتب میں نظر آتا ہے۔ لیکن اس کا زیادہ اظہار فن حدیث میں ان کی کتاب السنن الکبریٰ میں ہوا اور کئی بنیادی امور عمل میں آئے۔ یہ ایک امانت ہے (مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا) اس کی ادائیگی ضروری ہے تاکہ اخبار اپنے درجات کے اعتبار سے جدا ہو جائیں۔ انہوں نے صرف تعداد روایات کو نقل نہیں کیا بلکہ اس کی تحقیق بھی کی ہے۔  
امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ میں نقدی منہج کو خوب اپنایا تاکہ فقہاء، علماء اور طلباء اس سے مستفید ہو سکیں۔

اس کی واضح مثال ان کی امام حریمین کے والد امام جوینی رحمہ اللہ سے گفتگو ہے۔ امام جوینی رحمہ اللہ نے فقہ پر کتاب لکھی ان کی اس کتاب کا نام المحيط تھا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کے تین اجزاء پر تنقید کی۔ ایک تربیتی باریکیوں اور علمی فوائد پر مشتمل رسالہ تحریر کرنا شروع کیا

① الکیات فی معجم المصطلحات والفروق الغویة لأبو البقاء آیوب بن موسی : 4 / 375

② صحیح المسلم : 1 / 3-5



اور انہوں نے اس میں تنقیدی منہج کو اختیار کیا۔

جب امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے تنقیدی منہج کو واضح کیا تو شیخ جوینی نے بھی اس طرف اپنی کتاب المحيط میں التفات کیا۔ اور فرمایا:

میں نے شیخ کی سماع حدیث اور اصحاب حدیث کی کتب پر نظر کو دیکھا۔ مجھے ان سے سکون ملا میں اس پر اللہ کا شکر گزار ہوں اور کہتا ہوں: اللہ ایسے افراد پیدا کرے جو حدیث اور فقہ میں رغبت رکھنے والے ہوں اور اس میں صحیح اور کمزور کو نکھارنے والے ہوں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شیخ جوینی کے بعض اصحاب نے مجھی المحيط کے تین اجزاء پیش کیے ہیں میں بڑا خوش ہوا اور سمجھا: آئمہ کبار کا اسلوب اپنائیں گے۔ لیکن جب میں نے پہلی حدیث دیکھی جو کہ:

سورج سے گرم ہونے والے پانی سے غسل کرنے کے بارے میں ہے۔<sup>(1)</sup>

میں نے خیال کیا کہ اس کے ضعف کو واضح کریں گے۔ میں نے املاء میں لکھا دیکھا:

یہ روایت مالک نے عن هشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے نقل کی ہے۔ میں نے کہا کہ انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے یا اس طرح کہتے: ابن وہب نے مالک سے نقل کیا یا اس طرح سند بیان کرتے کہ روى خالد بن

اسماعيل عن وهب بن وهب البصري عن هشام بن عروہ تاکہ روایت کی نسبت اس راوی کی طرف ہوتی جو نقل کرنے والا ہے۔

پھر المحيط میں حدیثی اوہام اور تسابل روایت حدیث کا تذکرہ کیا<sup>(2)</sup> اور اس میں مرویات میں تنقیدی کمی کی وضاحت کی۔

اس خط کی وجہ سے امام جوینی رحمہ اللہ نے المحيط مکمل نہیں کی اس بیان سے امام بیہقی رحمہ اللہ کا استغناء واضح ہوتا ہے۔ وہ شیوخ کی صفوں میں بھی اس طرح بات کرتے جیسے طلباء کی مجلس میں۔ وہ تنقیدی منہج کو کتب حدیث میں قائم رکھتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی دوسرے محدثین یا فقہاء نقل حدیث میں اس پابندی کو لازم پکڑیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اس منہج پر قائم و دائم رہے اور علما کو اس بات پر راغب کرنے کی کوشش کرتے رہے چاہے وہ شیوخ کی صفوف سے تعلق رکھنے والے علمائے کیوں نہ ہوں انہوں نے تنقیدی منہج کا ایسے دور میں بیڑا اٹھایا جو تحقیق و تجدید سے بالکل خالی تھا۔<sup>(3)</sup> یہ آسان کام نہ تھا۔ علمائے فقہ و حدیث کے دونوں علوم کو اکٹھا کیا پھر بعض جاہل اس سے ناخوش ہوئے حتیٰ کہ بعض علما اس رطعن کرنے لگے اور ایسے علما پر ہنسنے لگے۔

## 2. تقلید ائمہ سے ہٹ کر تحقیق روایات

امام بیہقی رحمہ اللہ کی 'السنن الکبریٰ' میں یہ عام عادت ہے جس سے تنقیدی منہج آگے بڑھا وہ دلیل کی صورت میں آئمہ کے اقوال کو بیکار خیال کرتے تھے۔ اس قول پر عمل کرتے ہوئے کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

① السنن الکبریٰ: 1/ 6- 10

② طبقات الشافعیہ الکبریٰ لسبکی: 4/ 84

③ التراث والمعاصرة لأكرم ضياء عمري: ص 123- 124

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ﴾<sup>(1)</sup>

انہوں نے مدخل سنن میں ایک باب قائم کیا جس کا موضوع ترك الحكم بتقليد امثاله من اهل العلم حتى يعلم مثل علمهم (بغیر علم کے علماء کی تقلید کو ترک کرنا)۔

اس کے ذیل میں دس دلائل اس منہج کی تائید و تاکید میں نقل کیے ہیں۔<sup>(2)</sup>

ناقد محدثین کا عموماً یہی منہج رہا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ ان میں سے ایک ہیں۔ ان کے پاس اس منہج کے دلائل قرآن و سنت سے ہیں۔ یہ اولیت کے اعتبار سے قرآنی منہج ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس باب کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے قول ولا تقف ما ليس لك به علم سے کی ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے اقوال علما نقل کیے ہیں اور اس کے بعد اس منہج کے لیے حدیث بطور دلیل نقل کرتے ہیں۔ اس نقدی منہج کے آثاری دلائل میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے عمدہ علمی نقد نقل کیا ہے وہ ان مرویات کی سند و متن کی تحقیق کرتے ہیں پھر ان کے اوہام و خطا کو واضح کرتے ہیں جیسا کہ وہ تابعین اور ان کے بعد کی اور اپنے زمانے تک کے کبار حفاظ پر نقد کرتے ہیں۔

اس عظیم محنت سے ہمارے سامنے فن نقد کا گراں قدر سرمایہ آتا ہے۔ ان کے شیوخ ائمہ نے اوہام حدیث کی طرف توجہ نہیں دی یہ مثالیں اس منہج کی تطبیق کا تقاضہ کرتی ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ شیخ ابونصر الفامی پر استدراک کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ فصل اس شخص کے بارے میں ہے جس نے صبح روزہ کی حالت میں کی۔

یہ موقوف ہے جبکہ ہمارے شیخ ابونصر الفامی کی کتاب میں مرفوع ہے اور یہ وہم ہے۔ قاضی ابویوسف سے مختار بن فلفل کی مرفوع روایت بیان کی ہے<sup>(3)</sup> یہ بھی اسی طرح وہم ہے اور اسی طرح ابویوسف کو بھی اس کے نقل میں وہم ہوا ہے۔

اسی طرح اپنے شیخ ابو عبد اللہ حاکم اور ان کے شیخ امام دارقطنی پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں :

موسیٰ یہ ابن عبیدہ الزبدی ہے جبکہ ہمارے شیخ نے موسیٰ بن عقبہ کہا ہے یہ خطا ہے اور ابوالحسن دارقطنی پر بڑا تعجب ہے وہ اپنے زمانے کے شیخ ہیں۔ انہوں نے یہ روایت اپنی کتاب السنن میں ابوالحسن مصری سے نقل کی ہے اور موسیٰ بن عقبہ کہا ہے۔<sup>(4)</sup>

پھر بیہقی نے یہ مسئلہ بالتفصیل بیان کیا ہے اور اس میں بہت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی تنقیدی منہج کے استعمال کی دلیل ہے۔ انہوں نے اس میدان کو وسعت دی اور بخاری، شعبہ پر نقد کیا۔

وہ بخاری پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں :

① سورة الإسراء 17 : 36

② المدخل إلى السنن الكبرى : 207 - 211

③ السنن الكبرى : 4 / 189

④ السنن الكبرى : 1 / 252

”امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سوال کیا: آپ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنے سے متعلق کونسی روایت زیادہ صحیح ہے تو انہوں نے کہا صفوان بن عسال اور ابن ابی بکرہ حسن کی حدیث۔“  
امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس بارے میں شریح بن ہانی کی روایت جسے مسلم نے نقل کیا ہے وہ سب سے زیادہ صحیح ہے<sup>(1)</sup> اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس روایت کو اسماعیل بن عیاش نے موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے میں اس کے علاوہ کسی سے نہیں جانتا۔  
امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہ روایت موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ دیگر افراد سے بھی نقل کی گئی ہے لیکن سنداً کمزور ہے۔<sup>(2)</sup>  
امام بخاری رحمہ اللہ نے انفراد کا حکم لگایا تو اس کے مقابلہ میں دوسرا طریق نقل کیا پھر اس طریق پر اس کی قوت کے اعتبار سے حکم لگایا ہے اسے ساقط قرار دیا ہے اور عدم روایت سے پردہ ہٹایا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ سخت اور اہم نقد کیا امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت نقل کرتے ہیں :  
امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اہل یمن حدیث معمر کو زیادہ جاننے والے ہیں انہوں نے یہ روایت عن زہری عن سالم بن ابیہ کی سند سے بصریوں سے نقل کی ہے اور انہوں نے اس سے اپنی روایت میں بصریوں سے نقل میں تفرّد اختیار کیا ہے اگر وہ غیر اہل بصرہ سے ثقہ روایت کرے تو حدیث حدیث ہوگی و گرنہ روایت مرسل ہوگی۔  
امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ہم نے معمر سے غیر اہل بصرہ سے بھی موصول بیان کیا ہے۔ انہوں نے اسے ایک دوسری سند عن نافع و سالم عن ابن عمر سے نقل کیا ہے پھر اپنی بات کے مزید دلائل پیش کیے ہیں۔<sup>(3)</sup>

اس سے ہمیں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مرویات کی معرفت کا علم ہوتا ہے کہ انہوں نے امام مسلم رحمہ اللہ پر استدراک کرتے ہوئے وہ طرق نقل کیے جن سے وہ بے خبر تھے۔ امام بیہقی نے اس حدیث سے وہم کو دور کیا اور شک رفع کیا۔  
امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ شعبہ کا وہم ہے، اور جماعت کی روایت صحیح ہے اہل تاریخ کے مطابق عبیدہ، زبیر سے پہلے فوت ہوئے تو اس سے روایت دور کی بات ہے۔<sup>(4)</sup>

عبداللہ بن رجاء کے بارے میں کہتے ہیں :

① السنن الکبریٰ : 1 / 276

② السنن الکبریٰ : 1 / 89

③ السنن الکبریٰ : 7 / 182-183

④ السنن الکبریٰ : 10 / 73

اسی طرح عبداللہ بن رجاء نے بھی مصعب بن سوار کہا ہے حالانکہ نام سوار بن مصعب ہے اور یہ متروک ہے۔<sup>(1)</sup>  
امام بیہقی رحمہ اللہ دیگر ائمہ کی طرف بہت بڑے محدث ہیں۔ انہوں نے اس حقیقت کو خوب واضح کیا اور اپنی کتاب میں اس پر خوب  
مشق کی اور اس کے سینکڑوں دلائل ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کے دور میں محض تقلید کا دور دورہ تھا جو تحقیق و نقد سے بالکل خالی تھا۔ کیونکہ  
اس دور میں کتاب میں احتمال، کسی نئی چیز کا آنا یا سند میں وہم ہونے کا احتمال تھا۔ ثقہ آدمی حفظ متابعت کے ذریعے کذاب، گمراہ اور خطاکار  
سے نقل کرتا تھا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

کسی لیے جائز نہیں کہ وہ ہماری بات میں گفتگو کرے حتیٰ کہ وہ یہ جان کہ یہ بات ہم نے کہاں سے کہی ہے۔<sup>(2)</sup>  
امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول بغیر دلیل کے علم حاصل کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے وہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتا ہے اور اس میں  
سانپ ہو اور لاعلمی کی وجہ سے اسے ڈس لے۔<sup>(3)</sup>

### 3. نقدی عبارات کی درستی اور ان کے قائلین کی طرف نسبت

امام بیہقی رحمہ اللہ کے نقدی منہج کے جمع مسائل میں سے فن حدیث میں ناقدین کی عبارتوں کی درستی بھی ہے۔ وہ بالاستیعاب تمام  
اقوال کو جمع کر کے ان کی تحقیق کرتے ہیں اس میں سے صحیح کو اختیار کرتے ہیں اس کی اصل کو باقی رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے مضبوطی  
فراہم کرنے کیلئے دیگر دلائل بھی نقل کرتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کتاب الاضحیہ میں حدیث من وجد سعة ولم یضح کو امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں :

امام ترمذی رحمہ اللہ کے بقول صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابو ہریرہ کی موقوف حدیث ہے اور زید بن حباب کی روایت غیر محفوظ ہے۔ پھر  
نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں اسی طرح عبید اللہ بن جعفر نے عن الاعرج عن ابی ہریرہ کی سند سے موقوف نقل کیا ہے نیز ابن وہب نے عن  
عبداللہ بن عیاش عن الاعرج عن ابی ہریرہ کی سند سے موقوف نقل کیا ہے اسی طرح ابن وہب نے عن عبداللہ بن عیاش بن عیسیٰ بن  
عبدالرحمن بن فروہ انصاری عن ابن شہاب عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ کی سند سے نقل کیا ہے:

اس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری جائے نماز کے قریب نہ آئے۔ اور یہ بھی موقوف ہے۔<sup>(4)</sup>

اس سے امام بیہقی رحمہ اللہ کی تنقیدی قوت کی وسعت و گہرائی معلوم ہوتی ہے وہ اہل نقد کے اقوال کی اصلاح کر کے ان کی طرف  
منسوب کرتے ہیں۔ وہ اس منہج میں اس قدر آگے تھے کہ انہوں نے اپنی سنن میں موجود روایات پر خود نقد کیا اور ان کے علاوہ دیگر

① السنن الکبریٰ : 1 / 252

② المدخل إلى السنن الکبریٰ : ص 210 - 211

③ المدخل إلى السنن الکبریٰ : ص 210 - 211

④ السنن الکبریٰ : 9 / 260

روایات کو ترجیح دی۔

#### 4. نقد کو علمی ادب سے متصف کرنا

'السنن الکبریٰ' میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علمی ادب سے تنقید کو متصف کیا ہے وہ اپنے سارے اعتراضات نقد، مناقشہ اور ترجیحات کا عاجزانہ الفاظ سے خاتمہ کرتے ہیں اور وہ اللہ اعلم کہہ کر حقیقی علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ علماء اور آئمہ پر نقد کرنے سے پہلے ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے بارے میں کہتے ہیں :

اگرچہ وہ فقہ میں بہت بڑے ہیں۔ لیکن سوئے حفظ کی وجہ سے روایت میں کمزور ہیں اس طرح اسانید و متون میں خطا کرنے کے ساتھ ساتھ حفاظ کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اور انہیں معاف کرے۔<sup>(1)</sup>

وہ عام حکم بیان کرنے سے پہلے اپنی علم و سعت کو بھی بیان کر دیتے ہیں مثال کے طور پر کہتے ہیں :

میرے علم کے مطابق اس حدیث کو نقل کرنے میں ابو غسان یحییٰ بن کثیر منفرد ہے۔<sup>(2)</sup>

اور اسی طرح وہ بسا اوقات کہتے ہیں :

ناقل اس حدیث کی غرابت اور اہل علم کے ہاں غیر معروف ہونے کی وجہ سے اس سے واقف نہ تھا۔

کتاب الصلوٰۃ، باب متی يقوم الماموم کی صحیح سند بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انس بن مالک سے مروی ہے۔ حسین بن

علی کا یہی عمل تھا۔ عطا اور حسن کا یہی قول ہے۔<sup>(3)</sup>

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر غرابت یا رد کا حکم لگا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ ادبی طریقہ اختیار کیا جس سے غرائب و تضعیف واضح ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ نمایاں خصائص ہیں۔ بلاشبہ اور بھی کئی خصائص ہیں اس کے سیکڑوں دلائل اور شواہد موجود ہیں۔

① السنن الکبریٰ : 5 / 334

② السنن الکبریٰ : 2 / 420

③ السنن الکبریٰ : 2 / 21

## خُلاصَةُ بَحْثٍ

## خلاصہ بحث

### باب اول: امام بیہقی رحمہ اللہ کے احوال و آثار

- اس میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات زندگی ان کے ابتدائی حالات اور وہ پس منظر کا ذکر ہے جن کا ان کی علمی تکون میں حصہ تھا۔
- علمی اسفار کا تذکرہ اور تفصیل اور دوران تذکرہ امام صاحب کے علمی مقام کا اقوال علما کی روشنی میں جائزہ۔
- امام صاحب کا عقیدہ مسلک ان کی کتب اور اقوال کی روشنی میں۔
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ کتب کا تعارف اور ان کے مطبوع و غیر مطبوع کی نشاندہی کی گئی ہے۔

### باب دوم: السنن الکبریٰ کا منہج و خصائص

- السنن الکبریٰ کا منہج و خصائص کا بیان۔
- کتب حدیث میں السنن الکبریٰ کا مقام
- کتب حدیث کی فنی تقسیم اور ان کی تفصیل مثلاً سنن، جامع مسند وغیرہ، سنن کا تعارف اور ان کے مصنفین کا تذکرہ۔
- السنن الکبریٰ کا دیگر سنن کی کتب میں مقام و مرتبہ
- السنن الکبریٰ کے مراحل تالیف اور موضوع و اصطلاحات کا تذکرہ۔
- تالیف السنن الکبریٰ کا پس منظر اور اسباب
- سنن الکبریٰ کی تالیف کی غرض و غایت
- السنن الکبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی امتیازی اصطلاحات
- السنن الکبریٰ پر تنقیدات کا تذکرہ
- السنن الکبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہجی اسلوب اور اس کی تقسیم۔
- تنظیمی منہج اور نقدی منہج کی تفصیل

### باب سوم: السنن الکبریٰ میں حدیث کے روایتی و درایتی اصولوں کا استعمال

- السنن الکبریٰ میں حدیث کے روایتی و درایتی اصولوں کا استعمال
- السنن الکبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے استعمال کردہ روایتی اصول
- مرفوع اور اس کی اقسام کا تذکرہ
- موقوف اور اس کے متعلقات کا بالتفصیل تذکرہ
- مقطوع اور اس کے متعلقات

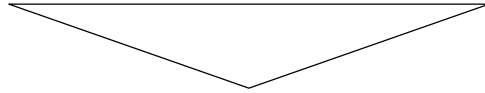
- غریب کی لغوی و اصطلاحی مفہوم اور غریب کی اصطلاح میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا موقف۔
- منکر اور اس کے متعلقات کا بالتفصیل ذکر اور نکات جانچنے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی مہارت کا تذکرہ۔
- معلل اور اس کے متعلقات میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا اسلوب۔

## باب چہارم: السنن الکبریٰ کی ترتیب و تدوین میں نقد حدیث

- السنن الکبریٰ کی ترتیب و تدوین میں نقد حدیث
- السنن الکبریٰ میں نقل شدہ رواۃ اور ان کا تعارف
- السنن الکبریٰ میں اسمائے رواۃ اور ان کی کسیتوں کے درمیان امتیاز
- السنن الکبریٰ میں مختلف الاسماء، مشتبہ اور مبہم راویوں کی نشاندہی کا تذکرہ
- السنن الکبریٰ میں جرح و تعدیل کے استعمال کی تفصیل
- جرح و تعدیل کا لغوی اصطلاحی مفہوم اور محدثین کے ہاں اس سے متعلقہ اساسی اصول کا تذکرہ
- السنن الکبریٰ میں راویوں کے مراتب و طبقات کا بالتفصیل تذکرہ
- جرح و تعدیل کی تفصیل
- امام بیہقی رحمہ اللہ کی السنن الکبریٰ میں جداگانہ تنقیدی اصطلاحات کا تذکرہ
- جرح و تعدیل میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے منہج پر تبصرہ اور السنن میں ان کے خصائص
- امام بیہقی رحمہ اللہ کے راوی پر حکم لگانے کے بعض اہم قوانین کا تذکرہ۔
- امام بیہقی رحمہ اللہ کے نقد سندی و اصولوں کی تفصیل
- السنن الکبریٰ میں نقد متن سے متعلقہ اسباب کا ذکر
- ناقدی شرائط اور اس کا دائرہ کار
- نقد متن کے معیارات، وسائل اور ترجیح متن کا ذکر
- السنن الکبریٰ میں نقد متن کی اقسام کا بالتفصیل ذکر
- منہج نقد کا معنی و مفہوم اور امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے ہاں اس کا دائرہ کار کی تفصیلی بحث
- امام صاحب کا السنن الکبریٰ میں آزادی فکر کا اسلوب پر علما کے تائیدی اقوال کا بیان اور تفصیل



# فہارس



1. فہرستِ آیات
2. فہرستِ احادیث
3. فہرستِ اعلام
4. فہرستِ مصادر و مراجع



# فہرست آیات

## فہرست آیات

صفحہ نمبر	آیات
61	وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا
115	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ
115	وَلَا تُنْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ
117	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ



# فہرست احادیث

## فہرست احادیث

صفحہ نمبر	احادیث
60	”البركة في نواصي الخيل“
61	”أن النبي ﷺ كان إذا صلى ركعتي الفجر اضطجع“
62	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالقصير ولا بالطويل
62	كان أبيض مليح الوجه
62	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أشد حياء من العذراء في خدرها و كان إذا كره..
62	كان رسول الله أحسن الناس و كان أجود الناس و كان أشجع الناس
63	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الطيب و لا يحب ريح الخناء
69	لا يغرم السارق إذا أقيم عليه الحد
80	الرجل جبار
84	سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك
85	نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الرطب و بالتمر نسيئة



# فہرستِ اعلام

## فہرستِ اعلام

اعلام	صفحہ نمبر
ابراہیم بن عبداللہ بصری	44
ابن اُخرم	4
ابن اعرابی	4
ابن العباد حنبلی	34
ابن عساکر	19
ابن قاضی شہبہ	34
ابن ماجہ محمد بن یزید قزوینی	44
ابن وہب فہری	43
ابوالحسن علی بن احمد بن عمر حمای مقلری	11
ابوالفتح مندائی امام ابوالقاسم تمیم بن ابی سعید بن ابی العباس جرجانی	24
ابوالفتح ناصر بن محمد بن عبداللہ عیاضی	25
ابوالقاسم ہبہ اللہ بن حسن	45
ابوبکر احمد بن ابراہیم بن محمود اصیبانی	9
ابوبکر احمد بن محمد بغدادی	44
ابوبکر عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بکیری نیشاپوری	24
ابوبکر محمد بن یحییٰ ہمدانی	45
ابوجعفر محمد بن احمد بن جعفر قرمسی	13
آؤد اوڈ سلیمان بن اشعث	44
ابوزبیر	52
ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی	53
ابوسعید بن احمد	6
ابوطاہر حسین بن علی بن حسن ہمدانی	14
ابوعبداللہ	51
ابوعبداللہ بن احمد	6
ابوعبداللہ حاکم	3
ابوعبداللہ حسین بن عبد اللہ بن محمد سدری بیہقی	8
ابوعتیدہ الحمصی	101
ابوعلی خوارزمی	35

52	ابو قلابہ
18	ابو محمد الجوزی
14	ابو محمد جعفر بن محمد بن حسین ابہری صوفی
9	ابو منصور ظفر بن محمد بن احمد علوی
8	ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ بشیری
121	ابو نعیم فصل بن دیکین
4	ابو یعلیٰ خلیلی
28	ابو المعالی الفارسی محمد بن اسماعیل
45	احمد بن سلیمان بغدادی
44	احمد بن شعیب نسائی
44	احمد بن عبید صفار
45	احمد بن علی ہمدانی
31	احمد عصام کاتب
33	استاد محمد سعید زغلول
32	استاد دیاب عبدالکریم دیاب اردنی
6	اسماعیل بن احمد
129	اسماعیل بن عیاش
4	الاصم
29	امام فخر الدین ابوالحسن عیسیٰ بن ابراہیم
25	امام ابن الجوزی
24	امام ابن خزیمہ
45	امام ابن صلاح
32	امام ابن فرج الشیبلی
25	امام ابن کثیر
17	امام ابواسامہ محمد بن احمد بن محمد مقرئ
24	امام ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد بیہقی
13	امام ابوالحسن علاء بن محمد بن ابی سعید اسفرائینی مہرجانی
9	امام ابوالحسن علی بن احمد بن محمد البخاری زاہد
17	امام ابوالحسن علی بن حسن بن علی
8	امام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی
9	امام ابوالحسن علی بن محمد ہاشمی مزکی



13	امام ابو الحسن علی بن محمد بن علی المقرئ مہرجانی
13	امام ابو الحسن محمد بن ابی معروف فقیہ مہرجانی
14	امام ابو العباس احمد بن ابراہیم بن جائجان
18	امام ابو العباس احمد بن علی برازمصری
17	امام ابو العباس محمد بن علی بن حسن کسائی
9	امام ابو الفضل عمر بن ابراہیم بن اسماعیل ہروی
24	امام ابو المظفر عبد المنعم بن عبد الکریم بن ہوازن قشیری
15	امام ابو بکر احمد بن محمد خوارزمی
9	امام ابو بکر محمد بن ابراہیم فارسی
17	امام ابو بکر محمد بن ابی سعید بن سخویہ السفرائینی
23	امام ابو بکر بصری
18	امام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری
13	امام ابو سعید شریک بن عبد الملک بن حسن مہرجانی
14	امام ابو سعید عبد الرحمن بن محمد بن شہابہ شہاد
17	امام ابو سعید یحییٰ بن احمد بن علی صانع
10	امام ابو سعید یحییٰ بن محمد بن یحییٰ مہرجانی
10	امام ابو سہل بن نصر ویہ مروزی
17	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن مہندی باللہ عسبی
23	امام ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن احمد فراوی نیشاپوری شافعی
17	امام ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن لطیف مصری
18	امام ابو عثمان سعید بن عباس بن محمد قرشی
23	امام ابو علی اسماعیل بن احمد بن حسین خسرو جرد شافعی
10	امام ابو علی حسین بن محمد بن محمد روز باری
18	امام ابو محمد الحسن بن احمد بن ابراہیم بن فراس مالکی
10	امام ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی
14	امام ابو منصور محمد بن عیسیٰ ہمدانی
23	امام ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الکریم بن ہوازن قشیری نیشاپوری
13	امام ابو بکر محمد بن احمد بن عبد اللہ نو قانی
43	امام ابو حنیفہ
15	امام ابی الحسن علی بن احمد بن عمر حمای مقرر
16	امام ابی الحسن علی بن احمد بن محمد

15	امام ابی الحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی
15	امام ابی الحسن علی بن محمد بن مقری مہرجانی
15	امام ابی الحسن محمد بن احمد بن حسن ہزار
15	امام ابی الحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان
16	امام ابی الحسین محمد بن علی بن خشیش تمیمی مقری کوفی
17	امام ابی الطیب احمد بن علی بن محمد جعفری
16	امام ابی الفتح محمد بن احمد بن ابی فوارس
16	امام ابی الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حقار
16	امام ابی القاسم زید بن جعفر بن ہاشم علوی
16	امام ابی القاسم عبدالواحد بن محمد بن البخار مقری
38	امام ابی القاسم عمر بن عبدالرحمن قزوینی
16	امام ابی القاسم مجالد بن عبداللہ بن مجالد بکلی
15	امام ابی عبداللہ حسین بن حسن محمد غضناری
15	امام ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی طاہر دقاق بغدادی
16	امام ابی علی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان
16	امام ابی محمد جناح بن نذیر بن جناح محاربی قاضی
15	امام ابی محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری
16	امام ابی منصور محمد بن عبداللہ بن نوح
39	امام الحرمین
31	امام برہان الدین ابراہیم بن عمر بقتائی
43	امام ترمذی
20, 16	امام جوینی
51	امام دارقطنی
32, 25	امام ذہبی
48, 39, 38, 34, 36, 33, 32, 25, 20	امام ذہبی
6	امام زبیدی
33	امام سسکی
37, 35, 34, 33	امام سمعانی
48, 26, 20	امام شافعی
112	امام طبری
51	امام عبداللہ بن عدی جرجانی

52	امام علاء الدین علی بن عثمان المعروف ابن ترکمانی
18	امام علی بن محمد بن بندار قزوینی
8	امام قشیری
37	امام کتانی
51	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ
43	امام مسلم
44	ابن جریر عبد الملک بن عبد العزیز
25	ابو محمد ہبہ اللہ بن سہل بن عمر سیدی
39	ابو نصر شجاعی
120	بلال رضی اللہ عنہ
5	الپارسلان
38, 34, 32	حاجی خلیفہ
27	حافظ ابو سعید محمد بن عبد الرحمن کجروزی
43	حافظ ابو نعیم اصفہانی
15	حافظ ابی الحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بشران
101	حجاج بن ارطاة
120	حضرت اسامہ بن زید
109	حماد بن سلیمان
8	خطیب بغدادی
44	خلال حسن بن علی حلوانی
40	الرازا
4	رافعی
43	رزین بن معاویہ
30	سکسکی
3	سقاوی
36	سزکین
44	سعید بن منصور مروزی
39	سلطان نظام الملک
30	سید صقر
8	شیخ برقانی
35	شیخ عبد الرحمن محمد عثمان

27	شیخ عبدالغنی عبدالخالق
31	شیخ محمد خاتمی ازہری
26	شیخ محمد زاہد کوثری
4	الصفار
44	عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی
40	عشری
80	عطیہ عوفی
45	علی بن عمر دارقطنی
57	علی بن مدینی
118	قاضی ابوبکر احمد بن حسن
120	الکندری
80	مالک بن انس
45	محمد محی الدین جعفری
48	موسیٰ بن عقبہ
29	ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی
36	ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی
44	ڈاکٹر عمر
27	ڈاکٹر نایف دعیس
30	یا قوت حموی





# فہرستِ مصادر و مراجع

## مصادر ومراجع

## الكتب العربية

- القرآن الكريم
- اكرم ضياء عمري ، التراث والمعاصرة- كتاب الامة قطر، الطبعة الاولى سنة 1405 هـ
- اكرم ضياء عمري، موارد الخطيب في تاريخ بغداد- دارالقلم بيروت، الطبعة الاولى، 1395 هـ / 1975 م
- ابن الأنباري ، نزهة الألباء في طبقات الأدباء- تحقيق: ابراهيم سامرائي، بغداد 1960 م
- ابن الصلاح لأبوزكريا يحيى بن شرف، التقريب الارشاد مختصر علوم الحديث، مكتبة الحلبوني دمشق
- ابن حجر أحمد بن علي عسقلاني، تهذيب التهذيب، حيدرآباد دكن هند 1325 هـ
- ابن حجر احمد بن علي عسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري- المطبعة السلفية القاهرة سنته 1380 هـ
- ابن حجر أحمد بن علي عسقلاني، قريب التهذيب- تحقيق: عبدالوهاب عبداللطيف، دارالمعرفة بيروت 1395 هـ / 1975 م
- أبو أحمد عبد الله بن عدي جرجاني، لكامل في الضعفاء ، دارالفكر بيروت، الطبعة الثانية 1405 هـ / 1985 م
- أبو البقاء ايوب بن موسى عكبري، الكلميات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية- تحقيق: عدنان دورليش، وزارة ثقافت دمشق، الطبعة الثانية 1981 م
- أبو الفداء الملك المؤيد اسماعيل صاحب حماة، المختصر في أخبار البشر- طبع عبصر سنة 1325 هـ
- أبو بشر محمد بن احمد دولابي، الكنى والأسماء- دارالمعارف الاسلامية هند 1322 هـ
- أبو سعد عبدالكريم بن محمد سمعاني ، التبخير في المعجم الكبير- تحقيق: منيره ناجي سالم، مطبعة الارشاد بغداد 1975 م
- أبو سعد عبدالكريم بن محمد سمعاني، الأنساب - طبع بالزنكعراف في لندن 1912 هـ
- ابو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم خطابي، غريب الحديث- تحقيق: عبدالكريم إبراهيم، الفرباوى من مطبوعات جامعة أم القرى 1402 هـ
- أبو شيخ عبد الله بن محمد بن جعفر أصفهاني، أخلاق النبی- عناية: أبو الفضل عبد الله صديق القاهرة سنة 1959 هـ

- أبو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم، معرفة علوم الحديث، تحقيق: لجنة احياء التراث، منشورات دارالآفاق جديده، بيروت، الطبعة الرابعة سنة 1400هـ / 1980م
- أبو محمد عبد الله بن يوسف زيلعي، نصب الراية - دارالمأمون مصر، الطبعة الأولى 1357هـ / 1913م
- ابوالعباس احمد بن محمد ابن خلكان، وفيات الأعيان و أنباء الزمان- دارالثقافة بيروت 1971ء
- أبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد ابن رجب، شرح علل الترمذى، تحقيق: سيد صحبحى جاسم حميد، مطبعة العاني بغداد
- ابوالفلاح عبدالحى بن أحمد ابن العماد، شذرات الذهب فى أخبار من ذهب- طبع بالقاهرة سنة 1350هـ
- أبو القاسم على بن حسن ابن عساكر، تبين كذب المفترى فيما نسب الى أبى الحسن الأشعرى- مطبعة التوفيق دمشق، 1247هـ
- أبوبكر احمد بن على خطيب بغداد، تاريخ بغداد أو مدينة السلام، مطبعة السعادة مصر، الطبعة الأولى 1349هـ / 1931م
- أبو حسين مسلم بن حجاج بن مسلم قشيري، حيح مسلم، دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل الغرفة التجارية رياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 1420هـ / 1999م
- أبو عمر و عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح، علوم الحديث، تحقيق: نور الدين عتر، دار الفكر دمشق، الطبعة الثالثة 1404هـ / 1984م
- أبى بكر احمد بن حسين بيهقي، دلائل النبوة، تحقيق: عبدالمعطى قلعجى دارالكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى 1405هـ / 1985م
- أبى داؤد سليمان بن أشعث بن اسحاق سجستاني، سنن أبى داؤد - دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل الغرفة التجارية رياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى: 1420هـ / 1999م
- أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن على نسائي، سنن نسائي، دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل العرقة التجارية رياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 1420هـ / 1999م
- أبى عبد الله محمد بن اسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة بخارى، صحيح بخارى، دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل الغرفة التجارية رياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 1420هـ / 1999م



- أبى عبدالله محمد بن يزيد ربيعى ابن ماجه قزوينى، سنن ابن ماجه، دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل الغرفة التجارية، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 1420هـ / 1999م
- أبى عيسى محمد بن عيسى ترمذى، جامع ترمذى دارالسلام للنشر والتوزيع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوى مقابل الغرفة التجارية رياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 1420هـ / 1999م
- أحمد بن حسين بيهقي، الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث - تحقيق: أحمد عصام كاتب، دارالآفاق الجديدة، الطبعة الأولى 1401هـ / 1981م
- أحمد بن حسين بيهقي، السنن الكبرى، دارالمعرفة بيروت لبنان، الطبع الاولى 1347هـ
- احمد بن حسين بيهقي، اثبات عذاب القبر- تحقيق: شرف محمود القضاة، دارالفرقان عمان، الطبعة الاولى، 1403هـ / 1983م
- أحمد بن حسين بيهقي، الزهد الكبير- تحقيق: تقى الدين ندوى، دارالقلم كويت 1403هـ
- احمد بن حسين بيهقي، القراءة خلف الامام- طبع فى الهند
- أحمد بن حسين بيهقي، بيان خطأ من أخطأ على الشافعى، تحقيق: شريف نايف دعيس، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى 1402هـ / 14983م
- أحمد بن حسين بيهقي، المدخل الى السنن الكبرى، تحقيق: محمد ضياء الرحمن الاعظمى، دارالخلفاء للكتاب الاسلامى كويت، سنة 1405هـ / 1985م
- أحمد بن حسين بيهقي، معرفة السنن والآثار، دارقبتية للطباعة والنشر دمشق بيروت، الطبعة الأولى 1412هـ / 1991م
- احمد بن عطية بن على غامدى، البيهقي و موقفه من الأهليات - الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة، الطبعة الثانية 1402هـ / 1982م
- احمد بن على بن حجر عسقلانى، لسان الميزان - بيروت 1390هـ / 1971م
- أحمد بن فارس، معجم مقاليس اللغة، تحقيق: عبدالسلام هارون، عيسى حلى قاهرة، الطبعة الأولى 1366هـ
- احمد بن محمد بن على فيومى، المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير- تحقيق: عبدالعظيم شناوى، طبع دارالمعارف قاهرة
- أحمد بن محمد بن على فيومى، لمصباح المنير فى غريب الشرح الكبير، تحقيق: عبدالعظيم شناوى، طبع دارالمعارف قاهرة

- اسماعيل باشا بن محمد بغدادى ، هدية العارفين فى اسماء المؤلفين و آثار المصنفين- استنبول سنة 1960م
- أكرم ضياء عمري، بحوث فى تاريخ السنة المشرفة- مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الرابعة سنة 1405هـ / 1984م
- امام احمد بن حنبل، سند امام أحمد بن حنبل- مؤسسة الرسالة للطباعة و لنشرة و التوزيع بيروت لبنان الطبعة الثانية 1420هـ / 1999م
- بروكلمان، تاريخ الادب العزلى- الترجمة العربية، دارالمعارف القاهرة، الطبعة الرابعة
- تاج الدين عبد الوهاب بن تقى الدين سبكي، طبقات الشافعية الكبرى- تحقيق: عبدالفتاح الحلو، محمود طناحي، طبعة عيسى حلى القاهرة 1976م
- جلال الدين عبدالرحمن بن ابى بكر سيوطى، التذيل والتذنيب على تهاية الفريب ، تحقيق: دأكر عبد الله جبورى، دارالرفاعى رياض، الطبعة الأولى 1452هـ / 1982م
- جلال الدين عبدالرحمن بن أبى بكر سيوطى، طبقات الحفاظ- تحقيق: محمد على عمر، مطبعة الاستقلال القاهرة 1393هـ / 1973م
- جلال الدين عبدالرحمن بن أبى بكر سيوطى ، تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى، دارالكتب، العلمية بيروت، الطبعة الثانية 1399هـ / 1979م
- جلال الدين عبدالرحمن بن أبى بكر سيوطى، حسن المحاضرة فى تاريخ مصر و القاهرة، تحقيق: أبوالفضل إبراهيم، طبعة عيسى البابى حلى القاهرة، الطبعة الأولى 1387هـ / 1967م
- جمال الدين عبدالرحيم اسنوى، طبقات الشافعية- تحقيق : عبد الله جبورى، بغداد 1390هـ
- حسين بن محمد بن عبد الله طيبى، الخلاصة فى علوم الحديث - تحقيق: استاد صبحى سامرائى، مطبعة الارشاد بغداد سنة 1971م
- زين الدين عبدالرحيم بن حسين عراقى ، التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن الصلاح- تحقيق: عبدالرحمن عثمان، مطبعة العاصمة 1970م
- سيد صقر ، مقدمة معرفة السنن والآثار - المجلس الأعلى للشؤون الاسلامية القاهرة
- شرف الدين على راحجى، صطلح الحديث وأثره على الدرس اللغوى عند العرب، دار النهضة العربية بيروت، الطبعة الأولى ، سنة 1973م

- شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ذهبي، العبر في خبر من غير- تحقيق: صلاح الدين منجد، فؤاد سيد، كويت 1969م
- شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، دول الاسلام- حيدر آباد هند، الطبعة الثانية 1364هـ
- شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، المغنى فى الضعفاء، تحقيق: نور الدين عتر، دارالمعارف حلب، الطبعة الأولى 1391هـ / 1971م
- شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ذهبي، تذكرة الحفاظ، تصحيح: عبدالرحمن بن يحيى معلمى، حيدر آباد هند 1374هـ
- شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، سير النبلاء ، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية 1402هـ / 1986م
- صلاح الدين خليل الدين بن أبيك صفدى، الوافى بالوفيات، دارالنثر فرانزشتايز بقسبادن، الطبعة الثانية 1381هـ / 1962م
- عبد الله بن سعد يافعى، مرآة الجنان وعبرة اليقظان- طبع فى حيدرآباد هند 1337هـ / 1939م
- عبدالرحمن بن أبى حاتم، الجرح والتعديل- دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد دكن هند
- عبدالرحمن بن أبى حاتم، المراسيل، تحقيق: شكر الله نعمة الله قوجانى، مؤسسة الرسالة بيروت الطبعة الثانية 1402هـ / 1982م
- عبدالرحمن بن على ابن جوزى، المنتظم من تاريخ الملوك والأمم ، مطبعة دارالمعارف العثمانية حيدرآباد دكن هند 1357هـ
- عبدالرزاق بن همام بن نافع صنعانى، صنف عبدالرزاق- تحقيق: محدث حبيب الرحمن أعظمى، نشره المجلس العلمى باكستان
- عبدالمعطى قلعبى، مقدمة دلائل النبوة- دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، 1405هـ / 1985م
- عجاج حظيب، أصول الحديث علومه و مصطلحه، دارالفكر، الطبعة الثانية سنة 1971م
- عجاج حظيب، أصول الحديث علومه و مصطلحه، دارالفكر، الطبعة الثانية سنة 1971م
- علاء الدين على بن عثمان تركمانى، الجوهر النقى فى الرد على البيهقي، دائرة معارف هند 1344هـ
- على بن احمد بن سعيد بن حزم ، المحلى - مطبعة الأولى بمصر
- على بن عمر دار قطنى، سنن دارقطنى- شركة الطباعة الفنية المدينة المنورة المملكة العربية، السعودية 1386هـ / 1966م

- على بن محمد بن محمد ابن الاثير، اللباب فى تهذيب الأنساب- دارالصادر بيروت سنة 1400هـ
- على حسن على عبد الحميد، التعليقات الأثرية على المنظومة البيقونية، المكتبة الاسلامية عمان، الطبعة الأولى 1403هـ / 1982
- على متقي هندي، كنز العمال، مؤسسة الرسالة بيروت سنة 1399هـ
- عماد الدين اسماعيل بن عمر ابن كثير، الباعث الحثيث شرح مختصر علوم الحديث، تحقيق: احمد محمد شاكر، دارالكتب العلمية بيروت 1403هـ
- عماد الدين اسماعيل بن عمر ابن كثير، البداية والنهاية - تحقيق محمد عبدالعزيز بنخار، مطبعة السعادة القاهرة
- فؤاد سزكين، تاريخ التراث العزلى -، ترجمه: داکتر محمود فہمی حجازی، داکتر عزم مصطفی، داکتر سعید عبدالرحیم، جامعة محمد بن سعود رياض 1403 / 1983م
- فاروق حماده، المنهج الاسلامى فى الجرح والتعديل، مكتبة معارف رباط، الطبعة الأولى 1401هـ / 1981م
- فاروق حماده، المنهج الاسلامى فى الجرح والتعديل - مكتبة المعارف رباط، الطبعة الاولى 1401هـ / 1981م
- مالک بن أنس لإمام مالک بن أنس، مؤطا الإمام دارالهجرة، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشرة والتوزيع بيروت، لبنان، الطبعة الثالث 1418هـ / 1997م
- مجد الدين أبوسعادات مبارك بن محمد ابن الأثير، لنهاية فى غريب الحديث والأثر، طبعة عيسى البابى الحلبي القاهرة
- محمد بن جعفر كتانى دارالفكر دمشق، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة، الطبعة الثالثة 1383هـ / 1964م
- محمد بن عبدالرحمن بن محمد سخاوى، فتح المغيث شرح الفية الحديث، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى سنة 1403هـ / 1983م
- محمد بن عبدالرحمن بن محمد سخاوى، الاعلان بالتوبيخ - مطبوع ضمن علم التاريخ عند المسلمين بيروت 1403هـ
- محمد بن عبدالرحمن مباركفوري، تحفة الأخوذى شرح جامع الترمذى، تحقيق: استاد عبدالرحمن محمد عثمان، مطبعة الاعتقاد القاهرة، سنة 1386هـ / 1967م
- محمد بن محمد ابن ابى يعلى الفراء الحنبلى، طبقات الحنابلة - طبع بالقاهرة سنة 1952م
- محمد زاهد كوثرى، مقدمة احكام القرآن - دارالكتب المصرية بيروت، الطبعة الأولى 1395هـ
- محمد طاهر جوابى، الجرح والتعديل بين المتشددين والمتساهلين- تونس سنة 1402هـ

- محمد طاهر جوايى، لجرح والتعديل بين المتشددين والمتساهلين، تونس سنة 1402 هـ
- محمد عجاج خطيب، اصول الحديث علومه و مصطلحه- دارالفكر، الطبعة الثانية 1971م
- محمد عجاج خطيب، المختصر الوجيز فى علم الحديث مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى 1405 هـ / 1985م
- محمد مرتضى بن محمد حسنى زبيدى، تحلف السادة المتقين، أحياء التراث العزلى مصر
- محمد مرتضى بن محمد زبيدى حسنى، تاج العروس من جواهر القاموس- طبع بمصر 1307 هـ
- محمد بن اسماعيل صنعانى، العدة على أحكام الاحكام- تحقيق: على بن محمد هندی، المطبعة السلفية قاهره، الطبعة الأولى
- محيى الدين عبد الحميد، شرح الألفية للسيوطى، مطبعة التجارية قاهرة
- مصطفى بن عبد الله حاجى خليفه، كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون- دارالفكر بيروت 1402 هـ / 1982م
- معجم البلدان- ياقوت حموى، دارالكتاب العربى بيروت
- مقدسى، أحسن التقاسم- ليدن الطبعة الثانية سنة 1909م
- موفق عبد الله، مقدمة الضعفاء والمتروكين، مكتبة المعارف رياض، الطبعة الأولى 1404 هـ 1984م
- نايف دعيس، مقدمة بيان خطأ من أخطأ على الشافعى، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى 1402 هـ / 1983م
- نورالدين عتر، منهج الفقد فى علوم الحديث، دارالفكر دمشق، الطبعة الثالثة 1401 هـ / 1981م
- همام عبدالرحيم سعيد، لعل فى الحديث، دارالعدوى عمان، الطبعة الأولى
- يحيى بن معين، التاريخ يحيى بن معين، تحقيق: أحمد نور سيف، الهيئة المصرية للكتاب، الطبعة الأولى 1399 هـ / 1979م
- يوسف بن عبد الله ابن عبد البر، القصدو الأمام فى التعريف بأصول أنساب العرب و العجم- مطبعة السعادة بالقاهرة سنة 1350 هـ